

دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اردو میگزین



شاہ عہد اللہ کی وفات
ایک تابناک عہد کا خاتمہ



فروری 2015ء

نوائے وقت



نوجوانانوں کے لئے مشعل راہ
راشد منہاس شہید

اشاعت کا
293
واں مہینہ

کشمیر بنے گا پاکستان

کم عمر سفر نامہ نگاروں
ندیا اور سروش سے ملاقات

قیمت صرف 25 روپے

دلچسپ کہانیاں

رنگا رنگ سلسلے اور انعامات کی برسات

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1



PAKSOCIETY

میراثام

اور یہ میرا پیارا پھول ہے
اسے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ
* نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو۔
* آج کا ہوم ورک مکمل ہو گیا ہو۔
* ابوی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

بانی: مجید نظامی مرحوم

چیف ایڈیٹر: میزہ مجید نظامی

ایڈیٹر: محمد شعیب مرزا

فروری 2015ء

ماہنامہ "پھول" میں شائع ہونے والی تمام
مضمونوں کے حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی تحریر بغیر
اجازت کے بغیر کسی سالے یا کتب خانے
میں نہیں ہو سکتی۔

رہبرِ انارک اور اس سب سے بڑا

شاہد امیرین پوسٹ

آرٹ ایڈیٹر: شعیب قادر

میں ہمیشہ خوش رہتی ہوں..... نیہا گیلانی..... لاہور

41	حنا رحمت	☆ اندرونی جیب
42	کوثر خالد	☆ سردی آئی (قلم)
43	عبدالحق، شہباز نور	☆ نیاسال
43	امجد شریف	☆ آدل کر چلتے ہیں
44	سحر ضیاء	☆ مسکرائیں
46		☆ کوہن
47	حمزہ طاہر	☆ صوفیائے
48	سدرہ محمود خان	☆ اپنے سوا.....
49	ساجد حنیف	☆ حنیف مہاسی
50	فرح اکرم	☆ کھکشاں
52		☆ پھول اخبار
54		☆ پھول آرٹ گیلری
55	سامیہ افتخار	☆ والدین اور احسان
56		☆ نزلے ہیں اعزاز ہمارے
58	ساجد انور ملک	☆ سائنس کی دنیا
59	مدثر مرزا	☆ پھول کتاب گھر
60		☆ کچے چٹے خطوط
64	کوکب علی	☆ حنا حیات
65		☆ پھول فورم
66	عشرت جہاں	☆ منجانی
67	الطہار احمد شیخ	☆ قربانی
68	بینی عالم	☆ مجھے کچھ کہنا ہے
69	قراۃ العین ہاشمی	☆ پرکی ہوں میں
70		☆ زبردست جمل

8	محمد صالح	☆ حرارت کرشمی
9		☆ ادارہ
10	محمد شعیب مرزا	☆ شاہ عبداللہ کی وفات
11	فاقد رحیم الدین	☆ چاکا گیت
12	شیخ عبدالحمید	☆ چوہدری رحمت علی
13	علی اکمل قصور	☆ مجری
15	حافظ مظفر حسن	☆ پاکستان سے محبت.....
16	نذیر انبالی	☆ راستہ
18	نظر علی راجا	☆ قطعہ کاریاں
19	ڈاکٹر محمد ارشد	☆ سر سید احمد خان
21	محمد طاہر نمبر	☆ غلام
23		☆ آنوگراف
24	حاشیہ حشید	☆ کرکٹ کا مالی سیلہ
26	سدرہ امیرین پوسٹ	☆ یوم بچگی کشمیر
27	ناصر بٹیر	☆ بچے لے گئے ہازی
28	شانزد مرزا	☆ ندیا اور سروش
30	وقار قریشی	☆ راشد مہاس
31	راحت وفا	☆ حشمت وفا
32	زرناں شائستہ	☆ ارم شائستہ
33	ارم شائستہ	☆ مہر تانک واقعہ
34	شانزہ	☆ منظرے
36	منزہ اکرم	☆ سیمینار بچوں کا ادب
39	چوہدری اسد اللہ	☆ فروری کے اہم واقعات
40	خوشید گوہر قلم	☆ حسین صدیقی (خطاط)

http://www.phool.com.pk

shoaibmirza.phool@gmail.com

23- کوئٹہ روڈ لاہور- پاکستان: فون نمبر: 36307141-111-123-540 UAN:

36367516-36367583: فکس: 36314099-ایمیل: EXT-208 EXT-347

اطراف

سالانہ 2000 روپے - ششماہی 1430 روپے

ایمیل: shoaibmirza.phool@gmail.com

قیمت شمارہ: 25 روپے

بانی: محمد شعیب مرزا

سالانہ 5184 روپے 50 - ششماہی 2800 روپے 25

پاکستان میں بڑا پھول

سالانہ 7800 روپے

ششماہی 400 روپے

چیف ایڈیٹر: پرنسپل ایڈیٹر میزہ مجید نظامی نے

نفاذ ملت پریس سے چھپوا کر

18 کلو

اللہ

Islam



ہمارا مرکز و محور تو دیکھیں یا رسول اللہ
ملک درد کا مہر تو دیکھیں یا رسول اللہ
لوہ کی رو بناتی ہے سمندر میں نئے نقشے
انہی نقشوں میں اپنا گھر تو دیکھیں یا رسول اللہ
میرے بچوں پہ رقصاں ہیں مثنوی گدھ ابا بلیں
عوض میں آرہا ہے زر تو دیکھیں یا رسول اللہ
جینیں گس گس اہل وطن کی عرض کر کر کے
ذرا نظریں اٹھا کر در تو دیکھیں یا رسول اللہ
مری قسمت میں لکھے ہیں ہمیشہ ہر طرف رہزن
مری خاطر کوئی رہبر تو دیکھیں یا رسول اللہ
اذا میں بھرتا ہوں طبعاً انقلابی ہوں
مگر میرے شکستہ پر تو دیکھیں یا رسول اللہ
بظاہر آپ سے شکوہ کتنا گستاخ ہے ظاہر
مگر چشم ادب میں در تو دیکھیں یا رسول اللہ
حفیظ طاہر لاہور

ہر سو تری دیہائی ہر سو تری رحائی
مگر ترے جلوے کی ہر جھ نظر آئی
ہر شے سے عیاں تو ہے ہر شے میں نہاں تو ہے
کھوت ہے عواہر میں باطن میں ہے یکتائی
دونوں ہی تری شانیں مطلق بھی مقید بھی
ہر ان کے کھنے کو کچھ چاہئے دانائی
میانہ مرقاں کے ساقی میں ترے قرباں
خود مستی و میکش ہے خود ہادہ بینائی
اس مصعب قدرت پر کیوں مل نہ حیراں ہو
تو خود ہی تماشا ہے اور خود ہی تماشاکی
بندہ ہے محبت کا ناجز معین الحق
ہر حیرا تنہائی ہے حیرا ہی شیدائی
ہر سید غلام حسین الحق کیلانی، گولڑہ شریف

محمد صالح

ہمسائے کا پرنا لہ

ان کے پاس ذاتی مکان نہیں تھا اس لئے کرائے کے مکان میں رہائش رکھتے تھے۔
مگر کرائے کا مکان بھی کسی نہ کسی وجہ سے سہا کڑ بھلا پڑتا تھا۔ خدا کی وسیع و عریض زمین میں
آج یہاں تو کل وہاں۔ ایک دھسا ایک جگہ کرائے کا مکان لیا تو ساتھ کا مسایہ ایک یہودی
تھا۔ وہ اسلام کا دشمن تھا اور شتم المرسلین علیہ السلام کے نام لیاؤں کو ٹھک کر کے خوشی محسوس کرتا
تھا۔ وہ دن اس کے لئے عید کا دن ہوتا تھا جب وہ کسی بچے اطاعت گزار اللہ کے
یہ دکار اور عاشق احمد مختار علیہ السلام کو اپنے اہل خانہ کا

اب جب اس یہودی نے دیکھا کہ اس کے ایک المسائے میں ایک نیا کراپہ دار آیا ہے۔ تو
اس نے اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیں۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس کا نیا
مسایہ اللہ کا پیارا اور وقت کا ولی ہے تو اسے سخت خفا ہوا۔ اس نے سوچا کہ کون سا ایسا حربہ
استعمال کروں کہ یہ مومن پر بیزار اس مکان کو چھوڑ جائے۔ کافی سوچ بچار کے بعد
بالآخر اس نے اپنے مکان کی محبت سے ایک ایسا پرنا لہ لکھوایا جس کا منہ اس کے مسائے
کے من میں کھتا تھا۔

پرنا لہ لکھانے کے بعد اس یہودی نے روزانہ اپنے ٹیک اور دین دار مسائے کے گھر میں
پرنا لہ کے درپے نجاست پھینکا شروع کر دی۔ وہ ایک مدت تک ایسا کرتا رہا اور اس
انتظار میں رہا کہ اس کا مسایہ اس سے کوئی شکایت کرے گا تو پھر اسے لڑائی کروں گا اور
یوں مالک مکان سے کہہ کر اسے یہاں سے نکلا دوں گا مگر اس کی یہ ترکیب کار گر ثابت نہ
ہوئی۔

آخر کار یہودی نے ٹیک آ کر خود ہی اپنے ٹیک اور بدگزیدہ مسائے سے پوچھا "آپ کو
میرے پرنا لہ سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی؟" یہ سوال سن کر مسایہ مسکرایا اور بولا
"تکلیف تو ہوتی ہے مگر میں نے ایک ٹوکری اور جھاڑو کا بندوبست کیا ہوا ہے کہ جو
نجاست آپ کے پرنا لہ سے میرے گھر میں گرتی ہے وہ میں روزانہ صاف کر دیتا
ہوں۔" یہودی نے ہار پوچھا "آپ اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ کو قصہ نہیں

ٹیک دل صاحب ایمان مسائے نے جواب دیا "میرا پروردگار ان لوگوں کو پسند کرتا ہے
جو قصہ پی جاتے ہیں اور دوسروں کو معاف کر دیتے ہیں۔"
یہودی نے جیسے ہی یہ جواب سنا تو اس کی کایا پلٹ گئی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا
"اے مالک بن دینار! جو دین ایسی اچھی تعلیم دیتا ہے اس کو میں اسی لئے قبول کرتا ہوں اور
رب ظن ورجیم سے اپنے گناہوں کی معافی کا طلب گار ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا
ہوں۔" سبحان اللہ۔

انصاریہ

جہ سے پاؤں پر زخم ہو چکے تھے چلنا مشکل ہو رہا تھا لیکن تشریف لے آئے۔ دل چاہا کہ ان کی اس محبت و شفقت کے انداز سے آپ کو بھی آگاہ کروں۔ بڑے لوگوں کی بڑی باتیں۔ میرے بزرگ دوستوں میں سے ایک چودھری ظفر اللہ خان صاحب ہیں۔ اپنے والد صاحب کے نام پر ٹرسٹ بنا رکھا ہے۔ گاؤں میں سکول اور مدرسہ بنا کر علم کی شمعیں روشن کر رہے ہیں۔ تحریک پاکستان میں خدمات پر انہیں گولڈ میڈل بھی مل چکا ہے۔ ان دنوں طویل ہیں۔ ملاقات کم ہوتی ہے لیکن جب بھی پھول یا لواے وقت میں میرا کالم شائع ہوتا ہے تو فون کر کے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یوں حرم کو توانائی بخشتے ہیں۔ ایک ہمارے بزرگ دوست کرل (ر) مسعود اختر شیخ ہیں۔ انہوں نے پاکستان اور ترکی کے درمیان ہلکا کر دار ادا کیا ہے۔ 20 سے زائد کتب ترکی سے اردو میں ترجمہ کی ہیں۔ اسلام آباد میں رہتے ہیں۔ فون پر بات ہوتی رہتی ہے جب بھی لاہور تشریف لاتے ہیں تو فون کرتے ہیں۔ یوں ملاقات بھی ہو جاتی ہے۔

ہمارے ایک بزرگ دوست ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ ہیں۔ چلڈرن قرآن سوسائٹی کے پیٹ فارم سے نئی نسل کو قرآن مجید کی طرف مائل کرتے ہیں۔ 25 سال سے زائد عمر سے بچوں کے لیے ایک رسالہ بھی شائع کر رہے ہیں۔ پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی کے میگزین جزل ہیں۔ محنت ان دنوں خراب رہنے لگی ہے۔ اکثر صبح صبح فون کر کے بلا لیتے ہیں یا خود تشریف لے آتے ہیں۔ درود شریف، تفسیر کی کتابیں اور پمفلٹ دیے جاتے ہیں تاکہ تقسیم کر سکیں اور یہ روشنی زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچا سکیں۔

ایک بزرگ دوست میاں محمد نعیم شیخ ہیں۔ ایک سکول اور کئی فلاحی ادارے چلا رہے ہیں۔ پاکستان اور پاکستانی معاشرے کی فلاح کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ اکثر اس حوالے سے گفتگو ہوتی ہے۔ سادگی اور انکساری سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ دوست حاجی محمد حسین گوہر صاحب ہیں۔ یہ بھی جدوجہد کی مٹی مثال ہیں۔ چھوٹے بچانے پر محنت کر کے بام عروج تک پہنچے۔ نکانہ میں ایک خوبصورت مسجد بنا رہے ہیں۔ خیر و بھلائی کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ ان کا اہم کارنامہ حرمین شریفین میوزیم ہے جہاں سینکڑوں مقدس تمکات موجود ہیں لوگ جن کی زیارت کر کے دلی سکون پاتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے ہر ایک بزرگ دوست کے حوالے سے ایک ایک کتاب لکھوں کیونکہ یہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ یہ ہمارا قومی اثاثہ ہیں۔

”پھول“ کی ادارت نے جہاں مجھے بے شمار نفعے دیے اور نو جوان دوست دیے ہیں وہیں یہ قابلِ احترام اور قابلِ فخر بزرگ دوست بھی ملے ہیں۔ میں ان کی محنت و مہمندی اور درازی عمر کے لیے دعا گو رہتا ہوں۔ کیا ان دعاؤں میں آپ بھی میرے ساتھ شریک ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر ہمیں ہے۔

آپ سیدنا محمد
محمد شعیب

چند روز قبل کی بات ہے۔ فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف عکاس حرمین شریفین عظمت شیخ صاحب تھے۔ کہنے لگے کہ اپنے گھر کا پتہ بتائیں۔ ان کو بتایا تو کہنے لگے کہ آپ کے لیے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تصویریں فریم کروائی ہیں وہ دینے آؤں گا لیکن بتا کر نہیں آؤں گا تاکہ آپ کوئی تکلف نہ کریں۔ ان سے گزارش کی کہ بتا کر تشریف لائیں۔ تکلف نہیں کروں گا لیکن وہ نہیں مانے۔ وہ ہمارے ایسے بزرگ دوست ہیں جو کسی کی نہیں مانتے۔ ساری زندگی اپنی مرضی سے گزاری۔ اس دور میں حرمین شریفین کی فوٹو گرافی کی جب لوگ وہاں کی تصویر دیکھنے کو ترستے تھے۔ اب اس ضعیف العمری میں چلتے ہوئے اگر آپ کو محسوس ہو کہ وہ لڑکھڑانے لگے ہیں اور آپ ان کا ہاتھ تھامنے لگیں تو وہ اپنا ہاتھ فوراً پیچھے کر لیتے ہیں۔ کسی کا سہارا نہیں لیتے۔ کہتے ہیں کوئی ضرورت ہو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور وہ میری ضرورت پوری کر دیتا ہے۔ 80 سال سے زیادہ عمر ہو گئی ہے اللہ کا شکر ہے اس نے بہت اچھا رکھا ہوا ہے۔ ہر بات میں شکر کا پہلو نکال لیتے ہیں۔ ایک دو دوستوں اور پھول ٹیم کے ساتھ کئی مرتبہ ان کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ تواضع میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ جب تک مہمان کھانا کھاتے ہیں یہ کھڑے رہتے ہیں اور کھانا خود ڈال کر دیتے ہیں آئیں کریم کھانے کے بہت شوقین ہیں اب بھی شوگر کے باوجود موقع ملے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں اور آئیں کریم کھا لیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں اسکول بند تھے۔ بچوں کو چھٹیاں تھیں رشتہ داروں کی طرف چلے گئے۔ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں عظمت شیخ صاحب ان دنوں میں نہ آجائیں۔ اور وہی ہوا۔ میں دفتر میں تھا اور وہ گھر کے قریب پہنچ گئے اپنی بیٹی اور لڑکی کے ہمراہ۔ میں نے صحت ٹرسٹ اور محمدی آئی ہسپتال کے عہدیم احمد صاحب کو فون کیا۔ وہ عظمت شیخ صاحب کو اپنے مرشد جیسا درجہ دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ اطمینان سے آئیں۔ وہ عظمت شیخ صاحب کو محمدی آئی ہسپتال لے آئے۔ میرے جانے تک انہوں نے ان تینوں کی آنکھوں کا معائنہ کروا دیا۔ میں نے والد صاحب کو فون کیا وہ قریب ہی تھے وہ گھر آ گئے۔ اتفاق سے میری بہن بھی آ گئیں۔ میں عظمت شیخ صاحب کو لے کر گھر آیا۔ انہوں نے تکلف کا کوئی موقع نہیں دیا۔ خوبصورت، فریم شدہ تصویریں عنایت کیں۔ ایک بھی لے کر آئے۔ ٹلف۔ کچھ دیر بیٹھے اور واپس چل دیے۔ یہ عظمت شیخ صاحب کی محبت، عظمت اور شفقت کا ایک انداز تھا۔ شوگر کی



محمد شعیب مرزا

بیٹے والے تمام بادشاہ بھائی تھے۔ پانچ ہزار سال کی مظلوم تاریخ میں ایک باپ کے 6 بیٹوں کا حکمران بننا پہلا واقعہ ہے۔ اس سے قبل بنو امیہ نے ایک ریکارڈ قائم کیا تھا جو ٹوٹ چکا

خادم الحرمین الشریفین، سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز انتقال کر گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ ریاض کی مسجد میں ادا کی گئی اور السعدی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ شاہ عبداللہ

سعودی عرب کے ایک تابناک عہد کا خاتمہ

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز سعودی عرب کے ایک تابناک عہد کا خاتمہ

کی عمر 90 سال تھی۔ وہ 2005ء سے 2015ء تک

سعودی عرب کے حکمران رہے۔ اپنے دور میں انہوں نے سعودی عرب میں کئی اصلاحات کیں۔ انہوں نے سعودی عرب کی تیز رفتاری میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں



ریاض، سعودی عرب کے فرمانروا سلمان بن عبدالعزیز عوام سے پہلا خطاب کر رہے ہیں



نائب وزیراعظم اول اور شہزادہ محمد بن نايف ولي عهد دوم جبکہ جبکہ محمد بن سلمان وزیر دفاع مقرر کیے گئے ہیں۔ شاہ عبداللہ کی وفات پر عالم اسلام سوگوار ہو گیا۔ پاکستان سمیت مختلف ممالک میں سوگ منایا گیا۔ شاہ عبداللہ



نے ذاتی دلچسپی سے حرمین شریفین کی توسیع کروائی اور حجاج کرام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کو ممکن بنایا۔ گزشتہ پانچ ہزار سال کی تاریخ میں سعودی فرمانرواؤں نے اہم ریکارڈ بنایا۔ جدید سعودی عرب کی بنیاد عبدالعزیز بن السعود نے 1902ء میں رکھی۔ ان کے آباؤ اجداد کی سلطنت کو ترکوں نے فتح کر لیا تھا اور 1818ء میں جزیرہ العرب کو اپنی سلطنت کا حصہ بنالیا تھا۔ 20 ویں صدی کے اوائل میں عبدالعزیز بن السعود نے اپنے بزرگوں کی کھوئی ہوئی سلطنت واپس لینے کی ٹھانی اور 1902ء میں سعودی حکومت کی بنیاد رکھ دی۔ عبدالعزیز 1953ء تک سعودی عرب کے حکمران رہے پھر ان کے سب سے بڑے صاحبزادے شاہ سعود ہارشاہ بنے اور 1964ء تک فرما رہے تھے۔ شاہ فیصل ان کے جانشین تھے جو 1964ء سے 1975ء تک حکمران رہے۔ شاہ فیصل کی شہادت کے بعد شاہ خالد سعودی عرب کے حکمران بنے۔ وہ 1982ء تک مسند اقتدار پر فائز رہے۔ ان کے بعد شاہ فہد 1982ء سے 2005ء تک بادشاہ رہے۔ شاہ عبداللہ 2005ء سے 2015ء تک حکمران رہے۔ اب شاہ سلمان فرما رہے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز بن السعود کی وفات کے بعد مسند اقتدار پر

انہوں نے سعودی عرب کی تیز رفتاری میں اہم کردار ادا کیا

ان کے انتقال سے پاکستان ایک بہترین دوست سے محروم ہو گیا

سلمان بن عبدالعزیز نے سعودی فرمانرواؤں کی

شہزادہ مقرر ولی عهد اور نائب وزیراعظم اول اور شہزادہ محمد بن نايف ولي عهد دوم جبکہ محمد بن سلمان وزیر دفاع ہوں گے

شاہ عبداللہ نے اپنے دور میں حرمین شریفین کی توسیع میں اہم کردار ادا کیا

تاکید کی ہے۔ وہ 2012ء سے ولی عهد اور وزیر دفاع کے عہدے پر فائز تھے۔ وہ 50 سال تک ریاض کے گورنر بھی رہے۔ شاہ سلمان اور نئے ولی عهد شہزادہ مقرر بھی پاکستان سے محبت کے جذبات رکھتے ہیں۔ امید ہے آنے والے وقت میں پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات مزید مضبوط ہوں گے۔

☆☆☆

پاکستان کے بہترین دوست تھے۔ انہوں نے 1984ء، 1997ء، 1998ء اور 2004ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ آخری دورہ پاکستان کے موقع پر انہوں نے پاکستان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان زندہ باد کے پرچوں نعرے لگائے۔ سعودی عرب کے نئے فرما رہا شاہ سلمان نے بطور سربراہ اپنے پہلے خطاب میں مسلمانوں کو متحد ہونے کی



پچھلے دنوں کی بات ہے۔ جو سارے ایشیائی نسل کے لوگ (جو ہندو مت کے تھے) پچھلے دنوں کی بات ہے۔

بقدر رحیم الدین

پیارے بچہ! بہت پرانے دنوں کی بات ہے جب نہ ہم تھے اور نہ تم۔ منور نامی ایک چھوٹی سی بستی کراچی کے سمندر کنارے آباد ہے۔ اُن دنوں وہاں رسول بخش نامی ایک خوش شکل اور نیک دل ملاح رہا کرتا تھا۔ اس کے گہرا کٹر مہمان سمندر کے راستے سے کشتیوں سے آتے جاتے تھے۔ منور میں یہ کہادت مشہور تھی کہ دریا میں چلتے رہنے والے گیت، سنگیت اور قصے کہانی خوب جانتے ہیں۔ رسول بخش کے چار بچے تھے۔ رسول بخش ساری بستی میں اپنی عقل، تجربے اور نیکیوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ اس بستی میں کشتی چلانے میں ماہر اور استاد آدمی بہت عزت والا جانا جاتا تھا۔ رسول بخش کو محلے والے پیار سے بخشو بھائی کہہ کر بلا لیتے تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ایک ننھی سی چڑیا اس کے پاس کیوں رہتی ہے۔ خدا جانے کیوں بخشو بھائی نے اسے پالا ہوا تھا۔ پالا بھی اس انداز سے کہ چڑیا کسی بچہ کے میں

خوشی باتیں کرنے لگے۔ اسی لان کی منڈیر پر ایک کوا آ کر بیٹھ گیا۔ وہ پیاسا تھا اور اس کی چونچ کھلی ہوئی تھی اور وہ ”کائیں..... کائیں“ کر رہا تھا۔ چڑیا نے تالاب کے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ کوائے نے جی بھر پانی پیا اور خوش ہو کر چڑیا کے پاس آ بیٹھا۔ بس ذرا سی دیر سب کی ایسی دوستی ہوئی کہ دونوں چوڑے، ننھی بلخ، کوا اور چڑیا ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے ہر طرف چوں..... چوں..... قیس..... قیس اور کائیں..... کائیں کا شور مچ گیا۔ چڑیا کو جانے کیا سوچھی کہ کہنے لگی ”دوستو! میں آج تمہیں ایک پیدسا گیت سناتی ہوں۔“ بلخ کہنے لگی ”تم خود جو پیاری ہو تو آواز اور بھی پیاری ہوگی۔“ چڑیا گانے لگی۔

میں نے اونچے آسمان تلے جیل اور گدھ کو اپنے قریب نہ آنے دیا قریب نہ آنے دیا اور گئے جنگل میں کانٹے اور جھاڑیوں کو پاس نہ آنے دیا

موجودہ حالات کے تناظر میں دلچسپ اور فکر انگیز کہانی

پاس نہ آنے دیا مگر ہائے میں ماری گئی مگوٹیلے میں چھپے کیڑے سے میں ماری گئی، ہائے میں ماری گئی چڑیا کے گاتے گاتے ٹپ سے ایک آنسو کی پوند ٹپ پڑی۔ چڑیا نہیں چاہتی تھی کہ اس کے دوست اسے روکنا دیکھیں۔ کوا جو بڑے غور سے چڑیا کا گیت سن رہا تھا دانش مندانہ انداز میں بولا۔

”مجھے لگتا ہے کہ چڑیا کہہ رہی تھی کہ انسان بہادر ہو تو کسی سے نہیں ڈرتا۔ حوصلے سے ہر مشکل کو برداشت کرتا ہے۔ بڑے دل کا آدمی تو شیر کی طرح ہوتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنے گھر کے کیڑے کے کانٹے سے مر جائے۔ دراصل جو کیڑا گھر میں چھپا ہوتا ہے وہ نظر نہیں آتا اور ہمیشہ چپکے سے اور چھپ کر حملہ کرتا ہے۔ اسے جاننا اور مٹانا ضروری ہے تاکہ اپنی زندگی خراب نہ ہو۔ یہاں یہ بات بھی تو یاد رکھنے کی ہے کہ کیڑے سے مراد منافق اور چھپے ہوئے دشمن بھی ہیں اور اپنی خامیاں بھی ہیں۔ بعض اوقات بظاہر شریف اور پڑھے لکھے لوگوں میں تعصب، حسد، انتقام اور لالچ جیسی برائیاں چھپی ہوئی ہیں۔ یہ عیب دل و دماغ کو مار ڈالتے ہیں۔“

یہ سن کر چوڑوں نے سر ہلایا اور کہا۔ ”ہم جان گئے، ہم جان گئے۔ ہم یہ بات اپنے بھائی بہنوں کو بتائیں گے۔“

بلخ چونچ سے اپنے پر کھلاتے ہوئے بولی۔ ”ایسا گانا میں بھی گاؤں گی جو آج میں نے سیکھا ہے، سب کو سناؤں گی۔“ کوائے نے پر پھیلائے اور آواز کر قریب کے درخت پر بیٹھ گیا کہنے لگا۔ ”بہن چڑیا، ہوا تو ہر جگہ چلتی ہے، میں آؤ کر دور دور جاؤں گا اور آج جو گیت سناؤں ساتھیوں کو سناؤں گا۔“

اتنے میں شیر دل سکول بس سے اتر اور دوڑتا ہوا لان میں آیا۔ چڑیا اچھل پڑی اور جلدی سے اڑ گئی۔ اسے خوشی تھی کہ وہ جو پیغام دینا چاہتی تھی وہ اب دور دور تک پہنچے گا اور ہوا کی طرح ہر طرف پھیل جائے گا۔



بند نہیں رہتی تھی ہر طرف اڑتی پھرتی تھی مگر ہر بھی کہیں عتاب نہیں ہوتی تھی۔ بخشو بھائی کا گھر اس کا گھر تھا اور جیسے وہی اس کے ماں باپ تھے۔ سہ پہر میں وہ اُن کے ساتھ سمندر کنارے اڑتی پھرتی تھی۔ اکثر وہ منی سی چڑیا، بخشو بھائی کے کندھے پر بیٹھ جاتی تھی اور چپکتی تھی۔ ایک شام تو حد ہو گئی، بخشو بھائی لیٹے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے اور کنگنا رہے تھے، چڑیا سینے پر آن بیٹھی، گھر کے سب لوگ ہنستے رہے مگر بخشو بھائی سہلے تنک نہیں۔ جب چڑیا گھر کے صحن میں دانا دنگا چپکتی تھی تو بخشو بھائی اسے بڑے پیار سے چکارا کرتے تھے۔

ہاں تو بچھا جانے کیا بات ہوئی کہ چڑیا کچھ دنوں سے ساحل سمندر سے بہت دور دور تک اڑ کر جانے لگی۔ اب وہ گیلی ریت سے بھی کم کھینچی نظر آتی تھی۔ تھوڑے دن اور گزرے، اور ایک شام وہ ایک بڑی کشتی پر بیٹھ گئی۔ چڑیا منور سے بہت دور چلی گئی۔ چڑیا آس پاس کی چڑیوں میں سب سے زیادہ پیاری اور عقل مند تھی۔ جب وہ کوئی بات سمجھاتی تو سب جمع ہو کر اس کی بات سنتے۔ وہ جب ہلکے ہلکے گانا گاتی تو ساری گھریاں، طوطے اور تھلیاں پاس آ کر بیٹھ جاتیں۔ ایک دن کیا ہوا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ایک لڑکا جس کا نام شیر دل تھا، سکول چلا گیا۔ چڑیا اس کے گھر کے سبز لان پر بیٹھی تھی۔ مرغی کے دو چنڈے سا بی چونچ سے کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ پاس ہی ایک تالاب تھا، جس میں ایک بلخ تیر رہی تھی، وہ بھی چڑیا کے قریب آ گئی۔ بلخ نے اپنی بھوری چونچ میں ایک لمبا سا تنکا دبایا ہوا تھا۔ مرغی کے بچے پھدکتے ہوئے چڑیا کے پاس آ گئے۔ اب یہ چاروں خوش



چودھری رحمت اردو اور انگریزی کے بہترین مقرر تھے۔ چودھری رحمت علی کے مضامین کینیڈا، امریکہ، جرمنی، اٹلی اور جاپان وغیرہ کے اخبارات میں شائع ہوئے جس سے پاکستان کے تخیل کی شہرت دور تک پھیل گئی۔

چودھری صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں گزرا جہاں سے آپ نے قانون کی ڈگری بھی حاصل کی۔

چودھری رحمت علی نے اپنے مشہور زمانہ پمفلٹ ”اب یا کبھی نہیں“ میں اس آزاد مملکت پاکستان کا نقشہ بھی جوڑ دیا۔ آپ اپنی کتاب ”پاکستان بانی رحمت علی“ میں لکھتے ہیں کہ ”مجھے احساس تھا کہ موجودہ زمانے میں ہماری قوم کے استقلال کے لئے ایک ایسے قومی نام کا ہونا ضروری ہے جو بیک وقت ہم مسلمانوں کی روایات اور اصول حیات کا مظہر ہو اور یہ ایک متحرک کام بھی تھا۔ اس کام کے لئے میں نے اپنی تعلیم کو نظر انداز کیا۔ گریجر، پیشہ، ملازمت ہر خیال کو ترک کر کے اس کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھوٹا لیا۔ چلے گئے اللہ تعالیٰ سے رہبری اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے استخارے کئے اور دعائیں مانگیں تا آنکہ رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے لفظ ”پاکستان“ عطا کیا۔“

چودھری رحمت علی 1940ء میں برصغیر میں آئے۔ 8 مارچ 1940ء کو مجلس کبیر کراچی سے خطاب کیا۔ 1948ء میں چودھری رحمت علی پاکستان آئے۔ لاہور میں ڈاکٹر یار محمد کے گھر قیام کیا۔ پاکستان بننے کے بعد پہلے پاکستانی صحافی محمد شفیع ”م ش“ نے ان کا انٹرویو کیا۔

چودھری رحمت علی اسلامیہ کالج کے مجلہ ”کرینٹ“ کے ایڈیٹر بھی رہے

رکھی۔ یہ القاب آفرین انٹرویو پاکستان ٹائمز لاہور کے علاوہ تمام اخبارات میں شہ سرخی سے شائع ہوا۔ 1948ء میں چودھری رحمت علی یورپ چلے گئے اور لوٹ کر نہ آئے۔

1950ء میں آپ کے دوست امجد خان کیمبرج گئے اور انہیں دوبارہ واپس لانے کے لئے رضامند کیا۔ لیکن شاید اللہ کو منظور نہ تھا۔ آپ 3 فروری 1951ء کو کیمبرج میں ہی انتقال کر گئے۔



زندہ قومیں ہمیشہ اپنے راہنماؤں کے اصولوں اور ان کی قومی خدمات اور افکار پر فخر محسوس کرتی ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنے قدم آگے بڑھاتی ہیں اور انہیں فلسفے کی بنیاد بنا کر نظریات کے نئے چراغ روشن کرتی ہیں۔ پاکستان کے حصول کا جدوجہد کے دوران کئی مسلمان قائدین نے اپنا بصارت و ہمت اور فکر و دانش کے لحاظ سے شاندار کارنامے سرانجام دیے۔ کسی نے مال و دولت لٹا کر کاروان ملت کو نئی آب و تاب بخشی کسی نے اپنے اثر و رسوخ سے مقاصد ملی کو تقویت پہنچائی۔ کسی نے اپنے ذہن و شعور سے ملت اسلامی کو تازگی دی۔ یہ سب لوگ سراپا ایثار تھے۔ جنہوں نے اپنے دور میں جو اصول اور نظریات وضع کئے اور جو

پاکستان کے مسلمانوں کے لئے پاکستان

پاکستان چودھری رحمت علی

پیدائش 16 نومبر 1897ء وفات 3 فروری 1951ء

سیکرٹری رہے۔ 1921ء تا 1922ء تک ایچی سن کالج میں لیکچرار رہے۔

1930ء میں مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن کے لئے نیشنل موومنٹ کی داغ بیل ڈالی۔

کارنامے سرانجام دیئے وہ سب ہماری قومی حیات کا حصہ ہیں۔ اسی جدوجہد آزادی میں جہاں قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کی کشتی کو منزل مراد پر پہنچایا اور ان کی فہم و فراست اور تدبیر نے تحریک آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ غلامی کا ایک تاریک اور طویل دور ختم ہوا۔ برصغیر کے مسلمان ایک الگ اور خود مختار ملک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جدوجہد آزادی کی اس تحریک کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک کردار بڑی اہم نوعیت کا ہے جسے کوئی بھی حقیقت پسند مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہ کردار لفظ پاکستان کے خالق چودھری رحمت علی کا ہے۔

چودھری رحمت علی 16 نومبر 1897ء کو ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جالندھر سے میٹرک کا امتحان پاس کر کے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور یہیں سے 1919ء میں بی اے کیا۔ کالج کے مجلہ کرینٹ کے ایڈیٹر اور کالج سٹوڈنٹ یونین کے

1930ء تا 1933ء کے دوران چودھری رحمت علی نے انڈین رائٹ ٹیمپل کانفرنسوں میں مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اور بانی پاکستان محمد علی جناح کی طرح ”ایک غلام مسلمان قوم کی آزادی“ کے لئے کوشش کرتے رہے۔

18 جنوری 1933ء کو دوسری رائٹ ٹیمپل کانفرنس کے موقع پر کیمبرج سے اپنا مشہور اعلان ”ابھی یا کبھی نہیں“ شائع کیا۔ 1933ء میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

پیشروان: یاروب سرے وطن واکت ایسی بہار دے رہی ہے جو سارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی) پیشروان

ہو گیا۔ روشنی کی جگہ تاریکی نے لے لی تھی۔ نارائن کے رخساروں پر آنسو گھسٹنے لگے تھے۔ مکان کی چھتیں گر چکی تھیں۔ درود پھار سائیں سائیں کر رہے تھے۔ اس نے ایک محفوظ کونے میں اپنے پاس موجود تختہ چھپا دیا اور پھر اس خستہ حال مکان میں سے باہر نکل آیا۔ اب وہ باہر کھڑا خالی خالی نظروں سے مکان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”بابا نارائن تم یہاں کھڑے ہو..... کرل صاحب تمہیں یاد کر رہے ہیں.....“ ایک آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا پر شورام اُس کے پاس کھڑا تھا۔ وہ کرل صاحب کا چوکیدار تھا۔

”تم کافی دیر سے قایم تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر ملو گے تو اپنے گھر کے پاس ہی ملو گے۔ اور تمہیں کہاں جانا ہے۔ بابا نارائن اب تم کرنا چھوڑ بھی دو۔ کبھی کبھی گیموں کے ساتھ گمن بھی پس جاتے ہیں۔ آخر ایسے کب تک چلے گا.....“ اس کے لہجے میں بھارت تھا۔

”میں کسی سے شکوہ نہیں کرتا۔ لیکن اپنی یادیں جینا کیسے چھوڑ دوں.....“ نارائن کا لہجہ دھکی تھا۔

”ٹھیک کہتے ہو۔ تمہارے ساتھ ظلم ہوا۔ مجھے اس بات کا احساس ہے۔ لیکن کیا کیا جاسکتا ہے..... ہونی تو ہو کر رہتی ہے.....“

”سچ کہا..... ہونی تو ہو کر رہتی ہے.....“ نارائن کی آواز میں جوش آ گیا تھا۔

”کیا مطلب.....“ پر شورام کو کچھ عجیب سا لگا تھا۔ لیکن وہ فریادیں اُٹھانے سے باز رہا۔

”مخبری“

نارائن نے بات سمیٹ لی تھی اور پھر وہ دونوں کرل صاحب کی طرف روانہ ہو گئے۔ کرل پرکاش اپنے کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ نارائن اور پرشو رام کمرے میں داخل ہوئے تو وہ جھنجھکی سے بولا۔

”رات گئے تم کہاں چلے جاتے ہو.....“ نارائن کی جگہ پر شورام بولا۔

”جناب میں اسے اس کے گھر سے لے کر آیا ہوں۔ یہ جب بھی قایم ہوتا ہے وہیں سے ملتا ہے.....“

”اس کھنڈر میں تم کیا کرنے جاتے ہو.....“ اب پرکاش کا لہجہ سوالیہ تھا۔ لیکن نارائن خاموش تھا۔

”مان لیا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب کیا میری جان لو گے.....“ نارائن کی خاموشی سے پرکاش کو حسرت لگتا تھا۔

”میں نے کب چاہا تھا کہ میرے ایک حکم کی وجہ سے

واپس لوٹ گیا۔ لیکن یہاں بھی بات وہی تھی۔ یہ تختہ اُس کے لیے نہیں تھا۔ اُس نے یہ تختہ کسی کے لیے منگوا یا تھا۔ اب وہ رات کی تاریکی میں پتھر لیے راستے پر چلا جا رہا تھا۔ سامنے گاؤں کے آثار نظر آ رہے تھے۔ پھر وہ گاؤں میں داخل ہو گیا۔

گاؤں کی گلیوں میں آوارہ کتے گھوم رہے تھے۔ نارائن کو دیکھ کر کسی کتے نے بھونکنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ کیونکہ یہ سارے کتے نارائن سے مانوس تھے۔ نارائن



علی اکمل تصور

آنے والا اپنے ساتھ ایک تختہ لے کر آیا تھا۔ اس کے آنے کی سب کو خوشی ہوئی تھی۔ مگر اس تختے کی خوشی ہر خوشی پر غالب آ گئی تھی۔ عجیب بات یہ تھی کہ یہ تختہ اُن کے کسی کام کا نہیں تھا اور جس کے لیے لایا گیا تھا وہ خوشی سے اس تختے کو کبھی قبول نہ کرتا۔ وہ سب پہاڑ کی ایک غار میں چھپے ہوئے تھے اور اب انہیں رات کا انتظار تھا۔ پھر رات کی تاریکی چار سو بج گئی۔ سردی کی شدت میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ سب جانتے تھے کہ چاہے کچھ ہو جائے نارائن داس ضرور آئے گا۔ پھر وہ آ گیا۔ اُس نے مخصوص آواز میں اپنے آنے کا اشارہ دیا تھا۔ پہرے پر موجود دو جوانوں نے اپنے ہتھیار نیچے کر لیے تھے۔ اگر وہ اشارہ نہ دیتا کہ میں نارائن ہوں تو اس کا استقبال گولیوں سے کیا جاتا تھا لیکن اب اس کا استقبال مسکراہٹوں سے کیا گیا تھا۔

”آؤ بابا نارائن آؤ..... ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے.....“ یہ امان اللہ تھا۔ وہ نارائن کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ نارائن کی عمر اس وقت پچاس سال کے قریب تھی۔ لیکن زمانے کے دھکوں اور دکھوں نے اُسے وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا۔

”ہم تمہارے لیے جتنا کر سکتے تھے کر دیا۔ یہ تختہ ہم تمہارے لیے جان بھیلی پر رکھ کر لائے ہیں۔ اب اسے کب استعمال کرنا ہے۔ کیسے استعمال کرنا اور کس طرح استعمال کرنا ہے یہ تم پر ہے.....“ امان اللہ کہتا چلا گیا۔ نارائن خاموش تھا۔ ہاں اُس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک محو کر آئی تھی۔ پھر وہ اپنا تختہ لے کر خاموشی سے

گلیوں میں سے گزرتا ہوا ایک تباہ حال مکان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ چاند کی روشنی میں نارائن دیکھ رہا تھا۔ یہ مکان اُسے ایک ایسی عورت کی مانند نظر آ رہا تھا جس کے سر کا سائیں مرچکا ہو جس کی گودا جڑ چکی ہو اور وہ اپنے بال کھولنے ان کی یاد کے غم میں مین کر رہی ہو۔ مکان کا بیرونی دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ ایک پٹ قبضے کے ساتھ جھول رہا تھا۔ وہ سر جھکا کر گھر میں داخل ہوا۔ آگے صحن تھا۔ اچانک روشنی کا ایک جھماکا ہوا۔ نارائن نے دیکھا، چند بچے صحن میں کھیل رہے تھے۔ ایک عورت دیوار کے پاس بیٹھی دودھ پلور رہی تھی۔ پھر وہ نارائن کو دیکھ کر مسکرائی۔ اس وقت کمرے سے ایک نوجوان باہر نکلا اور بولا۔ ”ہا جی.....“

”جی بیٹا.....“ فوراً ہی سارا منظر آنکھوں سے اوجھل

پرکاش کے ہمراہ کمرے میں سے باہر نکل آیا۔ پرکاش کے گھر والوں کی جھپٹن لگی تھیں۔ وہ سب نارائن سے رحم کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اب نارائن نے زبان کھولی۔ ”میں بھی خوشی سے یہ سب نہیں کر رہا۔ دنیا کا سب سے مشکل کام اپنی جان دینا ہے۔ لیکن جب آپ کا مقصد بلند ہو تو جان دینی ہی پڑتی ہے۔“ پرکاش کی آنکھیں پھیل گئیں۔ یہ تو وہی بات تھی جو پرکاش نے نارائن سے کہی تھی۔

”میں اُس کھنڈر میں کیا کرنے جاتا ہوں۔ تم نے یہ سوال پوچھا تھا۔ وہاں تمہاری وجہ سے میرے انہوں کی لاشیں گرانی گئی تھیں۔ اب میں یہاں تم سب کی لاشیں گراؤں گا۔ دھماکا ہونے کی دیر ہے پھر یہ گھر بھی میرے گھر کی طرح کھنڈر بن جائے گا۔ لیکن یہ کھنڈر دیکھنے کے لیے تم زندہ نہیں رہو گے۔“ نارائن کے ہاتھ کی انگلی خودکش جیکٹ کے بٹن پر موجود تھی۔ چند لمحوں کی بات تھی کہ سب کچھ فنا ہو جاتا لیکن ایسے میں نارائن کی آنکھیں چند بچوں پر آکر ٹھہر گئیں۔ یہ پرکاش کے بچے تھے۔

”نارائن بابا..... نارائن بابا.....“ وہ اُسے پکار رہے تھے۔ اُسے اچانک ہی ان بچوں میں اپنے بچے نظر آنے لگے تھے۔ دکھ بہت بڑا ہوتا ہے یہ ایک اچھے انسان سے اُس کی اچھائی جھین لیتا ہے لیکن نارائن میں اچھائی کی رمق ابھی تک موجود تھی۔ وہ پرکاش کو کھینٹتے ہوئے گھر میں سے باہر نکل آیا۔ اس میں زور جانے کہاں سے آگیا تھا۔ اب وہ گاؤں کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ یہ منظر ایسا تھا کہ راہ چلتے لوگ رک گئے تھے۔ جب وہ اپنے گاؤں پہنچا تو اک پورا قافلہ اُن کے پیچھے تھا۔ گاؤں کے تمام لوگ بھی اپنے اپنے گھروں میں سے باہر نکل آئے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو نارائن سے پہلے نفرت کرتے تھے پھر اس کے بیوی بچوں کی موت پر ہمدردی کرنے لگے تھے۔ اب پرکاش کو اس حالت میں دیکھ کر وہ تمام مظلوم اور غلام لوگ خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ نارائن کے سر پر اک جنون سوار تھا۔ وہ پرکاش کو کھینٹتے ہوئے اس کھنڈر میں داخل ہو گیا جو کبھی اُس کا گھر تھا۔

”ظلم کی یہ کہانی میری مغربی سے شروع ہوئی تھی۔ جہاں سے شروع ہوئی تھی۔ وہیں پہنچ گئی۔“ یہ آخری جملہ تھا جو نارائن کے منہ سے نکلا تھا۔ پرکاش نے چیخنے کے لیے منہ کھولا تھا۔ لیکن نارائن نے اُسے چیخنے کی بھی مہلت نہیں دی تھی۔ اک زور کا دھماکا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیچھے اڑ گئے تھے۔ نارائن کی موت پر تمام گاؤں والے آنسو بہا رہے تھے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ نارائن کو ظالم کہیں یا منصف۔۔۔۔۔

اُس بچے کی لاش اس ماں کی گود میں ڈال دی۔ یہ ویسی ہی مسکراہٹ تھی۔ ساری رات گاؤں پر گولہ باری ہوتی رہی۔ گاؤں کی فضا دھواں دھواں ہو چکی تھی۔ اگلی صبح نارائن نے جا کر دیکھا۔ گاؤں پر باد ہو چکا تھا۔ لوگ بے گھر ہو چکے تھے۔ نارائن کا گھر اب کھنڈر بن چکا تھا۔ گھر میں گھر والوں کے لاشے پڑے تھے۔ پھر نارائن کی زبان بند ہو گئی۔ اُسے اب انتقام لینا تھا۔ کس سے.....؟ کرل پرکاش سے..... اس کی بربادی کا ذمہ دار پرکاش ہی تھا۔ اب اُس نے کشمیر کی آزادی کی تحریک کو سمجھ لیا تھا۔ اب اُسے صبر کرنا تھا اور وقت کا انتظار کرنا تھا۔ اُسے پرکاش کے بچوں سے پیار تھا۔ اک وقت اُس نے ان بچوں کے ساتھ گزارا تھا۔ لیکن اس کا اپنا درد بھی تو کوئی وجود رکھتا تھا۔ اُسے بھی تو بچے تھے اُن پر کسی نے رحم نہیں کیا۔ اب وہ کسی پر رحم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ انتقام لینے کے اور بھی بہت سے طریقے تھے۔ لیکن اسے تو اُن سب کی موت کے ساتھ ساتھ اُن کا گھر بھی بارود سے اڑانا تھا۔ اُس کے گھر کو بھی تو بارود سے اڑایا گیا تھا۔ اُسے اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ تو اپنے گھر والوں کے ساتھ ہی مر گیا تھا۔ اُسے تو اب پرکاش اور اُس کے گھر والوں کو دیے ہی مارنا تھا۔ جیسے اُس کے گھر والوں کو مارا گیا تھا۔ اُسے اب چھٹی والے دن کا انتظار تھا۔ اس دن سب گھر پر ہی موجود ہوتے تھے۔ تب اُسے پرکاش کو وہ تھخہ دینا تھا جو اُس نے اس کے لیے ہی منگوایا تھا۔ اگر دیکھا جائے تو نارائن نے موت کا انتخاب کیا تھا۔ اپنے لیے اور پرکاش کے لیے۔ وہ اپنی موت کے دن کا انتظار کر رہا تھا۔ دکھ بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہ ایک اچھے انسان سے اُس کی اچھائی جھین لیتا ہے اور پھر چھٹی والا دن آپہنچا۔ پرکاش کے گھر والے ابھی ابھی نیند سے جاگے تھے اور نارائن اُن کے لیے ناشتہ بنا رہا تھا اور پھر اسے پرکاش کو تھخہ دینا تھا۔ اب ناشتہ تیار ہو چکا تھا۔ نارائن پرکاش کا ناشتہ لے کر اُس کے کمرے میں پہنچا۔ اُس وقت پرکاش فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

”مظاہر میں ناکامی کیوں ہو رہی ہے۔ اس دہشت گرد اور خودکش جیکٹ کا ملنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ کوئی بڑا نقصان ہو جائے گا۔“

”کیا آپ لوگ اس جیکٹ کو تو تلاش نہیں کر رہے.....“ نارائن نے اپنی لمبی چھاڑ ڈالی تھی۔ خودکش جیکٹ اُس کے جسم پر موجود تھی۔ خوف سے پرکاش کی آنکھیں پھیل گئی۔ اُس نے فون پھینک کر پستول نکال لیا۔ اتنی دیر میں نارائن نے اُسے دیوبچ لیا تھا۔ اُس نے پرکاش کی گردن کو اپنے بازو کے حصار میں لے لیا تھا۔

”اگر اچھل کود کرو گے تو بٹن دبا دوں گا۔“ نارائن کی دھمکی کے سامنے پرکاش فوراً ہی بیٹکی بلی بن گیا تھا۔ نارائن

تمہارے گھر والے مر جائیں۔ جب آپ کا مقصد بلند ہو تو جان تو دینی ہی پڑتی ہے۔ میں خوشی سے تو یہ سب نہیں کرتا۔ کیا تم جانتے ہو۔ ایک نیا دہشت گرد وادی میں داخل ہوا ہے اور ہمیں خبر ملی ہے کہ اس بار کچھ ایسا ہوا ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ وہ دہشت گرد اپنے ساتھ خودکش جیکٹ لے کر آیا ہے۔ جانے اس کا نشانہ کون ہے۔ لیکن ہمیں خبر دار رہنا پڑے گا۔ اب تم رات کے وقت ابھر نہیں جاؤ گے اور بچوں کا بھی خیال رکھو گے گھر میں بھی اور سکول میں بھی..... سمجھے تم..... سمجھے تم.....“ نارائن کی خاموشی سے پرکاش اب چڑنے لگا تھا۔ ”جی جناب.....“ نارائن نے سر جھکا کر کہا۔

”اب تم لوگ جا سکتے ہو.....“ نارائن اپنے ساتھی کے ہمراہ کمرے میں سے باہر نکل گیا۔ کرل پرکاش بہت بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ جس ظالم کے ہاتھ معصوموں کے خون سے رنگے ہوں۔ اُسے کبھی جھین نصیب نہیں ہوتا۔ وہ کبھی سکون کی نیند نہیں سو پاتا۔ خودکش جیکٹ کی وادی میں آمد نے اُسے پریشان کر دیا تھا۔

وہ بھارتی فوج کا ایک سخت گیر افسر تھا۔ جب اُس کا وادی میں تبادلہ ہوا تو بھارت سرکار نے نارائن اُسے تجزیے میں دیا تھا۔ نارائن ایک بہت ماہر باورچی تھا۔ اب اُسے بھی اپنے صاحب کے ساتھ کشمیر میں رہنا تھا۔ نارائن بہت خوش تھا اُسے جیتے جی جنت مل رہی تھی۔ وہ اپنے گھر والوں کو بھی ساتھ لے آیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ جنت کی تلاش اُس کی زندگی کو دوزخ بنا دے گی۔ نارائن باورچی تو تھا ہی لیکن اُس نے کرل پرکاش کے دوسرے گھریلو معاملات بھی سنبھال لیے تھے۔ وہ سارا دن پرکاش کی خدمت کرتا تھا اور رات اپنے گھر والوں کے ساتھ گزارتا تھا۔ پھر ایک رات قیامت چپکے سے چلی آئی۔ کچھ دہشت گردوں نے گاؤں میں پناہ لی تھی۔ نارائن فوراً پرکاش کے پاس چلا آیا تھا۔ نارائن کی اطلاع پر ہندو فوج نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ پرکاش فون پر احکامات جاری کر رہا تھا۔ دہشت گردوں کی طرف سے مزاحمت ہوئی تو پرکاش نے بھاری اسلحہ منگوایا۔

”جناب..... میری بیوی بچے بھی اُسی گاؤں میں رہتے ہیں.....“ نارائن نے جنرل پرکاش کو کچھ یاد دلانے کی کوشش کی۔ ”گھر مت کرو..... ہم خیال رکھیں گے۔ آخر تم ہی تو یہ اہم خبر لے کر آئے ہو“ اُس کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ طاری تھی۔ کسی نے ہلا کو خان سے پوچھا تھا کہ زندگی میں کبھی تم نے کسی پر رحم کیا ہے تو وہ مسکرا کر بولا تھا کہ ایک بار میں نے ایک عورت پر رحم کیا تھا۔ اس کا بچہ پانی میں ڈوب رہا تھا۔ میں نے اپنے میزے میں اس بچے کو پرو کر پانی میں سے باہر نکالا اور



جو سارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی)

میر تقی میر سے وطن کو الٹ ایسی بہار دے



مجھے ایک عادت ہے شاید عام انسانوں سے مختلف ہے یہ عادت؟ میں نے نوٹ کبھی بھی سنبھال سنبھال کر نہیں رکھا اور جب نوٹ خرچ کرنے پڑیں تو سب سے پہلے میں نے نوٹ ہی خرچ کرتا ہوں۔ مگر یہ واحد سو روپے کا نوٹ ہے جو میں نے آج تک خرچ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ میرے بابا

مجید نظامی صاحب ہمارے بزرگ ہی نہیں، اہنبا بھی تھے۔ میری نظامی صاحب سے چند ایک ملاقاتیں ہوئیں۔ اُن ملاقاتوں میں وہ تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے طور پر لو جوانوں کے کردار اور اُن کی جرأت مندانہ قیادت کا تذکرہ ضرور فرماتے۔ آپ نے عشق کے حوالے سے داستانیں پڑھی ہوں گی، قصے سنے ہوں گے مگر ہم نے پاکستان سے عشق کرنے والے شخص کے طور پر مجید نظامی صاحب کو دیکھا اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ہر ملاقات میں جب بھی ہم پاکستان کی تخلیق میں حصہ اپنے والوں کا ذکر کرتے تو نظامی صاحب اپنے اسلامیہ کالج، علیہ روڈ لاہور کے شہید ساتھی عبدالملک کا ذکر ضرور کرتے اور تحریک پاکستان کے پہلے شہید عبدالملک کا ذکر کرتے ہوئے ہر بار نظامی صاحب جذباتی بھی ہو جاتے اور اُن کی آنکھوں میں آنسو بھی تیرنے لگتے۔

پاکستان سے محبت کرنے والا گروہ

میر تقی میر سے وطن کو الٹ ایسی بہار دے

محترم مجید نظامی صاحب نے نہایت محبت سے عطاء فرمایا تھا اور میں نے اُن کی یہ نشانی آج بھی سنبھال کر اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ میں اور محمد شعیب مرزا ایک دفعہ جب بزرگ صحافیوں کے انٹرویوز کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو ہم نہایت عالی شان ادبی محفل جناب انور سدید صاحب کے گھر گئے۔ گلدستہ پیش کیا۔ کچھ تصویریں بنوائیں اور اُن سے ڈھیر ساری باتیں کیں۔ محترم انور سدید صاحب کے ساتھ ادبی دنیا کے حوالے سے بہت سی باتیں بھی ہوئیں مگر یہاں بیان کرنے والی اہم ترین بات یہ ہے کہ انور سدید صاحب نے بتایا کہ جب میں دفتر آنے جانے میں مشکل محسوس کرنے لگا تو نظامی صاحب نے کمال محبت اور شفقت سے فرمایا کہ آپ دفتر نہ آیا کریں۔ مگر بیٹھ کر لکھیں اور تحریریں بھیج دیا کریں اور تحریروں کا مشاہرہ اُن کو ہمیشہ بروقت مگر پرکھتا رہا۔ اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

جاتا تھا جنہوں نے تحریک پاکستان میں کوئی نہ کوئی اہم کردار ادا کیا ہوتا تھا۔ میں دوستوں سے کہتا تھا کہ اصل میں ہمارے بابا جی جناب مجید نظامی ہمیشہ جانتے تھے کہ ہر عمر کے لوگوں پر مشتمل ایک ”گروہ“ ہمیشہ متحرک ہے جو دل و جان سے پاکستان سے محبت کرتے ہوں۔

مجید نظامی ہال میں، میں نے بہت سی اہمیت کی حامل تقریبات میں شرکت کی جہاں صرف پاکستان سے محبت کا جذبہ ہوتا تھا اور پاکستان سے محبت کرنے والوں کا تذکرہ۔ ایسی ہی ایک تقریب میں مجید نظامی صاحب نے بچوں کو اقبال کا شاہین قرار دیا اور محبت کے ساتھ میں بچوں کو آکس کریم کھلانے کو کہا۔ محمد شعیب مرزا سے کہا کہ مہمان بچوں کو آکس کریم کھانے کے لئے سو سو روپے کا ایک ایک نیا نوٹ دیا جائے۔ ہم بھی وہاں موجود تھے اور ہمارا شمار بہت بڑے بچوں میں ہوتا تھا پھر بھی نظامی صاحب نے سو روپے کا یہ نوٹ ہمیں بھی عطا فرمایا۔

نامور محقق اور علم و ادب سے وابستہ محبت کرنے والی شخصیت جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر جو کہ بے شمار کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ جب کوئٹہ سے چھ سال پہلے لاہور منتقل ہوئے تو محمد شعیب مرزا نے نظریہ پاکستان ایوارڈ کے حوالے سے جب حسب عادت ایک تحریر جناب مجید نظامی کو ارسال کی تو بہت خوش ہوئے اور پاکستان اور پاکستان کی نوجوان نسل سے محبت کرنے والے اس عظیم دانشور اور ادیب جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر کو بھی نظریہ پاکستان ایوارڈ (گولڈ میڈل) سے نوازا۔ یہ ایوارڈ نظامی صاحب کی خاص ہدایت پر ان بزرگ کارکنان تحریک پاکستان کو دیا



بہن وغیرہ خریدتا تھا۔ وہ ایک جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ دکان یہیں ہوتی تھی اب وہاں جوتوں کی دکان تھی۔ دکان سے باہر کھڑا ایک لڑکا جو گاؤں کو متوجہ کرنے کے لیے مخصوص انداز میں آواز لگا رہا تھا وہ اُسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

”بھائی جان، کدھر ہے آپ کا دھیان، یہ ہے آپ کے بھائی کی دکان، آئیے آئیے تشریف لائیے، مت گھبرائیے، آئیے آئیے، ست بسم اللہ جی آیاں لوں۔“

محبت اللہ نے جوتا نہیں خریدتا تھا اُسے تو کتابوں کی دکان کی تلاش تھی۔ وہ دکان میں داخل ہو گیا۔ اس نے دائیں طرف کاؤنٹر پر موجود ایک شخص سے پوچھا۔

”کیا یہاں کبھی کتابوں کی دکان ہوتی تھی؟“

”جی..... جی..... بالکل، یہاں میرے دادا جان کی کتابوں کی دکان ہوتی تھی، آپ کون ہیں؟“

جائے؟“۔ نو جوان کی بات سن کر محبت اللہ نے کہا۔

”صرف چائے پینا چاہتا ہوں۔“

”آپ اندر تشریف رکھیے ابھی گرم چائے آ جاتی ہے۔“

وہ چائے پی کر ہوٹل سے باہر نکلا اور بازار میں داخل ہو گیا۔ ماضی کا چھوٹا سا بازار بھی اب ایک بڑے تجارتی مرکز کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ اُسے کتابوں کی اُس چھوٹی سی دکان کی تلاش تھی جہاں سے وہ کتابیں، کاپیاں اور

محبت اللہ نے جس شہر میں ایک طویل عرصہ کے بعد قدم رکھا تھا وہ شہر اس کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ وہ زمانہ طالب علمی میں اسی شہر میں رہا تھا۔ وہ شہر کی پرانی آبادیوں کے بارے میں خاصی معلومات پہلے ہی رکھتا تھا۔ اب شہر کے ساتھ بننے والی نئی کالونیوں کے حوالے سے بھی اُس کی معلومات کچھ کم نہ تھیں۔ پرانا شہر بھی اب پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ پرانی عمارتوں کی جگہ نئے پلازے

راستہ

دکھائی دے رہے تھے۔ وہ اُس ہوٹل کی طرف بڑھا جہاں وہ ماضی میں اکثر کھانا کھاتا اور چائے پیتا تھا۔ ہوٹل کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی خاص تبدیلی نہ آئی تھی۔ فرق صرف اتنا آیا تھا کہ کاؤنٹر پر ایک نو جوان بیٹھا تھا۔ محبت اللہ نے اس سے ہاتھ ملایا اور ماضی میں کاؤنٹر پر بیٹھنے والے آدمی کے بارے میں دریافت کیا۔ نو جوان نے سر سے پاؤں تک اُسے گھورا۔

”آپ کون ہیں؟“ نو جوان نے پوچھا۔

”محبت اللہ ہوں۔“

”کون محبت اللہ؟“

”میں کافی عرصہ کے بعد یہاں آیا ہوں۔ میں پہلے

جب اس شہر میں رہتا تھا تو ہوٹل میں اکثر آتا تھا، کاؤنٹر

پر محض صاحب بیٹھتے تھے اب وہ کہاں ہیں؟“

”بابا تو شہید ہو گئے ہیں۔“ نو جوان بولا۔

”کب اور کہاں؟“ محبت اللہ نے سوال کیا۔

”دو سال پہلے اسی سڑک پر محفل میلاد ہو رہی تھی کہ ایک

خود کش نے اپنے آپ کو دھماکے سے اڑا لیا تھا، 20

افراد موقع پر جام شہادت نوش کر کے گئے تھے اور 10

ہسپتال پہنچ کر شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے تھے۔

شہادت پانے والوں میں میرے بابا جان بھی شامل

تھے۔ آپ تشریف رکھیے، فرمائیے آپ کی کیا خدمت کی

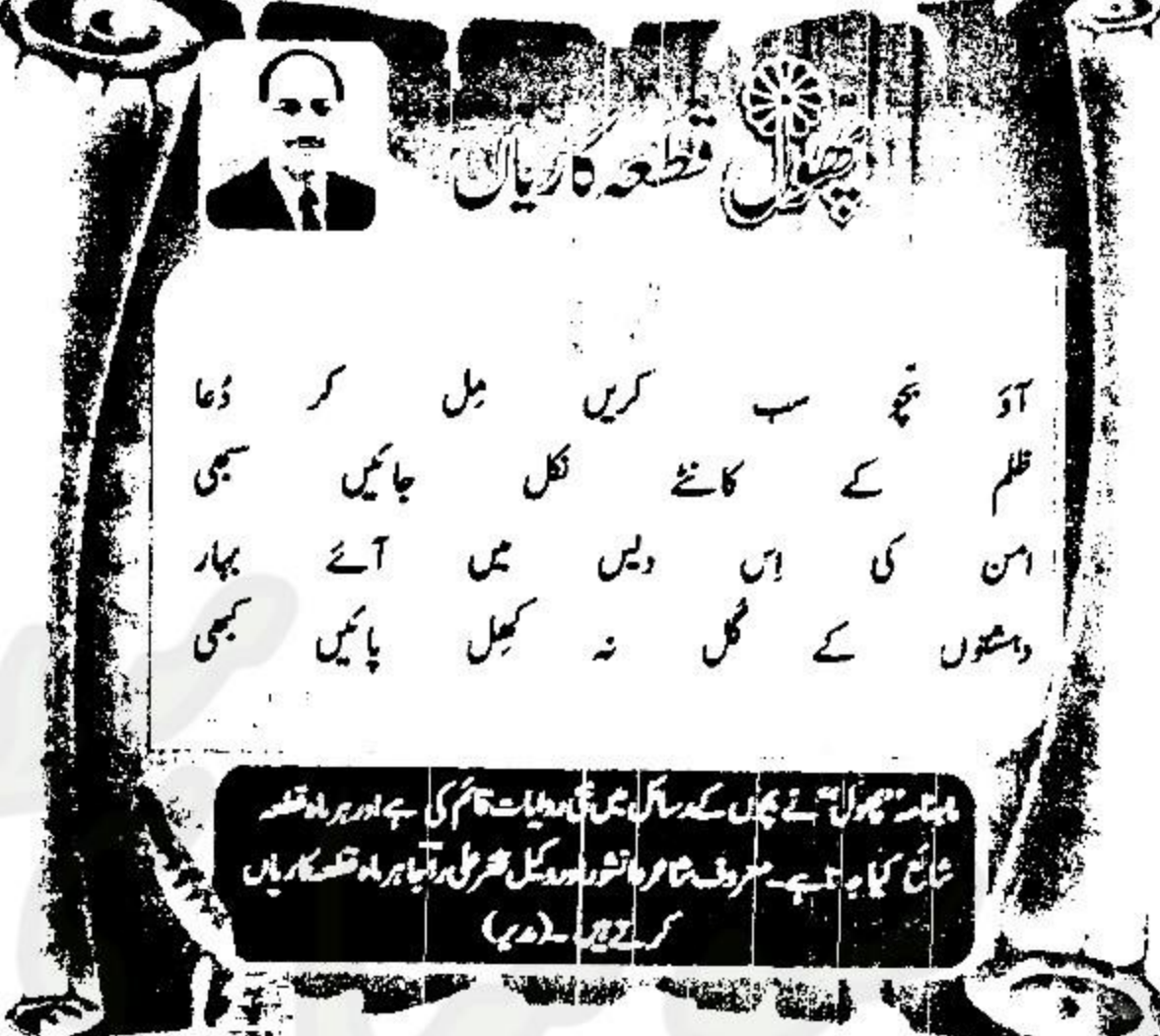




اب وہ حکم کا منظر تھا۔ ہوٹل میں محبت اللہ کے نام سے ہی کمرہ بک تھا۔ ہوٹل میں سکیورٹی چیک کا نظام انتہائی ناقص تھا جس کے باعث اُسے آسانی سے کمرہ مل گیا تھا۔ اُس کا اب شہر میں رکنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ رات کو اُسے شہر میں بھیجے جانے کا مقصد بتا دیا گیا۔ وقت اور جگہ کو صبح تک کے لیے خفیہ رکھا گیا۔ اُسے صرف اتنا کہا گیا کہ وہ اپنی تیاری مکمل رکھے۔ وہ سونے کے لیے لیٹ تو گیا مگر سونہ سکا۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوگی اور وہ آگے بڑھ کر دروازہ کھولے گا تو اشرف اس کے سامنے کھڑا ہوگا۔ میں اُسے فوراً گلے لگا لوں گا، اُسے کہوں گا کہ میں ہی گوہر مراد ہوں، تمہارا دوست گوہر مراد، وہی گوہر مراد جو تمہارے ساتھ پڑھتا، شرارتیں کرتا اور چٹھی والے دن آوارہ گردی کرتا تھا۔ وہ اپنے خیال کو کئی بار جھٹک چکا تھا کہ وہ اب صرف اور صرف محبت اللہ ہے۔ صبح اُسے وقت اور مقام کا بتا دیا گیا۔ مقررہ وقت پر اُس کی تیاری مکمل تھی۔ اُس نے جہاں جانا تھا وہ جگہ اس کے ٹھکانے سے بہت قریب تھی۔ اُس کے پاس ایک چھوٹا سا سفری بیگ تھا اُس بیگ میں جو چیزیں تھیں اب وہ اُس کے جسم کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔ ہوٹل سے نکلنے ہوئے خالی بیگ اُس نے بیڈ کے نیچے رکھ دیا تھا۔ اب اُس نے واپس ہوٹل میں نہیں آنا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ چکا تھا۔ جنازہ گاہ میں اُس وقت اکا دکا لوگ تھے۔ کچھ دیر بعد وہاں شہر کے ایک سماجی کارکن اقبال کی نماز جنازہ پڑھائی جانی تھی۔ سردی کا موسم تھا اس لیے لوگوں نے سردی سے بچاؤ کے لیے گرم جیکٹیں پہن رکھی تھیں۔ رات ہی سے دُھند سا رہے شہر پر چھائی ہوئی تھی۔ محبت اللہ نے منظر سے اپنا منہ چھپا رکھا تھا۔ وہ کلائی پر بندھی گھڑی پر بار بار وقت دیکھ رہا تھا۔ جنازہ گاہ کے داخلی دروازے پر کوئی سکیورٹی بندوبست نہ تھا اس لیے وہ آسانی سے اندر آ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد سماجی کارکن اقبال کی میت کو وہاں لایا گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سارا شہر جنازے میں آ گیا ہو۔ محبت اللہ لوگوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ دیوار سے ٹک لگائے کھڑا تھا۔ اُس کی نظر ایک شخص فرکان پر پڑی۔ عمر زیادہ ہونے کے باعث اُن سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ دوڑ کے انہیں سہارا دے کر لائے تھے۔ محبت اللہ نے انہیں پہچان لیا تھا۔ کالج میں

ہاتھ۔
 ”اشرف کیا معاملہ ہے؟“ ایک دکاندار تجویز جو اشرف کو جانتا تھا اپنی دکان سے باہر آ گیا۔
 ”یہ میرا دوست گوہر مراد ہے۔“
 ”میں گوہر مراد نہیں محبت اللہ ہوں، محبت اللہ۔“ محبت اللہ فوراً بولا۔
 ”اشرف تم گھر جاؤ میں خود ان سے بات کرتا ہوں اگر یہ گوہر مراد ہوئے تو میں انہیں تمہارے گھر لے آؤں گا، ہاں تم گھر جاؤ۔“ اشرف نہ چاہے ہوئے بھی وہاں سے چلا گیا۔
 ”بھائی صاحب جب سے اس کا دس سالہ بیٹا کھلیل اور باپ شہید ہوئے ہیں اس کی ذہنی کیفیت ایسی ہو گئی ہے، سارا دن قبرستان میں رہتا ہے، کاروبار اس کا چو پٹ ہو گیا ہے، ہر وقت بھکی بھکی باتیں کرتا ہے۔“ اُس کا باپ اور بیٹا کب شہید ہوئے تھے؟“ محبت اللہ نے سوال کیا۔
 ”پچھلے سال عید سے چند دن قبل بازار میں بم دھماکہ ہوا تھا۔ اُس بم دھماکے میں اشرف کا باپ اور بیٹا شہید ہوئے تھے۔ دھماکے میں بازار کے کل پندرہ آدمی شہید ہوئے تھے۔ وہ میری سامنے دکان ہے میرے ملازم اور میں خود بم دھماکے میں زخمی ہوئے تھے، بہت ظلم ہوا تھا، خالوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ بے گناہ لوگوں کو اس طرح خون میں نہلا دینا کہاں کا انصاف ہے۔“ تنویر جذباتی انداز میں بولتا چلا گیا۔
 محبت اللہ بازار سے قبرستان کی طرف چل پڑا۔ وہ قبرستان اس سے پہلے بھی کئی بار جا چکا تھا۔ گورکن سے بازار میں شہید ہونے والے شہداء کی قبروں کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے درخت کے نیچے بنی قبروں کی طرف اشارہ کر دیا۔ بڑی قبروں کے درمیان ایک چھوٹی قبر بھی دکھائی دی جس پر ”کھلیل شہید“ کے نام کا کتبہ نظر آ رہا تھا۔ بے اختیار فاتحہ کے لیے محبت اللہ کے ہاتھ اٹھ گئے۔ اس سے قبل کہ وہ قبرستان کے خارجی دروازے کی طرف بڑھتا اُس کی اشرف پر نظر پڑی۔ وہ شہداء کی قبروں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ محبت اللہ تیزی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہ اشرف سے بچ کر لکنا چاہتا تھا۔ شہر بھر میں صرف اشرف ہی اُسے پہچان سکتا تھا۔ وہ جلد از جلد ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا۔

”میرا نام محبت اللہ ہے، میں آپ کے دادا جان سے کتاہیں اور کاپیاں خرید کرتا تھا، کیا آپ کے دادا جان حیات ہیں؟“ محبت اللہ کا سوال سن کر شخص نے آہ بھر کر کہا۔
 ”نہ دادا جان زندہ ہیں اور نہ ابو جان، دونوں شہید ہو گئے ہیں، دونوں جمعہ کی نماز پڑھنے اُنچے مینار والی مسجد میں گئے تھے۔ جب نمازی سجدے میں گئے تو ایک بد بخت نے خود کش حملہ کر دیا، دادا جان اور ابو جان تو موقع پر ہی شہید ہو گئے تھے میں نے خود اپنے ہاتھوں سے انہیں مسجد کی صفوں میں سے اٹھایا تھا، وہ منظر میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔“ فضا سوگوار ہو گئی تھی۔ محبت اللہ اب وہاں زیادہ دیر ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ اب شہر وہ پہلے جیسا شہر نہیں رہا تھا۔ وہ تیزی سے دکان سے باہر آ گیا۔ وہ بازار سے دائیں مڑ کر کرکٹ گراؤنڈ جانا چاہتا تھا کہ ایک شخص نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اُس نے کندھے پر ہاتھ رکھنے والے کو پہلی نظر میں پہچان تو لیا تھا مگر انجان بن کر بولا۔
 ”آپ کون ہیں؟ میں آپ کو پہچان نہیں سکتا۔“
 ”گوہر مراد تم مجھے کیسے پہچان سکتے ہو اتنے عرصے کے بعد تو ملے ہو، میں اشرف ہوں، تمہارا کلاس فیلو، تم بہت بدل گئے ہو، میں نے بھی تمہیں بہت مشکل سے پہچانا ہے۔“ اشرف کی بات سن کر محبت اللہ بولا۔
 ”آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، میرا نام گوہر مراد نہیں ہے، میں تو محبت اللہ ہوں۔“
 ”نہیں، تم مذاق کر رہے ہو، تمہاری مذاق کرنے کی عادت ابھی تک نہیں گئی، ان دنوں کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو؟“ اشرف ہار ماننے والا نہیں تھا۔
 ”محترم میں مذاق نہیں کر رہا میں گوہر مراد نہیں ہوں۔ میں تو اس سے پہلے اس شہر میں آیا ہی نہیں، آپ کی نظریں دھوکا کھا رہی ہیں۔“
 ”نہیں..... وہی پیشانی پر چوٹ کا نشان، میں کیسے مان لوں، یا اب بس مذاق چھوڑ دو بھی، آؤ گھر چلو، گھر وہی پرانا ہے مسجد کے ساتھ..... ہاں..... ہاں وہی تنگ گلی..... اب آ جاؤ۔“ یہ کہتے ہوئے اشرف نے محبت اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ محبت اللہ نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔
 ”میرا ہاتھ چھوڑو، میں گوہر مراد نہیں ہوں۔“ پھوڑو میرا



آؤ سب کریں مل کر دعا
ظلم کے کانٹے نکل جائیں سبھی
امن کی اس دیں میں آئے بہار
دشمنوں کے گل نہ کھل جائیں کبھی

میں نے 'چھوٹا قلعہ کاریاں' کے نام کی ہے اور ہر ماہ قلعہ
شائع کیا ہے۔ معروف شاعر اور نثر نگار شریف علی شاہ صاحب کی ہدایت
کریں۔ (میر)

داخلے کے وقت اُس کے پاس پیسے کم تھے۔ فرقان صاحب نے اُسے پیسے دیئے تھے۔ وہ طویل عرصہ کے بعد اپنے محسن کو دیکھ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر اپنے محسن کے ہاتھ چوم لے مگر وہ چاہنے کے باوجود ایسا نہ کر سکا۔

”ارے یہ تو وہی ہیں۔“ محبت اللہ نے جھکی کر کے ساتھ جنازہ گاہ میں آتے ہوئے لوگوں میں سے عزیز صاحب کو پہچانتے ہوئے بے اختیار کہا۔

عزیز صاحب نے اُس پر اُس وقت مہربانی کی تھی جب وہ محلہ اسلام نگر میں رہائش پذیر تھا۔ ایک مرتبہ مالک مکان نے کرایہ ادا نہ کرنے پر مکان خالی کرنے کے لیے کہا تو عزیز صاحب نے اُس ماہ کا کرایہ ادا کیا تھا۔

عزیز صاحب بھی اُس کے محسن تھے۔ اب اس کی نظر ایک اور صاحب پر پڑی۔ وہ نیازی صاحب تھے۔ ہاں وہی نیازی صاحب جن کے ہاں سے اکثر مزیدار کھانا

یک کر آتا تھا۔ نیازی کی کریانہ کی ایک بڑی دکان تھی۔ انہوں نے کئی بار اُسے نصاب کی کتب خرید کر دی تھیں۔ نیازی صاحب کو دیکھ کر اُس کا سر شرم سے جھک گیا تھا۔ وہاب صاحب کو بھلا وہ کس طرح فراموش کر سکتا تھا۔ وہ بھی جنازہ گاہ آئے تھے انہیں دیکھتے ہی اُسے

برسات کی وہ رات یاد آگئی جب بوسیدہ چھت والا کوارٹر شدید بارش کے باعث ٹپکنے لگا تھا۔ وہاب صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ خود کوارٹر میں آئے اور اُسے اپنے گھر لے گئے۔ جب تک بارش نہ

تھم گئی وہ اُن کے گھر رہا۔ وہ مظر لیٹے سب کو دیکھ رہا تھا مگر کوئی اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار اپنی چڑے کی جیکٹ کے نیچے ایک اور جیکٹ کو محسوس کر رہا تھا۔ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے۔ اُس کے

پاس وقت کم تھا۔ نماز جنازہ کے لیے صف بندی ہوئی تو وہ درمیانی صف میں کھڑا ہو گیا۔ مولانا صاحب نے مختصر سی تقریر کر کے نماز جنازہ پڑھی۔ پھر لوگ مرحوم کے لواحقین سے گلے لگ کر تعزیت کرنے لگے اور مرحوم کی خوبوں کا تذکرہ ہونے لگا۔ محبت اللہ نے اپنا

موبائل فون بند کر دیا۔ وہ مغرب تک قبرستان میں رہا۔ اُسے علم تھا کہ اس کے ذمے جو کام لگایا گیا تھا وہ اُس نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔ اپنے محسنین کو تو خون میں نہیں نہلایا جاسکتا۔ جب اندھیرا چھایا تو وہ قبرستان سے

”دوبارہ ملو گے تو محبت اللہ بن کر ملو گے یا گوہر مراد بن کر؟“ اشرف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔

”میں اب ہمیشہ گوہر مراد بن کر ملوں گا، اللہ حافظ میرے دوست۔“ پھر وہ اپنے دوست سے مل کر قرعہ پولیس جا پہنچا۔ ایس ایچ اڈا نے اسے موجود تھا۔

”میں محبت اللہ سے دوبارہ گوہر مراد بننا چاہتا ہوں، مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔“

”کیا مطلب؟“ ایس ایچ اڈا نے صرغنداد نے حیرت میں گم سوال کیا۔

یہ سن کر محبت اللہ نے چڑے کی جیکٹ کے نیچے سے خودکش جیکٹ اتار کر میز پر رکھ دی۔ ناصر شہزاد اب سارا معاملہ سمجھ گیا تھا۔

”مجھے خوشی ہے کہ تم یہاں آ گئے ہو، میں تمہیں محبت اللہ سے دوبارہ گوہر مراد بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، تم نے گرفتاری دے کر اچھا کیا ہے، تم اب اپنے آپ کو محفوظ سمجھو۔“

کچھ دیر بعد گوہر مراد حوالات میں بند تھا۔ اُس نے فرش پر اپنی چادر بچھائی اور اُس پر دراز ہو گیا۔ نیند نے فوراً اس کی آنکھوں میں بسیرا کر لیا۔ ایسا اس لیے ہوا کہ اُس نے خودکش دھماکہ نہ کر کے دوسروں کی نیند حرام نہیں کی تھی۔

نکل کر اشرف کے گھر کی طرف بڑھا۔ اشرف کا گھر جس جگہ تھا وہاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ باآسانی اُس کا گھر تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ دروازے پر ایک چھوٹا سا بلب روشن تھا۔ دروازے پر دستک دینے پر اشرف ہی باہر آیا۔ محبت اللہ نے مظر سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔

”جی فرمائیے۔“ اشرف نے اتنا کہا تو محبت اللہ نے مظر ایک طرف کر دیا۔

”تم، اب تم کیوں آئے ہو؟“ اشرف نے اُسے پہچان لیا تھا۔

”ہاں میں، تمہارا دوست گوہر مراد جس کی پیشانی پر چوٹ کا نشان ہے، کیا اندر نہیں بلاؤ گے؟“

”آ جاؤ اندر..... ہاں آ جاؤ۔“ اشرف بولا۔

پھر ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر محبت اللہ نے اُسے ساری بات بتادی۔

”میرے دوست میں غلط راستے پر چل رہا تھا، وہ میرا راستہ نہیں تھا، اب میں اُس راستے پر چلوں گا جو میرا اور ہم سب کا راستہ ہے، وہ سلامتی کا راستہ ہے، میرے پاس وقت کم ہے، میں جلد از جلد پولیس سٹیشن پہنچنا چاہتا ہوں، زندگی رعبی تو پھر ملیں گے۔“



جو سارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی) پچھون

پچھون بابر بھارتیہ وطن کو الٹ ایسی بہار دے



PIONEERS OF FREEDOM
MR SYED AHMED KHAN



PAKISTAN

تک تعلیم کو مسلمانوں کا زیور بنا دیا اور
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر
عمل کیا: ”علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر
فرض ہے“

بعد وفات پا گئے۔

آپ کی تربیت میں آپ کی والدہ عزیز النساء بیگم کا خاص
ہاتھ ہے جو مضبوط ارادے کی مالک تھیں۔ انہوں نے
سر سید میں تعلیم کا خاص شوق پیدا کیا۔ سر سید نے سب
سے پہلے قرآن مجید خاتون معظمہ سے سیکھا۔ اس کے بعد
مولوی حمید الدین سے قاری، عربی اور حساب سیکھا۔
والد کی وفات کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی میں کام شروع کیا



سر سید احمد خان

جلاء درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ
سر سید احمد خان کی زندگی کا مقصد مسلمانوں کو تعلیم حاصل
کرنے پر راغب کرنا تھا اور اس کیلئے اپنی زندگی، جمع
پونجی اور تمام صلاحیتیں وقف کر دیں۔ اگر وہ چاہتے تو
آرام سے شاہانہ زندگی گزارتے لیکن سوچی ہوئی اور غیر
تعلیم یافتہ مسلمان قوم کو تعلیم کی طرف کون متوجہ کرنا۔

پھر جرج بن کر عدلیہ میں کام کیا۔ آپ کے بڑے بھائی سید
احمد تھے اور بیگم کا نام پارسی بیگم تھا۔
سر سید احمد خان مسلمانوں کے عظیم مصلح، رہنما،
عالم، معتمد، طبیب، مجتہد اور تعلیمی اداروں کے
بانی تھے۔ آپ کی خدمات کے عوض ان کو ”سُر“ کا

ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں

سر سید احمد خان

سر سید احمد خان نے آج کے پاکستان کی تعلیمی، سائنسی،
سیاسی، معاشی اور عدالتی نظام کی بنیاد بہت پہلے رکھ دی
تھی۔ ہم سب سر سید احمد خان کے شکر گزار ہیں جن کے
دل میں مسلمانوں کا درد تھا۔

سر سید احمد خان نے حلف اٹھایا تھا کہ وہ مسلمانوں کی
تعلیمی اور فنی نشوونما کی بنیاد رکھ کر اپنی زندگی وقف
کر دیں گے جس میں وہ کامیاب رہے۔

سر سید احمد خان 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا
ہوئے۔ ان کے خاندان کو مغلیہ بادشاہت میں خاص
مقام حاصل تھا۔ آپ کے نانا خواجہ فرید، اکبر شاہ کے
دربار میں وزیر تھے اور دادا سید حادی کو جواد علی خان کا
منصب عالی گیر کے دربار میں ملا۔ آپ کے والد میر تقی،
اکبر شاہ کے قریب تھے جو سر سید کی 21 ویں سالگرہ کے

خطاب ملا اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی کا فیلو مقرر کیا گیا۔

سر سید احمد خان دو عظیم شخصیات سے بہت متاثر تھے۔

1- سید احمد شہید بریلوی

2- شاہ اسماعیل شہید

☆ کارنامے:-

آپ کے دل میں مسلمانوں کا درد تھا۔ آپ کے نزدیک
مسلمان تعلیم کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتے اور اسی مشن
کو پوری زندگی پورا کیا اور آج پاکستان اسی تعلیمی شعور کا
نتیجہ ہے۔ آپ نے 23 سال کی عمر سے لکھنا شروع کر
دیا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی نے مسلمانوں کو بہت
مالوس اور مجروح کر دیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر 40
سال تھی اور انہوں نے اپنی وفات 27 مارچ 1898ء

- ☆ آپ کی اہم خدمات و تصانیف:-
- انتخاب الاخوین
- قول مشین در ابطال (حرکت زمین)
- تسہیل فی جرمکھل
- رسالہ اسباب بغاوت ہند
- آثار و تصانیف (مسلمانوں کے 800 سال دور
حکومت پر)
- آئین اکبری اور تاریخ فیروز شاہی کی صحیح
- ترک جہانگیری شائع کروائی
- راہ سنت و ہدایت رسالہ
- کلمۃ الحق
- تحقیق لفظ انصاری
- رسالہ احکام طعام اہل کتاب۔
- ہائیکل کی تفسیر۔
- 1866ء سائنٹفک سوسائٹی کا قیام اور اخبار علی گڑھ
انسٹی ٹیوٹ۔
- 1870ء رسالہ ”تہذیب الاخلاق“۔
- ہدیہ علم الکلام کی بنیاد۔
- 1875ء علی گڑھ مدرسہ کی بنیاد۔
- 1877ء علی گڑھ کالج۔ یہاں پر ہی دوقومی نظریہ کا
واضح اعلان آپ نے کیا۔ پھر کالج لکی کالج علی گڑھ مسلم
یونیورسٹی بنا۔
- 1859ء مراد آباد سکول۔
- 1863ء غازی پور سکول۔

چودھری اسد اللہ خان

رمضان المبارک پر پیغام عید میں درد مندانه دعا کی "میں خداوند تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو قابل احترام تاریخ کے شایان شان بنائے اور پاکستان کو دنیا کی صحیح معنوں میں عظیم مملکت بنائے" ہم سب عوام پاکستان خلوص دل کے ساتھ اپنے قائد اعظم کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

5۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری کی دعا:

پاک زمین شاد باد
سر حسین شاد باد
اللہ تعالیٰ شاعر پاکستان کی عظیم دعا کو شرف قبولیت بخشے (آمین)

6۔ احمد ندیم قاسمی کی دعا:

1۔ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی دعا:
"اے خالق کائنات! اسلام کی سر بلندی کے لئے عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام میں سے کسی ایک کو سعادت اسلام سے سرفراز کر دے" اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور عمر بن خطاب کو مراد رسول ﷺ کی شکل میں دین اسلام کو بے مثال تقویت نصیب ہوئی۔

2۔ سر سید احمد خان کی دعا:

"خداوند کریم! مسلمانوں کو زندہ رہنے اور با عزت زندگی بسر کرنے کی صلاحیت عطا فرما" اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ آپ کی تعلیم کی صورت میں پھیلائی ہوئی روشنی میں قوم نے قائد اعظم کی قیادت میں ایک عظیم اسلامی فلاحی

دعا اپنی اپنی

خدا کرے میری ارض پاک پر اترے وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو خدا کرے کہ میرے اک بھی ہم وطن کیلئے حیات جرم نہ ہو، زندگی وہال نہ ہو خداوند کریم قلم شاعر کی دعا قبول کرے تو یہ پاکستان "جنت ارضی" بن جائے۔

7۔ فلسفی شاعر واصف علی واصف کی دعا:

"اے خدا! اسلام کو مسلمانوں سے بچا، بیشک دعا تو بڑے کمال کی ہے شاعر نے موجودہ مسلمانوں کو خوب سمجھا ہے۔

8۔ آبروئے صحافت ڈاکٹر مجید نظامی کی دعا:

"اللہ تعالیٰ پاکستان کو علامہ اقبالؒ قائد اعظمؒ اور محترمہ فاطمہ جناحؒ کا پاکستان بنا دے" آئیے! ہم سب اس دعائے خیر پر "آمین" کہیں۔

مملکت "پاکستان" حاصل کر کے اقوام عالم میں با عزت زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔

3۔ علامہ اقبالؒ کی دعا:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری زندگی طمع کی صورت ہو خدایا میری دور دنیا کا میرے دم سے اندھیرا ہو جائے ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے دعا قبول ہوئی علامہؒ کی زندگی میں ہی ان کی شہرت کلام اقوام عالم میں ہر سو پھیل گئی۔ قائد اعظمؒ نے قرا اقبالؒ پر عمل کر کے مفلوک الحال قوم کو آزادی کی نعمت سے سرفراز کر دیا۔

4۔ قائد اعظمؒ کی دعا:

18 اگست 1947ء کو سرزمین پاکستان کی پہلی عید

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔
مرزا غالب سے آمین اکبری کی تقریر لکھوائی۔
رسالہ ہووا لکھو۔

○ تحفہ حسن

○ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مشہور طالب علم درج ذیل ہیں۔

☆ مولانا محمد علی جوہر، عبدالرب نشتر، مولانا شوکت علی، بابائے اردو مولوی عبدالحق، لیاقت علی خان، خواجہ باغیہ الدین۔

1875ء محض انیس گھنٹے اور پٹیل سکول علی گڑھ سرسید کی خدمات کا اعتراف پوری دنیا نے کیا۔

پاکستان میں آپ کی یاد میں سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کراچی اور سرسید گورنمنٹ گرلز کالج کراچی۔ آپ سے متاثر ہو کر خان بہادر آفندی نے سندھ مدرسۃ الاسلام 1885ء میں بنایا جو آج یونیورسٹی ہے۔

سرسید کا قول ہے:

مسلمانوں کے مسائل کا حل سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنا ہے اور جہالت غربت کی ماں ہے۔

☆ گاندھی نے کہا: "سرسید تعلیم کا پیغمبر تھا"

علامہ اقبالؒ نے سرسید احمد خاں کے تعلیمی مشن کو اس شعر میں بیان کر دیا ہے:

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نور بصیرت عام کر دے
☆ قائد اعظمؒ:

"سب سے ضروری امر تعلیم ہے۔ علم کو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ جائے اور علم حاصل کیجئے (کوئٹہ 1943ء)

سرسید احمد خاں نے دو قومی نظریہ دیا۔ علامہ اقبالؒ نے خواب پاکستان اور قائد اعظمؒ نے پاکستان کی تعبیر دی جس کی حفاظت علم کی صورت میں آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ دیانت دار، قلم، سچے، ایماندار اور صاف گو شخص تھے۔ آپ کے کردار کی گواہی انہوں اور غیروں نے دی تھی۔

دعا ہے کہ پاکستان میں ایسے سرسید احمد خاں پیدا ہوں کہ علم کو ہر بچے کے لئے عام کر دیں کیونکہ قرآن پاک اور احادیث میں بار بار آیا ہے۔

"پڑھا اپنے رب کے نام سے" (پہلی وحی سورۃ العلق)
"پیدائش سے قبر تک علم حاصل کرو" (حدیث مبارک)



کشمیر بنے گا پاکستان

مغرب کا وقت تھا۔ مراد علی اپنے ریزے کی مرمت کر رہا تھا۔ ہاجرہ مٹی کے چوبیسے میں لکڑیاں جھونک کر آگ جلانے میں مصروف تھی جبکہ دوسری جانب نماز پڑھنے والی چوکی پر ذیشان اپنی کاپی میں کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ جیسی شام کی ہوا کو مرقش کرتی ایک آواز گونجی۔ ”ٹن“۔۔۔ مراد علی اور ہاجرہ نے خوف زدہ نظروں سے اپنے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ چند لمحوں بعد دروازے کے باہر سے صدا آئی ”آستانے کے خادم آئے ہیں۔“



محمد طاہر عمیر

عمر گیارہ سال، سر اور ہنویں منڈھی ہوئیں، لباس کے نام پر جسم پر سبز چادریں اوڑھی ہوئیں۔ شانے سے لٹکتا کپڑے کا جھولا، ایک ہاتھ میں کاپی کی گھنٹی دوسرے ہاتھ میں ایک کٹورا۔ سفید چونا لپی مٹی کی دیواروں کے بیچ بوسیدہ لکڑی کے دروازے کے صحن سامنے آکر وہ رکا اور ہاتھ میں موجود گھنٹی بجائی ”ٹن“ گلی کی سنسناتی ہوا سرخس ہوئی، پھر وہ بولا ”آستانے کا خادم آیا ہے۔۔۔ نہ ہی کسی نے دروازہ کھولا اور نہ ہی دروازے کے دوسری جانب سے کوئی آہٹ سنائی نہیں دی۔ ایک توقف بعد وہ پھر بولا ”آستانے کا خادم آیا ہے۔“ اب کی بار اس نے قدرے غصے سے گھنٹی بجائی ”ٹن“۔۔۔ ہنوز خاموشی۔۔۔ وہ آہستہ سے آگے بڑھا لکڑی کے بوسیدہ دروازے کو چوم کر واپس ہولیا۔ مٹی دیواروں والے کمرے میں لائٹیں کی زرد روشنی اور اندھیرے کی جنگ میں ”قہقہوں“ کی آوازیں سہقت لئے جارہی تھیں۔

”بس کر پتر، اب تو جڑوں میں درد ہونے لگا ہے“ مراد علی نے بڑی مشکل سے ہنسی رد کرتے ہوئے کہا۔

”بس ابا ایک اور۔۔۔“ ذیشان نے لطیفوں والی کتاب کا

تیم اندھیری کوٹھڑی کے طاق میں مٹی کا دیا روشن تھا۔۔۔ پرال کے بستر نما ڈھیر پر ذیشان اپنے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔ سوچ کی لہروں میں ایک ہی آواز بار بار پلیٹ کے سنائی دیتی تھی۔ ”پتر جب تو روتا ہے تو دل کو بڑی کچ پڑتی ہے۔۔۔ درد ہوتا ہے مجھے۔۔۔ اور حیرے رونے سے آستانے کی گستاخی ہوگی۔۔۔ رونا مت میرے لعل۔“

وہ بہت سمجھ دار بچہ تھا لیکن یہاں کئی باتیں اس کی سمجھ سے بالا تھیں۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وقت نے یہ کیا پلٹا کھایا ہے۔۔۔ کہ ایک لمحے میں اسے ماں باپ کی محبت میں گندمی مٹی دیواروں والی جنت سے دیس نکالا دے دیا گیا۔۔۔ چند گھنٹے پہلے ہی کی بات تھی جب سب کچھ معمول کے مطابق تھا پھر ایک آواز نے یہ کیسی دنیا تہو ہالا کر دی۔۔۔ ”آستانے کے خادم آئے ہیں۔“ ہاجرہ نے اسے اپنے ہاتھوں سے نہلایا، نئے کپڑے پہنائے اور اتنی پار چوما کہ وہ ڈر گیا۔ مراد علی نے اس کی گردن پر اپنے ہاتھوں سے عطر لگایا اور گلے لگا کر اتنے زور سے بھینچا کہ اس کی سانس رکنے لگی تھی۔ اور اس دوران وہ دونوں خود روتے ہوئے اسے تلقین کرتے رہے۔ ”رونا مت پتر۔۔۔ گستاخی ہو جائے گی“ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس کی گستاخی ہو جائے گی اور کیوں۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیسی سزا ہے کہ ایک تو اسے جنت بدر کر دیا گیا ہے اور پھر سے رونے کی بھی اجازت نہیں۔۔۔؟

کوٹھڑی سے باہر آستانے کے صحن سے قوالوں کی صدا آرہی تھی۔۔۔ ”لی سٹیو! اسان نیٹاں دے آکھے گلے۔۔۔“ اگلے دن آستانے کے خادم بابا جیل کے ذریعے اسے معلوم ہوا کہ وہ خدا کی رحمت سے مایوس بے صبرے والدین کی اک جاہلانہ اور ظالمانہ ”منت“ کا شکار ہوا تھا کہ: ”جیلی اولاد کو آستانے کی نذر کر دیا جائے گا۔“ اسے ساری بات سمجھ آگئی۔۔۔ اور پھر وہ بالکل نہیں روبا اس لئے نہیں کہ اسے آستانے کی گستاخی کا ڈر تھا بلکہ اس لئے کہ اسے یقین تھا کہ اس کے رونے سے مراد علی اور ہاجرہ کو درد ہوگا۔۔۔ سو اس نے ضبط کیا۔ جب بھی جب اس کے سر کے بال موٹھ دیے گئے اور ہنویں بھی صاف کر دی گئیں۔۔۔ جسم پر لباس کے نام پر دو ہنر چادریں پہنا دی گئیں اور گلے میں بڑے بڑے منکوں والی

کاش غلامی کی یہ زنجیریں بھی ٹوٹ سکیں

غلام

”تو کیا اب روؤں بھی نہ؟“ ہاجرہ کے اس معصوم سوال کا جواب مراد علی کے پاس نہیں تھا سو وہ خاموش رہا۔

”مراد علی۔۔۔ اگر تو کہتا ہے تو میں رانی اماں سے بات کروں؟“ اچانک ہاجرہ بولی۔

”اس بات کا کیا فائدہ جس کا انجام معلوم ہو۔۔۔“ مراد علی کی آواز میں گھٹتی تھی

تھوڑے وقفے بعد ہاجرہ نے ڈرتے ڈرتے کہا ”تو پھر۔۔۔ کیوں نہ ہم شہر چلے جائیں؟“

”کھلا گئی ہے کیا؟“ مراد علی بھڑک اٹھا ”امانت میں خیانت کرے گی؟۔۔۔ زندگی تو بے پاد ہوگی ہی ساتھ میں آخرت کی بھی لٹیا ڈوبے گی۔۔۔ جس نے دیا ہے وہ اسے واپس لینے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ خیر دار جو دوبارہ ایسی بات کہی۔۔۔ جواب میں ہاجرہ صرف رو رہی تھی۔

”مجھے کہا بھی تھا“ مراد علی بے بسی سے بولا ”پرائے مال کو اپنا مت سمجھ، اتنا لاڈ مت کر، لیکن تو نے میری ایک نہیں مائی۔ اب رو رہی بھر کے رو“ یہ کہتے ہوئے اس کے اپنے آنسوؤں کا ضبط بھی ٹوٹ گیا۔

صفحہ پلٹتے ہوئے کہا تو ہاجرہ نے اس کے ہاتھ سے کتاب لے لی۔

”نہ میرے لعل۔۔۔ اب بس کر، تیری آواز سننے ہوئے رات جگا کرنے پر میں صدقے داری، مگر پھر صبح کی نماز بند کے جھوٹوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ بس کر اب سو جا“ وہ اسے چمکیاں دینے لگی

ذیشان نے دائیں جانب کروٹ لی اور دونوں ہاتھوں کو گال کے نیچے رکھ لیا ”ابا، پانچویں پاس کے سال ہو گیا ہے، تم نے کہا تھا کہ ہائی اسکول میں داخلہ دلاؤں گا۔“

”ہو جائے گا پتر۔۔۔ سب ہو جائے گا۔۔۔ رب یہ پھر وہ رکاز“ مراد علی نے آہستہ آواز میں کہا۔ بھی ہاجرہ نے اپنے آنسو چھپانے کے لئے لائٹیں کی نو مزید مدھم کر دی۔۔۔ اندھیرا بڑھتے ہی ذیشان کی سانسیں گہری ہوتی چلی گئیں۔ کئی دیر تک کمرے میں ایک خاموشی سنسناتی رہی پھر جانے کیسے ہاجرہ کے ضبط میں سے ایک سسکی باہر نکل آئی۔

”ہاجرہ اتوروئے گی تو مجھے تسلی کون دے گا؟“ دوسرے کونے سے مراد علی کی آواز گونجی۔



کوئی نہیں تھا وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے وہیں چوکت پر بیٹھ گئی

اس دن وہ بابا جمیل کے ساتھ باغ میں آیا تھا۔ جہاں گھاس اور پودوں کی کٹائی ہو رہی تھی۔ اسے گھاس کے گٹھے اٹھا کر باہر لے جانے تھے۔ یہی اس نے پہلی بار وہاں ”چھوٹے شہزادے“ کو دیکھا جو ایک طرف اکیلا ہی اپنے فٹ بال سے کھیل رہا تھا۔ اس کی عمر لگ بھگ سات سال ہوگی۔ کھیلنے کھیلنے وہ اچانک ڈیٹان کے پاس آگیا اور بولا ”میرے ساتھ کھیلو“۔ ڈیٹان نے فوراً ہاتھ باندھ لئے اور جیسا کہ اسے سکھایا گیا تھا نظریں جھکا کے بولا ”میں آپ کے ساتھ کیسے کھیل سکتا ہوں چھوٹے شہزادے؟“

”میں نے کہا تھا میرے ساتھ کھیلو“ وہ ضدی انداز میں بولا تو بابا جمیل نے ڈیٹان کو اشارہ کیا کہ جیسا کہا جا رہا ہے، ویسا کرو۔ یہی ڈیٹان کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا اس نے آہستہ سے سرگوشی کی تاک کوئی اور سن نہ لے۔ ”ٹھیک ہے چھوٹے شہزادے میں آپ کے ساتھ کھیلوں گا لیکن آپ کو میرے ساتھ ایک وعدہ کرنا ہوگا۔“

چھوٹا شہزادہ کھیلنے کی خوشی میں اس کی بات مان گیا۔ کھیلنے کے بعد جب وہ جانے لگا تو ڈیٹان نے اسے اسکا وعدہ یاد دلایا اور پھر خود گھاس کے گٹھے اٹھا کر باغ سے چلا گیا۔ یہ اسی شام کا قصہ ہے جب چھوٹا شہزادہ سب کی نظروں سے چھپ کر اس کی کونڈی میں آیا تھا۔ ڈیٹان نے اس کے ہاتھوں سے سونے کی انگوٹھیاں اور گلے میں پہنی سونے کی چین اتار لی

عمر سلطان اکبر اور رانی اماں اپنے عظیم الشان ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ اور گفتگو کر رہے تھے کہ ہیر سائیں کو اب سیاست میں قدم رکھ دینا چاہئے۔ رانی اماں کا خیال تھا کہ یہ کام بہت پہلے ہی ہو جانا چاہئے تھا لیکن ابھی بھی زیادہ دیر نہیں گزری۔

”ہمارا چھوٹا شہزادہ نظر نہیں آ رہا۔ کہاں ہے وہ؟“ اچانک ہیر سائیں نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ رانی اماں کوئی جواب دیتیں فضا میں ایک آواز گونجی۔ ”ٹن“ اور پھر ایک صدا ابھری۔ ”آستانے کا خادم آیا ہے۔“ دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے چھوٹا شہزادہ اندر داخل ہو رہا تھا لیکن اس حالت میں کہ سر اور ہنویں منڈھی ہوئیں۔ جسم پر بزر چادریں۔ ہاتھ میں گھنٹی اور کٹورا اور مصوم سے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ۔ چھوٹے شہزادے کو خادمین کے حلیے میں دیکھ کر ہیر سائیں کا دل دہل گیا جب کہ رانی اماں جی اٹھی۔ وہ بھاگ کر اس کے قریب گئیں اور ہاتھ سے گھنٹی اور کٹورا پکڑ کے دوڑ پھینکا اور چھوٹے شہزادے کو گلے

تھیں پہنا دی گئیں۔ اور پھر اسے سکھایا گیا کہ آستانے پر رہنے کے آداب اور کام کیا ہیں۔ آستانہ تقریباً دو ایکڑ پر پھیلا ہوا تھا۔ خادمین کی کونڈیوں کے انتظام پر طویل محنت تھا جس کے ایک طرف حرار شریف تھا دوسری جانب وسیع مسجد اور اس کا احاطہ تھا۔ جہاں ہیر سائیں سلطان اکبر بیٹھا کرتے تھے۔ مسجد کے عقبی طرف ایک باغ تھا جس میں ہیر سائیں کی عظیم الشان رہائش گاہ بھی تھی جہاں ہیر سائیں کی بیگم ”رانی اماں“ اور دو بیٹے ”بڑا شہزادہ“ اور ”چھوٹا شہزادہ“ مقیم تھے۔ ڈیٹان کو تا کید تھی کہ صحن اور احاطے میں جانا ہوتا تھا ہاتھ باندھ کر رکھنے ہیں۔ لگا ہیں بچی اور کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔ چھٹی باغ کی طرف کسی خاص کام کے بتا جانے کی اجازت نہیں۔ اور جہاں کہیں ہیر سائیں نظر آ جائیں تو ایک طرف ہو کر زمین پر بیٹھ جانا ہے اور تب تک سر نہیں اٹھانا جب تک وہ وہاں سے گزر نہ جائیں۔ اور جو کام اسے وہاں کرنے تھے ان میں مزار کے صحن کی صفائی۔ مٹی کے ٹکڑوں میں پانی کی فراہمی اور لنگر خانے میں کھانا تقسیم کرنے میں معاونت کرنا تھی۔ اور ایک خاص کام جمعرات کو سرانجام دیا جاتا تھا۔ پہلی جمعرات تو اسے اس مخصوص کام کے لئے کہا نہ گیا لیکن اگلی جمعرات اسے روانہ کر دیا گیا۔ جب وہ ہستی کی ان گلیوں میں داخل ہوا جہاں ہاجرہ اسے گود میں اٹھا کے چلا کرتی تھی۔ جہاں مراد علی کی انگلی پکڑ کر اس نے چلنا شروع کیا تھا۔ ان گلیوں نے اسے بڑی مشکل سے پہچانا۔ بزر چادروں میں لپٹا وجود۔ ایک ہاتھ میں کانسی کی گھنٹی دوسرے میں کٹورا۔ وہ ایک ایک دروازے پر پہنچ کر صدا لگاتا۔ ”آستانے کا خادم آیا ہے۔“ دروازہ کھٹکا کوئی پیسہ دیتا کوئی کھانا۔ اور وہ خیرات کو اپنے چھوٹے اور کٹورے میں ڈال کر آگے بڑھ جاتا۔ حتیٰ کہ وہ سفید چونا لپٹی دیواروں میں نصب بوسیدہ لکڑی کے مانوس دروازے تک آ پہنچا۔ ”ٹن“ اس نے گھنٹی کو حرکت دی اور صدا لگائی ”آستانے کا خادم آیا ہے۔“ دروازہ

نہیں کھلا۔ دروازے کے پار کوئی آہٹ نہیں ہوئی۔ لیکن دروازے کے دوسری جانب صحن کی کھڑ پر چھٹی چوکی پر نماز پڑھتی ہاجرہ کا سارا جسم جھجھکا اٹھا۔ ساری حیات کانوں میں سٹ آئیں تو زبان پر مقدس آیات کا ورد درجہ کھونے لگا۔ ایک لمبے لمبے کہ وہ دروازے کی سمت دوڑ پڑے گی لیکن اس نے خود پر قابو رکھا اور بھڑے کر ہو گئی۔

”ٹن۔۔۔ آستانے کا خادم آیا ہے۔“ بمبکتی آواز میں اب کی بار خضے کا حضور تھا۔ ہاجرہ کے آنسوؤں سے مسملا بھینکا جا رہا تھا۔ لیکن اس نے نماز کے ربط کو قائم رکھا۔ باہر کھڑے ڈیٹان نے اپنے آنسو پونچھے اور آگے بڑھ کر دروازے کو چوم لیا۔ ادھر جیسے ہی ہاجرہ نے سلام پھیرا تو پھر دیوانہ وار دروازے کی سمت بھاگی۔ جہاں اب

سے لگا لیا۔ ”یہ آپ نے کیا کیا چھوٹے شہزادے۔۔۔ میرے لعل۔۔۔ میری آنکھوں کے تارے۔۔۔ یہ آپ نے کیا کیا؟“ رانی اماں روتی جاری تھیں جبکہ ہیر سائیں بت بنے اپنی جگہ پر کھڑے کے کھڑے رہ گئے تھے۔ اپنے بچے کے کھڑے کو اس حلیے میں دیکھنے کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اور تصور سے بالائیہ مضراب جب کہ رونما ہو چکا تھا تو ان کے اندر بہت کچھ تہہ وبالا ہو رہا تھا۔

یہی ایک ملازم نے اندر آ کر کچھ سامان ہیر سائیں کے سامنے رکھ دیا۔ ”یہ کچھ سامان ہے چھوٹے شہزادے کا ہیر سائیں۔“

ہیر سائیں اور رانی اماں نے دیکھا یہ چھوٹے شہزادے کے وہی قیمتی کپڑے تھے جو آج صبح اسے پہنائے گئے تھے۔ ساتھ میں اس کی سونے کی انگوٹھیاں، چین اور سونے کے تیلے والا جوتا بھی تھا۔

”یہ۔۔۔ یہ کہاں سے ملا؟“ ہیر سائیں نے پوچھا تو ملازم نے بتایا کہ یہ سامان آستانے کے ایک خادم لڑکے کو کہیں سے ملا ہے۔ ہیر سائیں کے حکم پر آستانے کے خادم ڈیٹان کو وہاں حاضر کر دیا گیا۔ جس نے ہاتھ باندھ کر اور نظریں جھکا کر بتایا کہ یہ سامان اسے باغ کے عقبی طرف سے ملا ہے۔

”جہیں معلوم ہے کہ یہ کتنا قیمتی ہے۔ اور کسی کو بھی نہیں معلوم کہ یہ ہم ہوا ہے۔ تم اسے رکھ بھی سکتے تھے۔“ انہوں نے پوچھا۔

”ہیر سائیں میری ماں نے مجھے آستانے کی گستاخی کرنے سے روکا ہے۔ وہ چاہے آنسوؤں کی صورت میں ہو چاہے قیمتی سامان رکھ لینے کی صورت میں ہو۔“

ہیر سائیں نے بڑی حیرانی سے اس کی بات کو سنا پھر بولے ”تمہاری ایمانداری سے ہم بہت خوش ہوئے۔ ہم تمہیں کوئی انعام ضرور دیں گے۔“ جب ڈیٹان بولا ”ہیر سائیں مجھے انعام نہیں چاہئے بس آپ سے اور رانی اماں سے ایک سوال کا جواب چاہئے۔“

ہیر سائیں اور حیران ہو کر بولے ”پوچھو۔“ جب ڈیٹان نے پہلی بار ہیر سائیں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا ”آپ بہت کرنی والے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو سب باتوں کا علم ہے۔۔۔ مجھے بس یہ جانا ہے کہ ابھی آپ اور رانی اماں نے چھوٹے شہزادے کو اس حالت میں دیکھ کر جو محسوس کیا ہے۔ کیا میری اماں بھی ویسا ہی محسوس کرتی ہوں گی جب میں جمعرات کو خیرات لینے ان کے گھر جاتا ہوں؟“

اس چھوٹے سے لڑکے کی آنکھوں میں کچھ تھا یا کہ سوال میں۔ کہ ہیر سائیں کے لئے اپنے قدموں پر کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔ وہ صوفے پر گر سے گئے۔ ڈیٹان اپنی نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ ہیر سائیں کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔





جو ہمارے ایشیا کی فضا کو بجا رہے (احمد ندیم قاسمی) پھول

پھول دیارِ حب و محبت سے وطن آباد اب اسکی بہار دے



پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد اکرم
سابق پروفیسر اردو،
بیٹنگ یونیورسٹی، چین
ڈائریکٹر مغربی پاکستان اردو ایڈمیٹی۔



پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد اکرم

جس نے اپنی ادبی رجحانوں کا آغاز پچھلے دہائی
اخبار پھول سے کیا تھا۔ بہت خوش
ہو رہی ہے کہ بچوں میں ادبی ذوق پیدا کرنے اور
ان کی تربیت کرنے میں اس کا فیضان جاری ہے۔
اللہ یہ سلسلہ فیضان جاری رکھے۔

محمد اکرم

8/1/15.

اور کیا ہے کہ اب بھی ظفر
بھور لگتی ہے ٹیڈ آئی ہے

محمد اکرم



ثمینہ احمد
آرٹسٹ، چیئر پرسن یو۔ اے۔ اے
پروڈیوسرز ایسوسی ایشن

دنیا بہت خوبصورت ہے۔
اور یہ خوبصورتی آپ جیسے
پھول بچوں کی وجہ سے ہے۔
خوش رہیں۔ خوشیاں بانٹیں

ثمینہ احمد

20-12-14



سحر احمد
آرٹسٹ فیچر ایجوکیشنسٹ
پروگرام فیچر دی لائل آرٹ

"پاکستان کو نہ صرف ڈاکٹر اور انجینئرز
کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں ایسے
نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تخلیقی
فن بھی جانتے ہوں، جو سائنسدان،
اساتذہ، اور موجد بننا چاہتے ہوں"

سحر احمد

20th Dec 14

2015

23



Copied From Web

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1



PAKSOCIETY

مانکوجید



سب سے زیادہ وکٹیں لینے کا ریکارڈ شاہد آفریدی کے پاس ہے انہوں نے 2011 کے عالمی کپ میں کپتان کی حیثیت سے 21 وکٹیں حاصل کی تھیں۔ عالمی کپ کے سب سے زیادہ کچھ آسٹریلیا کے ریکی پونٹنگ نے پکڑے ہیں۔ سائیکل کچھوں کی تعداد 28 ہے۔

دو عظیم کھلاڑیوں جاوید میانداد اور یحییٰ خٹک کو 6، 6 عالمی کپ کھیلنے کا اعزاز حاصل ہے۔ جبکہ 2015 کے ورلڈ کپ میں شاہد آفریدی اور جے روڈمن سب سے سینئر کھلاڑی ہوں گے۔ یہ ورلڈ کپ کھیلنے کے بعد دونوں کھلاڑی 5 ورلڈ کپ کھیلنے والے کھلاڑیوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں گے۔ ان سے پہلے بیکار نامہ 13 کھلاڑی انجام دے چکے ہیں۔

پاکستان کرکٹ ٹیم ورلڈ کپ کیلئے نیوزی لینڈ روانہ ہو چکی ہے۔

روایتی حریف اور: مہر کھلاڑی آمنے سامنے ہوں گے

14 فروری سے شروع ہونے والا۔ کرکٹ کا عالمی میلہ

ان میں شامل 15 کھلاڑیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

- 1 مصباح الحق (کپتان)
- 2 یونس خان
- 3 شاہد آفریدی
- 4 احمد شہزاد
- 5 محمد حفیظ
- 6 حارث سہیل
- 7 احسان عادل
- 8 محمد عرفان
- 9 جنید خان

دنیا کا سب سے بڑا کرکٹ کا میلون ٹکے عالمی کپ ہے جو ہر چار سال بعد منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ میلون مرتبہ چکا ہے۔ عالمی کپ کی سب سے کامیاب ٹیم آسٹریلیا ہے۔ آسٹریلیا کی ٹیم چار مرتبہ عالمی کپ کی فاتح رہی۔ دو مرتبہ یہ اعزاز انڈیا اور ویسٹ انڈیز کے حصہ میں آیا۔ جبکہ پاکستان اور سری لنکا کی ٹیمیں ایک ایک مرتبہ ورلڈ کپ جیتنے میں کامیاب رہی ہیں۔ گیارہویں عالمی کپ کا آغاز 14 فروری 2015 میں نیوزی لینڈ اور سری لنکا کے میچ سے ہوگا۔ اس ورلڈ کپ کی میزبانی کے فرائض دو ممالک آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ مشترکہ طور پر انجام دیں گے۔ اس عالمی کپ میں چودہ ٹیمیں شرکت کریں گی۔ جن میں سے افغانستان کی ٹیم پہلی مرتبہ شریک ہوگی۔ اس عالمی کپ میں شرکت کرنے والی چودہ ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے ہر گروپ میں سات سات ٹیمیں شامل ہیں۔

گروپ A: آسٹریلیا، سری لنکا، انگلینڈ، نیوزی لینڈ، بنگلادیش، افغانستان اور سکاٹ لینڈ

گروپ B: پاکستان، انڈیا، ساؤتھ افریقہ، ویسٹ انڈیز، زمبابوے، آئرلینڈ اور پولینڈ

ورلڈ کپ کے دوسرے مرحلے میں دونوں گروپس میں سے جیتنے والی چار ٹیمیں ایک دوسرے کے ساتھ مقابل ہوں گی۔ ان آٹھ ٹیموں میں سے جیتنے والی چار ٹیمیں سیکی فائل کھیلنے کا اعزاز حاصل کریں گی۔

29 مارچ 2015 کو سیکی فائل جیتنے والی دو ٹیمیں فائنل کی جنگ لڑیں گی۔ ورلڈ کپ کے میچوں میں سب سے زیادہ رنز بنانے کا ریکارڈ یحییٰ خٹک کو رکھ کے پاس ہے اور سب سے زیادہ وکٹوں کا ریکارڈ آسٹریلیا کے گلین میکگرگتھ کے پاس ہے۔ خٹک کو 2278 رنز بنائے جبکہ میکگرگتھ نے 71 وکٹیں حاصل کر رکھی ہیں۔ ایک ورلڈ کپ میں کپتان کی حیثیت سے

☆ سکینڈی آفیسر محمد عظیم خان
☆ انٹالیسٹ: طلحہ رت

پاکستان کے سکواڈ میں 7 کھلاڑی ایسے ہیں جو پہلی مرتبہ عالمی کپ میں پاکستان کی نمائندگی کریں گے۔ لیگ پنر یا سر شاہ کو ایک چھپے ہوئے ہتھیار کے طور پر شامل کیا گیا۔ جس کو ضرورت کے وقت استعمال کیا جائے گا اور تین سال ورن ڈے انٹرنیشنل کرکٹ سے دور رہنے والے تیز گیند باز سمیل خان کو ڈیٹیکٹور کپ میں عمدہ کارکردگی دکھانے پر ٹیم میں شامل کیا گیا ہے۔ پاکستان کی ٹیم عالمی کپ 2015 میں اپنا پہلا میچ روایتی حریف بھارت کے خلاف کھیلے گی۔ بھارت کی ٹیم اس عالمی کپ میں اپنے اعزاز کا دفاع کرے گی۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان مقابلے ہمیشہ سے سنسنی خیز رہے ہیں۔ ان دونوں ٹیموں کے آپس میں مقابلے میں جہاں کھلاڑی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں وہاں پر شاہدین کا جوش و خروش بھی دوسرے میچوں کی نسبت کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ عالمی کپ کے مقابلوں میں پاکستان اور بھارت ماضی میں پانچ مرتبہ آمنے سامنے آچکے ہیں اور تمام مقابلوں میں فتح بھارت کا مقدر بنی ہے۔ اس مرتبہ پاکستانی کھلاڑیوں کے حوصلے بلند ہیں اور وہ بھارت کو ہرا کر تاریخ بدلنا چاہتے ہیں۔ لیکن کرکٹ کے حوالے سے قبل از وقت کچھ بھی کہنا ممکن نہیں ہوتا۔ عالمی کپ میں شرکت سے قبل کئی پاکستانی کھلاڑی مشکلات سے دوچار ہیں۔ جن میں سعید اجمل، محمد حفیظ اور جنید خان شامل ہیں۔ آئی سی سی کی طرف سے پابندی کا ڈنکار عالمی نمبر ون بالر سعید اجمل نے عالمی کپ کھیلنے سے دستبردار کی اطلاع کر دیا ہے جو پاکستان کیلئے پریشانی کا سبب ہے۔ اور ایسے وقت میں محمد حفیظ پر بھی پابندی پاکستان کی ٹیم کو مزید مشکلات سے دوچار کر سکتی ہے۔ جبکہ ہمارے بنیادی تیز گیند باز جنید خان ورلڈ کپ کی تیاری کے دوران گرنے کی وجہ سے

جاوید میانداد اور یحییٰ خٹک کو 6، 6 مرتبہ عالمی کپ کھیلنے کا اعزاز حاصل ہے

ورلڈ کپ بلور پاکستان سب سے زیادہ وکٹیں لینے کا اعزاز شاہد آفریدی کے پاس ہے

تکلیف کا شکار ہیں جس وجہ سے ان کی شمولیت غیر یقینی ہے اور ان کی جگہ بلاول بھٹئی شامل کیا جانے کا امکان ہے۔ پوری قوم دعا گو ہے کہ میسٹرنگ انجری کا شکار جنید خان جلد صحت یاب ہو کر عالمی کپ میں پاکستان کی نمائندگی کریں۔ پاکستانی قائد مصباح الحق نے ورلڈ کپ کے بعد ایک روزہ کرکٹ سے دستبردار کی اطلاع کر دیا ہے جبکہ شاہد خان آفریدی پہلے ہی اس عالمی کپ کو اپنا آخری عالمی کپ قرار دے کر ورن ڈے سے ریٹائرمنٹ کا اعلان کر چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکستانی شاہدین کیلئے اس عالمی کپ کی اہمیت بڑھ گئی ہوگئی ہے۔ پوری قوم امید کر رہی ہے کہ شاہد آفریدی اپنے آخری ورلڈ کپ کو بہترین پرفارمنس کے ساتھ یادگار بنائیں گے اور پاکستان کی ٹیم میں موجود تمام کھلاڑی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے عالمی کپ کی تمام ٹیموں کو خلاف اچھی کارکردگی دکھائیں گے اور 1992 کی طرح آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی سرزمین پر پاکستان ورلڈ کپ جیتنے میں کامیاب ہوگا۔ (انشاء اللہ)

- 10 سرفراز احمد
- 11 صہیب مقصود
- 12 سمیل خان
- 13 عمر اکمل
- 14 وہاب ریاض
- 15 یاسر شاہ
- ☆ ٹیم منجمنٹ:
- ☆ منیجر: نوید اکرم چیمہ
- ☆ ہیڈ کوچ: ذوقار یونس
- ☆ پیچنگ کوچ: گرانت ٹلار
- ☆ باؤنڈنگ کوچ: مشتاق احمد
- ☆ فیلڈنگ کوچ: گرانت لیوڈن
- ☆ فزیشن: پراپنٹ بریڈروشن
- ☆ اسٹینٹ منیجر: شاہد اسلم
- ☆ میڈیا منیجر: آغا اکبر

کون کس کے مد مقابل ہوگا؟ ورلڈ کپ شیڈول 2015

مقام	مقام	مقام
14 فروری ہفتہ	نیوزی لینڈ بمقابلہ سری لنکا	کراچی چرچ صبح 3:00 بجے
14 فروری ہفتہ	آسٹریلیا بمقابلہ انگلینڈ	ملبورن صبح 8:30 بجے
15 فروری اتوار	ساؤتھ افریقہ بمقابلہ زمبابوے	ہمیلٹن صبح 6:00 بجے
15 فروری اتوار	انڈیا بمقابلہ پاکستان	ایڈیلیڈ صبح 8:30 بجے
16 فروری پیر	آئرلینڈ بمقابلہ ویسٹ انڈیز	نٹیلن صبح 3:00 بجے
17 فروری منگل	نیوزی لینڈ بمقابلہ سکاٹ لینڈ	ڈونینڈن صبح 3:00 بجے
18 فروری بدھ	افغانستان بمقابلہ بنگلہ دیش	کیئبرا صبح 8:30 بجے
19 فروری جمعرات	زمبابوے بمقابلہ یو اے ای	نٹیلن صبح 3:00 بجے
20 فروری جمعہ	نیوزی لینڈ بمقابلہ انگلینڈ	لینکلن صبح 6:00 بجے
21 فروری ہفتہ	پاکستان بمقابلہ ویسٹ انڈیز	کراچی چرچ صبح 3:00 بجے
21 فروری ہفتہ	آسٹریلیا بمقابلہ بنگلہ دیش	برسبن صبح 8:30 بجے
22 فروری اتوار	افغانستان بمقابلہ سری لنکا	ڈونینڈن صبح 3:00 بجے
22 فروری اتوار	انڈیا بمقابلہ ساؤتھ افریقہ	ملبورن صبح 8:30 بجے
23 فروری پیر	انگلینڈ بمقابلہ سکاٹ لینڈ	کراچی چرچ صبح 3:00 بجے
24 فروری منگل	ویسٹ انڈیز بمقابلہ زمبابوے	کیئبرا صبح 8:30 بجے
25 فروری بدھ	آئرلینڈ بمقابلہ یو اے ای	برسبن صبح 8:30 بجے
26 فروری جمعرات	افغانستان بمقابلہ سکاٹ لینڈ	ڈونینڈن صبح 3:00 بجے
26 فروری جمعرات	بنگلہ دیش بمقابلہ سری لنکا	ملبورن صبح 8:30 بجے
27 فروری جمعہ	ساؤتھ افریقہ بمقابلہ ویسٹ انڈیز	سڈنی صبح 8:30 بجے
28 فروری ہفتہ	نیوزی لینڈ بمقابلہ آسٹریلیا	ایڈیلیڈ صبح 6:00 بجے
28 فروری ہفتہ	انڈیا بمقابلہ یو اے ای	پرتھ صبح 11:30 بجے
01 مارچ اتوار	انگلینڈ بمقابلہ سری لنکا	لینکلن صبح 3:00 بجے
01 مارچ اتوار	پاکستان بمقابلہ زمبابوے	برسبن صبح 8:30 بجے
03 مارچ منگل	آئرلینڈ بمقابلہ ساؤتھ افریقہ	کیئبرا صبح 8:30 بجے
04 مارچ بدھ	پاکستان بمقابلہ یو اے ای	کراچی بدھ
04 مارچ بدھ	آسٹریلیا بمقابلہ افغانستان	کراچی بدھ
05 مارچ جمعرات	بنگلہ دیش بمقابلہ سکاٹ لینڈ	کراچی جمعرات
06 مارچ جمعہ	انڈیا بمقابلہ ویسٹ انڈیز	کراچی جمعہ
07 مارچ ہفتہ	پاکستان بمقابلہ ساؤتھ افریقہ	کراچی ہفتہ
07 مارچ ہفتہ	آئرلینڈ بمقابلہ زمبابوے	کراچی ہفتہ
08 مارچ اتوار	نیوزی لینڈ بمقابلہ افغانستان	کراچی اتوار
08 مارچ اتوار	آسٹریلیا بمقابلہ سری لنکا	کراچی اتوار
09 مارچ پیر	انگلینڈ بمقابلہ بنگلہ دیش	کراچی پیر
10 مارچ منگل	انڈیا بمقابلہ آئرلینڈ	کراچی منگل
11 مارچ بدھ	سری لنکا بمقابلہ سکاٹ لینڈ	کراچی بدھ
12 مارچ جمعرات	ساؤتھ افریقہ بمقابلہ یو اے ای	کراچی جمعرات
13 مارچ جمعہ	نیوزی لینڈ بمقابلہ بنگلہ دیش	کراچی جمعہ
13 مارچ جمعہ	افغانستان بمقابلہ انگلینڈ	کراچی جمعہ
14 مارچ ہفتہ	انڈیا بمقابلہ زمبابوے	کراچی ہفتہ
14 مارچ ہفتہ	آسٹریلیا بمقابلہ سکاٹ لینڈ	کراچی ہفتہ
15 مارچ اتوار	ویسٹ انڈیز بمقابلہ یو اے ای	کراچی اتوار
15 مارچ اتوار	آئرلینڈ بمقابلہ پاکستان	کراچی اتوار
18 مارچ بدھ	پہلا کوارٹر فائنل	کراچی بدھ
19 مارچ جمعرات	دوسرا کوارٹر فائنل	کراچی جمعرات
20 مارچ جمعہ	تیسرا کوارٹر فائنل	کراچی جمعہ
21 مارچ ہفتہ	چوتھا کوارٹر فائنل	کراچی ہفتہ
24 مارچ منگل	پہلا ایسی فائنل	کراچی منگل
26 مارچ جمعرات	دوسرا ایسی فائنل	کراچی جمعرات

29 مارچ 2015 اتوار فائنل میلبورن صبح 8:30 بجے

پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیاں

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور زندگی کے ہر مسئلے کے حوالے سے ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تو سورہ فلق اور سورہ الناس نازل کی گئیں۔ ان سورتوں میں جادو ٹوٹنے اور جھاڑ پھونک کے اثرات سے اللہ تعالیٰ کی امان میں آنے اور محفوظ رہنے کا ذکر ہے۔ سورہ فلق میں فرمایا گیا..... اور پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شہر سے۔۔۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین جھاڑ پھونک کی زیادہ عادی ہیں۔ ان کی وجہ سے نام نہاد عاملوں کا کاروبار چل رہا ہے۔ عام طور پر دوسروں کو نقصان پہنچانے، ان کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالنے، ان کو مطیع کرنے اور ان پر حاوی ہونے کیلئے جھاڑ پھونک یا تعویذ دھاگے سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنی آخرت ضرورت خراب کر لیتے ہیں کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ نہ ہو۔ لہذا ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہئے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تعب ہے اس شخص پر جو دوسروں کی دنیا خراب کرنے کے لئے اپنی آخرت خراب کر لے۔
مرسلہ: عبدالنافع، لاہور

دیا تھا۔
کانگریس نے تقسیم ہند کے فیصلے کو محض اس تصور کے ساتھ قبول کیا تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ پاکستان زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اس تصور و خام خیالی میں وہ تمام خفیہ سازشیں کارفرما تھیں جو انگریز و کانگریس کے مابین خفیہ کٹ جوڑ پر مبنی تھیں۔ اس کٹ جوڑ کی ایک بڑی اور واضح مثال ہاؤڈری کمیشن کی جانب سے انگریز لارڈ ریلے کلف کی پنجاب میں مسلم اکثریت والی تحصیلیں گورداسپور، پٹالہ اور پٹھان کوٹ کو بھارت میں شامل کرنا تھا۔ یہ وہ امتیازی و تعصب و



نا انصافی پر مبنی خفیہ سازش تھی جس کا مقصد بھارت کا کشمیر پرنا جائز قبضہ کرنا تھا۔

1947ء سے لے کر انگریز و کانگریس کے خفیہ کٹ جوڑ کو محض کشمیری مسلمان اب تک بھگت رہے ہیں۔ بھارت نے آج تک ان تمام معاہدوں کو مسترد کر دیا ہے جو کشمیر کی آزادی سے متعلق ہیں وہ اپنے استعجاب رائے و دیگر وعدوں سے کمر گیا ہے۔ بھارت کشمیر کو انتہائی ڈھٹائی سے اپنا ٹوٹ انگ قرار دیتا ہے جبکہ کشمیری آج بھی بین الاقوامی انصاف کے حصول کے لئے امن کے پیغامبروں و عالمی حقوق انسانی کے اداروں سے انصاف کی آس لگائے اپنے حق خود ارادیت کے حصول کیلئے کوشاں ہیں۔ غلامی کی زنجیریں انشاء اللہ ضرور ٹوٹ گریں گی اور جبر کا دور ختم ہوگا اور حق و صداقت و آزادی کے لئے قربانی دینے والے کشمیری مسلمانوں کا لہرنگ لائے گا۔

پاکستان میں اس دن کے حوالے سے جگہ جگہ تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور اس بات کو مد نظر رکھا جاتا ہے کہ پاکستانی قوم کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کا عزم کرتی ہے قبول شاعر:

یارانِ جہاں کہتے ہیں کشمیر ہے جنت
جنت کسی کافر کو ملی ہے نہ ملے گی
انشاء اللہ کشمیر ضرور آزاد ہوگا اور کشمیری مجاہدوں، شہیدوں کی قربانیاں ضرور رنگ لائیں گی۔

5 فروری کا دن کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ 21 جنوری 1990ء میں جب مقبوضہ کشمیر کے عوام بھارت کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف سری نگر اور دیگر شہروں میں لاکھوں کی تعداد میں سڑکوں پر آئے تو بھارت کی درندہ صفت فوج نے سب سے کشمیریوں کو بربریت کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ کشمیر کی تاریخ میں ایک ایسا موقع تھا کہ جب اتنی بڑی تعداد میں کشمیریوں نے عظیم ہو کر اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد حکومت پاکستان اور تمام سیاسی جماعتوں نے 5 فروری کو یوم یکجہتی کشمیر منانا شروع کیا۔

کشمیر دراصل تقسیم ہند کا ایسا حل طلب مسئلہ ہے جو بھارتی حکومت کی ہٹ دھرمی، ظلم، نا انصافی کے باعث تا حال حل نہیں ہو سکا اس دوران کشمیری مسلمانوں نے آزادی کشمیر اور اپنے حق خود ارادیت کے حصول کے لئے لاتعداد قربانیاں کی تاریخ رقم کی ہے جو مسئلے کے حل ہونے اور کشمیر کے آزاد ہونے تک جاری رہے گی۔ کشمیر ایک ایسا مسئلہ ہے جو نہ صرف کشمیری مسلمانوں کے لئے بلکہ پاکستان کے لئے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ قائد اعظم محمد علی جناح نے کشمیر کو پاکستان کی شہرگ قرار



اللہ۔۔۔۔۔ محبت

اللہ	تیرا	نام	محبت
تیرا	دین	اسلام	محبت
عبد	نام	محبت	ہے
جھک	جانا	انجام	محبت
داخر	ہے	نہرت	دنیا میں
کر	دے	مولا	عام
اک	اک	مفظ	قرآن کا
تیرا	ہے	پیغام	محبت
نیا	کریم	کی	ساری باتیں
ہے	سارا	اسلام	محبت
جو	بھی	کریں	راہ میں تیری
ایسا	ہر	اک	کام
اللہ	حیرا	نام	محبت

حافظ مظفر حسن، لاہور

شہیدوں کی مائیں رویائیں کرتیں

میں اکثر ماں سے کہتا تھا
کہ ماں دعا کرنا
کہ ایک دن تیرا یہ بیٹا
خاک کی وردی پہنے تیرے سامنے فخر سے کھڑا ہو
اور میری ماں یہ سن کر ہنس دیا کرتی تھی
میں اکثر ماں سے کہتا تھا
کہ جس دن یہ دھرتی
تیرے بیٹے کو پکارے گی
پھر اس دن کے بعد میرا انتظار مت کرنا
تمہیں جب کبھی میری ماں ملے
تو اسے کہنا
کہ وہ اب بھی ہنستی رہا کرے
کیونکہ شہیدوں کی مائیں رویائیں کرتیں

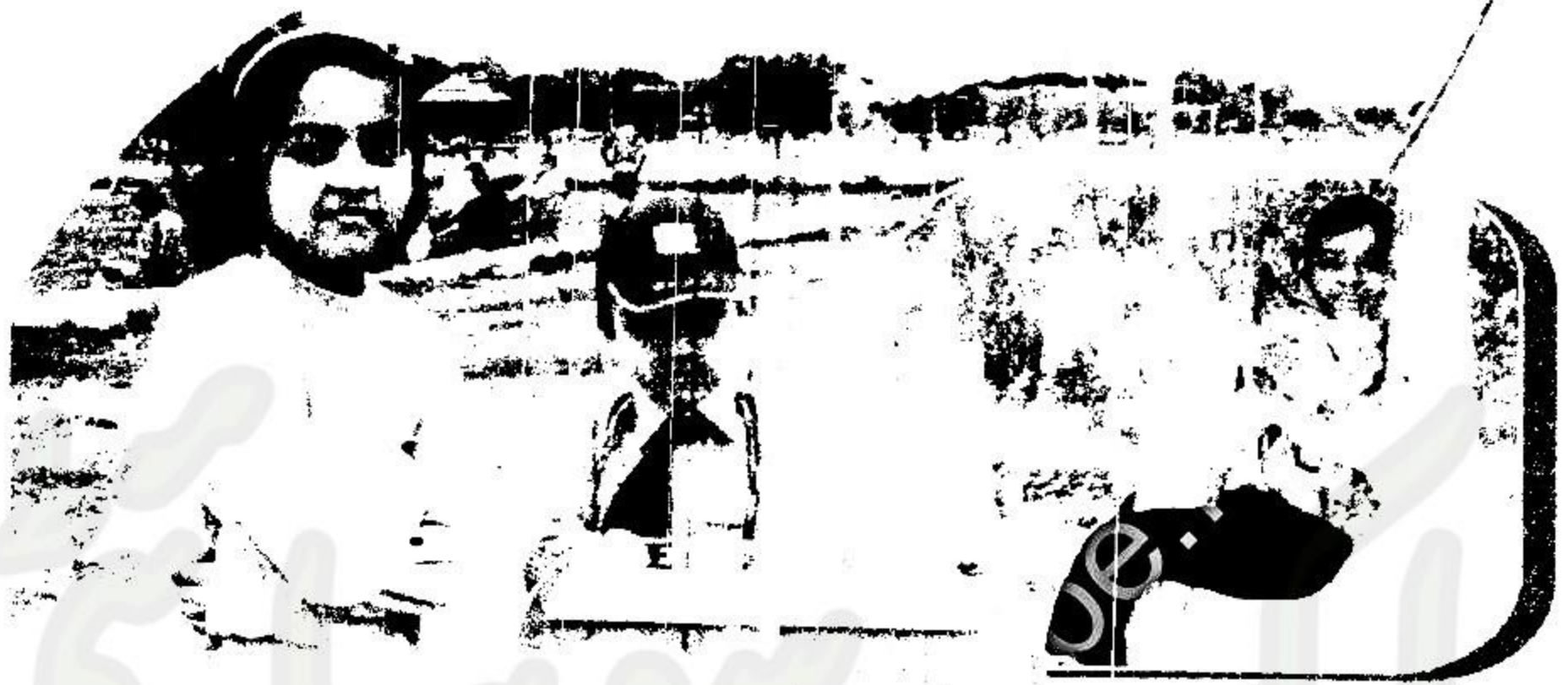
نیکی	کا	تم	کام	کرو
نیکی	کو	تم	عام	کرو
اچھے	کو	تم	اچھا	جانو
بات	بڑوں	کی	ہر دم	مالو
محنت	سے	تم	نام	کھاؤ
محنت	سے	تم	چلتے	جاؤ
ہر	سو	بچو	پھول	کھلیں
ہر	سو	پھر	تو	پھول
جو	بھی	ایسا	کرنا	جائے
اپنا	کام	بھرتا		جائے
سیدھے	رستے	چلتے		جاؤ
اچھے	تم	بھی	منزل	پاؤ

شہر یار احمد گوجرانوالہ



بازی لے گئے بچے

موت سے کچھ ایسے ٹکرائے، بازی لے گئے بچے
قوم کو اک مرکز پر لائے، بازی لے گئے بچے
موت سے کچھ ایسے ٹکرائے، بازی لے گئے بچے
.....
کاپی، قلم، کتاب اٹھائے، سب اسکول گئے تھے
اپنی اپنی خوشبو لے کر سارے پھول گئے تھے
کفن میں لپٹے واپس آئے، بازی لے گئے بچے
موت سے کچھ ایسے ٹکرائے، بازی لے گئے بچے
.....
اپنے اپنے خواب لیے سب قبروں میں جاسوئے
اب کے ایسی چوٹ لگی ہے پتھر دل بھی روئے
بے موسم برساتیں لائے، بازی لے گئے بچے
موت سے کچھ ایسے ٹکرائے، بازی لے گئے بچے
.....
ہم میں نہیں ہیں لیکن اپنے ساتھ ہمیشہ ہوں گے
اپنے ہاتھ میں، ننھے ننھے ہاتھ ہمیشہ ہوں گے
مگر کبھی زندہ کھلائے، بازی لے گئے بچے
موت سے کچھ ایسے ٹکرائے، بازی لے گئے بچے



ندیا: ہم قاہرہ کے پاکستان انٹرنیشنل اسکول میں داخل ہو گئے تھے اور تین سال تک ہم اسی ادارے میں زیر تعلیم رہے۔
بھول: اپنے اسکول کے بارے میں کچھ بتائیں؟
سروش: میں نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز ہی وہاں سے کیا اس لیے کہ جب ہم قاہرہ گئے تو اس وقت میری عمر چار سال تھی اور میں پہلی بار جس اسکول میں داخل ہوا وہ بھی پاکستان انٹرنیشنل اسکول تھا۔



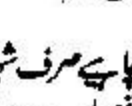
کم عمر ترین سفر نامہ نگاروں ندیا اور سروش سے ملاقات

ندیا: میں جب قاہرہ گئی تو وہاں پر پپ کلاس میں داخل ہوئی۔ پپ دن اور نو کی عمل تعلیم وہاں حاصل کی تیسری جماعت میں پڑھ رہی تھی جب ہم پاکستان واپس آ گئے۔
بھول: آپ جب واپس واپس آئے تو کس جماعت میں تھے؟
سروش: میں نے وہاں نوڈر کے جی، پپ اور ون تک تعلیم حاصل کی۔
بھول: جب آپ یہاں آئے تو کیا فرق محسوس ہوا؟
سروش: بہت فرق محسوس ہوا وہاں میں کلاس ون میں جو کچھ پڑھ رہا تھا وہ یہاں آ کر تیسری جماعت میں پڑھا اسی سے آپ فرق کا اندازہ لگا سکتے ہیں اس کے علاوہ پڑھانے کے طریقے میں بھی بہت فرق محسوس ہوا۔
بھول: کیا فرق محسوس ہوا؟
سروش: یہاں اسکول کے بچے ہمارے ساتھ پڑھتے تھے۔

بھول: آپ کو یہ کتاب لکھنے کا خیال کیسے آیا؟
ندیا: پاکستان آنے کے بعد اسکول میں دوست ہم سے مصر کے بارے میں بہت سوالات کیا کرتے تھے جن کے جواب دیتے ہوئے ہمیں اپنی یادیں محفوظ کرنے کا خیال آیا۔
سروش: میں نے جو پہلی کتاب پڑھی وہ میرے بابا کا لکھا ہوا ایک سفر نامہ تھا اس نے مجھے ترغیب دی کہ ہم بھی ایسی کوئی کتاب لکھیں۔
بھول: آپ مصر کس سلسلے میں گئے تھے؟
سروش: مصر میں دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی جامعہ الازہر ہے اس میں پاکستان جبر پر ہمارے ابو خازر ہوئے تو ہم ان کے ساتھ مصر گئے اور وہاں رہے۔
بھول: آپ مصر میں کتنے سال رہے؟
ندیا: ہم مصر تین سال مقیم رہے۔
بھول: اس دوران میں آپ کی تعلیم کا کیا سلسلہ رہا؟

پھول بچے بڑے بڑے مصنفوں اور دانش وران کی کہانیاں پڑھتے ہیں اور ہم ان کے لیے ہر ماہ بڑی شخصیات سے انٹوگراف بھی لیتے ہیں جن میں ان کے نام کوئی خاص پیغام ہوتا ہے لیکن اس بار ہم آپ کی ملاقات دواپس پھولوں سے کروا رہے ہیں جنہوں نے پرائمری اسکول کی طالب علمی کے زمانے میں ایک کتاب لکھ کر سب کو حیران کر دیا ہے۔ اس کتاب میں نہ تو جنوں پریوں کی کہانیاں ہیں نہ ہی کوئی فرضی قصہ بلکہ یہ تو دو نئے نئے بچوں کے طبی سفر کی روداد ہے، انہوں نے نہ صرف ہمارے دوست اسلامی ملک مصر کی سیر کی ہے بلکہ اس کتاب کی صورت میں ہمیں بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور وہاں کی ایک ایک جگہ کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم مصری میں پھر رہے ہیں اور فرعون کی مٹی، اہرام مصر، اسکندریہ اور مصر کے دوسرے تاریخی مقامات ہمارے سامنے ہی واقع ہیں Egyptian Times A view from the Nile river کے نام سے یہ حیران کر دینے والا سفر نامہ حال ہی میں شائع ہوا ہے اس سے بھی زیادہ حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ سروش چوٹی اور ندیا چوٹی جماعت کے طالب علم ہیں اور نینب انہوں نے یہ کتاب لکھی تو ابھی وہ دوسری اور چوٹی جماعتوں میں پڑھ رہے تھے۔ آئیے اس کے نئے مصنفین ندیا اور سروش سے ملتے ہیں اور ان سے ان کے سفر اور اس کتاب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

تائیں گے؟



پنے قلم سے دنیا

ہا کہ ہم نے ک

ایڈیٹر بنادیا جا۔

عقلمیں ادب سے
سے دوسرے

نے پھول کو بہت

س طرح پھول



مروث: جی نہ صرف اسکندریہ بلکہ غردہ جسے عام لوگ ہرگدہ کہتے ہیں، پورٹ سعید، پورٹ فووا،

بھول: اسکندریہ میں کیا دیکھا؟
سروش: دونا کی قدیم ترن لائبریری مکتبہ

الاسکندریہ دیکھی، منترہ دیکھا جس میں مصر کا
شاہ فاروق رہتا تھا، اسکندریہ کا قلعہ، امام بصریؒ کی

جنہوں نے قصیدہ بردہ لکھا ان کا مزار بھی اسکندریہ میں ہے ہم اس پر بھی حاضر ہوئے۔

بھول: سنا ہے وہاں فرعون کی لاش بھی ہے۔

یہی سلسلے میں بھی ہمارے کام آیا

... ..

سروش: حضرت موسیٰ کے زمانے کے فرعون کا نام تھا۔ فرعون اور کراٹھ اور مہاراجا اور سر تھا اور اس

...

ندیا: مجھے اپنی امیر کن، برطانوی اور مصری نیچرز پسند تھیں۔
ان میں مس جیہان کے ساتھ تو میرا اب تک رابطہ

ہے مگر چاہ وہ پاکستان انٹرنیشنل اسکول میں نہیں ہیں۔
بھول: اور آپ نے قاہرہ میں کیا دیکھا؟

ندیا: ہم نے صرف قاہرہ ہی میں نہیں بلکہ مصر کے اکثر شہروں میں واقع اہم ترین تاریخی مقامات کی سیر کی خاص طور پر اپر

اچھٹ Upper Egypt جو تاریخی اعتبار سے مصر کا قدیم ترین حصہ ہے کی بھی سیر کی لکسر اور اسوان تک بھی گئے۔

ہزاروں سال پرانے مکمل، جسمے، ہادی الملوک وغیرہ سب

2015/5/20

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

کی حالت میں ماری پور کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم کر کے بتایا کہ ”طیارہ ہائی جیک ہو گیا ہے“ کنٹرول ٹاور ”قابو پا لو اور طیارے کو انخواہ ہونے سے بچاؤ“۔

پائلٹ آفیسر ”ہائی جیک“ کنٹرول ٹاور ”ہائی جیک کون ہے“۔ پائلٹ ”میں تیارے کو دشمن کے ہاتھوں نہیں جانے دوں گا تم انسٹرکٹر کے ساتھیوں کا پتہ کرو“ یہ وہ گفتگو تھیں جو پائلٹ آفیسر راشد منہاس اور کنٹرول ٹاور کے درمیان ہوئی۔

پائلٹ آفیسر راشد منہاس اور بنگالی انسٹرکٹر کے درمیان تقریباً پانچ منٹ تک مکالمہ جاری رہی لیکن جب پائلٹ آفیسر راشد منہاس نے یہ محسوس کیا کہ بنگالی انسٹرکٹر غدار کی موجودگی میں طیارہ پر قابو پانا مشکل ہو گیا تھا تو اس وقت پائلٹ آفیسر راشد منہاس نے یہ فیصلہ کیا کہ ”ہمیں ہمیشہ زندہ نہیں رہنا اس لیے اپنی جان اپنے پیارے وطن پر قربان کر دیں یہی احسن فریضہ ہے“ انڈین سرحد سے 32 میل پیچھے ٹھٹھہ کے مقام پر اپنی جان کو ارض پاک کیلئے قربان کرتے ہوئے طیارہ رُخ زمین کی طرف موڑ دیا اور اس طرح تیارہ تباہ ہو گیا اور اس طرح پائلٹ آفیسر راشد منہاس نے جام شہادت نوش کیا اور اس عظیم کارنامے کے صلے میں پائلٹ آفیسر راشد منہاس کو سب سے بڑے فوجی اعزاز (نشان حیدر) سے نوازا گیا اور اس طرح یہ اعزاز حاصل کرنے والے پہلے کم عمر پاکستانی بن گئے جبکہ اس حادثے میں بنگالی انسٹرکٹر فلامیٹ لیفٹیننٹ مطیع الرحمن (غدار) بھی ہلاک ہو گیا اور وطن کے قیمتی راز دشمن تک نہ پہنچ سکے۔

آج بھی پاکستان کو پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید (نشان حیدر) جیسے بہادر، نیک، محنتی اور جانباز نوجوانوں کی اشد ضرورت ہے کیونکہ پاکستان صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے مگر بیرونی طاقتیں مختلف سازشوں کے ذریعے اس خطہ پاک کو نقصان پہنچانے میں لگی ہیں اور موجودہ مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ اس وقت ملک کو



پاکستان کی دھرتی ایک ایسی دھرتی جس کی مٹی سے اُڑ کوئی آواز اُٹھی تو وہ پُر اثر ثابت ہوئی۔ اگر کسی تحریک نے جنم لیا تو وہ انقلاب میں بدل گئی کیونکہ اس کی مٹی روزِ اوّل سے ہی ایسے سپوت پیدا کرتی آ رہی ہے جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے وہ جو ہر دیکھائے جو پوری دنیا میں پاکستان کی شہرت کا باعث بنے۔ اُن میں سے ایک قائل خیر فرزند پاکستان ایئر فورس کا جانباز پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید (نشان حیدر) بھی تھا۔

پائلٹ آفیسر راشد منہاس 17 فروری 1951ء کو کراچی کے ایک مقامی ایئر فورس ہسپتال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام عبدالحمید منہاس جبکہ والدہ کا نام رشیدہ منہاس تھا۔ آپ کا تعلق راجپوت گھرانے سے تھا جو ریاست جموں

راشد منہاس شہید (نشان حیدر)

جذباتی وابستگی حد سے زیادہ تھی اس کے علاوہ تایا جان عبدالرشید منہاس نے اُس کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ 1965ء کی جنگ نے پائلٹ آفیسر راشد منہاس کے اس شوق کو مزید تقویت دی اور اس حوالے سے وہ اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں ”ہمیں ہمیشہ زندہ نہیں رہنا اس لیے اپنی جان اپنے پیارے وطن پر قربان کر دیں یہی احسن فریضہ ہے“۔

20 اگست 1971ء کو پائلٹ آفیسر راشد منہاس 33-اے ٹرینر جیٹ طیارہ کی تیسری تہا پرواز کیلئے سوار ہوئے کہ

دشمن سے نکل ہو کر ہندوستان کے مقام ضلع گرداس پور پر مقیم ہوا اور پھر پاکستان بننے کے بعد ہجرت کر کے ضلع سیالکوٹ کے نواحی قصبہ قلعہ سوبھا سنگھ آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ کے والد چونکہ ٹھیکدار تھے اس لیے ملازمت کے سلسلہ میں کراچی، راولپنڈی اور لاہور کے علاوہ مختلف شہروں میں تعیناتی رہی۔

پائلٹ آفیسر راشد منہاس کا زیادہ بچپن لاہور میں گزرا جبکہ اپنی ابتدائی تعلیم سینٹ میری سکول راولپنڈی سے حاصل کی اور بعد ازاں گھر والوں کے ساتھ کراچی چلے گئے اور O.A لیول کراچی سے کیا۔ 31 اگست 1968ء کو پاکستان ایئر فورس کے سکول رسالپور داخلہ لیا اور وہاں سے ایئر فورس اکیڈمی کے طالب علم کی حیثیت سے پشاور یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔ سی ملٹری سٹری، الیکٹرونکس، موسمیات اور جہاز رانی میں کی۔ اس کے بعد ایئر فورس کی مزید تربیت کیلئے 13 مارچ 1971ء کو پاکستان ایئر فورس کے (GD(P) 51st کورس میں داخلہ لیا اور 15 اگست 1971ء کو اپنی تربیت مکمل کر کے پائلٹ آفیسر بن گئے۔

پائلٹ آفیسر راشد منہاس کو بچپن سے ہی ہوائی جہازوں کے مختلف ماڈل جمع کرنے کا جنون تھا اور اس جنون کی تکمیل کیلئے وہ اپنے جیب خرچ سے ہوائی جہاز خریدتے تھے۔ پاکستان سے محبت اور دفاع کے جذبے سے سرشار وہ اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں ”آج میں دل سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ دفاع کے تینوں شعبوں بری، بحری اور فضا میں سے کسی ایک میں جاؤں گا“۔ کیونکہ خاندان کے اکثر افراد پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج میں شامل تھے اور خاص طور پر اُس کی اپنے ماموں و جگ کمانڈر مسیحہ سے

انہوں نے غدار انسٹرکٹر کو طیارہ اور ملکی راز بھارت میں لے جانے دیے

ان کی خدمات پر انہیں نشان حیدر سے نوازا گیا

دہشت گردی کا درعیش ہے جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس کی زندہ مثال 16 دسمبر 2014 کو پشاور میں پیش آنے والا دہشت گردی کا سانحہ ہے۔ جب دہشت گردوں نے بزدلی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے آرمی پبلک سکول و کالج کینٹ پشاور میں پھول سے بچوں اور اساتذہ کو گولیوں اور دھماکوں کے ساتھ حملہ کر کے انسانی خون کی ہولی کھیل کر قیامت صغریٰ برپا کرتے ہوئے وحشیانہ انسانیت، دشمنی، ظلم و بربریت اور سفاکیت کی ایسی انتہاء کر دی جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ کیا یہ مذہب، انسانیت، محبت، رحمت اور شفقت کا نقل نہیں ہے؟ جبکہ اُن پھول سے بچوں کا کسی مذہبی فرقے، سیاسی جماعتوں اور گروہوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اچانک بنگالی انسٹرکٹر فلامیٹ لیفٹیننٹ مطیع الرحمن (غدار) خطرے کا گھنٹل دے کر کاک پٹ میں داخل ہو گیا اور پائلٹ آفیسر راشد منہاس کو طیارہ اٹھایا لے جانے کو کہا تو پائلٹ آفیسر راشد منہاس نے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی اثناء بنگالی انسٹرکٹر فلامیٹ لیفٹیننٹ مطیع الرحمن (غدار) نے کلوروفارم والا رومال نکال کر پائلٹ آفیسر راشد منہاس کے ناک پر رکھ کر بیہوش کر دیا اور طیارہ کا رُخ اٹلیا کی سرحد کی طرف موڑ کر وائرلیس کے ذریعے اپنے ساتھی کو پیغام دیا کہ ”میری فیملی کو انڈین ہائی کمیشن چھوڑ دو“ کیونکہ وہ پاکستان کے متعلق کچھ اہم دستاویز اور طیارہ اٹھایا لے جانا چاہتا تھا۔ اتنے میں پائلٹ آفیسر راشد منہاس نے غنودگی



جو سارے ایشیا کی فضا کو تلخا روئے (احمد ندیم قاسمی)

میرے وطن کو اب ایسی بہار دے

میں دیئے اور بولے۔ بیٹا! صحافی تو کبھی ہوتا ہے۔ اور کسی کی مدد کرنا بڑے درجے کا کام ہوتا ہے۔ میں جب کسی کی مدد کرتی ہوں تو مجھے ابوجی یاد آ جاتے ہیں۔ وہ قلیل آمدنی والے کشادہ دل انسان تھے، اور ٹائم لگا کر بھی دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ میرے ابوجی ایک ایماندار صحافی تھے، کوئی نہ انہیں خرید سکا تھا اور نہ جھکا سکا تھا۔

باہر انگلینڈ محنت کرنے والے صحافی کی گھریلو زندگی بالکل مختلف تھی۔ چھٹی والے دن میز پر حسب معمول جرائد، اخبارات کا ڈھیر ہوتا اور ان کے بستر پر ہمارا قبضہ، ٹی وی دیکھتے ہوئے، خبریں سنتے ہوئے ہماری طرف بھی متوجہ رہتا اور مسلسل مسکراتے رہتا ان کی عادت تھی۔ میں جب اپنا جائزہ لیتی ہوں تو بہت سی ایسی باتیں یاد آتی ہیں جو وہ ہمیں اسی وقت، انہی لحاظ میں سکھاتے تھے، مثلاً پہلے کام اور پھر آرام، یا سارے دن میں کیا، کیا، یا پھر

میرے ابوجی، صحافت کے شعبے سے وابستہ تھے، ٹڈر سبے پاک، جرائد اور دیانت دار صحافی تھے جن کا نام حشمت وفاق تھا، اور جو اپنے پیٹے سے وفاداری نبھاتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔ لیکن اپنے اٹاٹوں کی صورت میں ہم بہن بھائیوں کے لئے ہماری امی کے سوا اپنی ٹیک نامی اور خالی اکاؤنٹ چھوڑ کر گئے۔ لوگوں نے ان کی رخصتی پر آنسو بہائے، انہیں یاد کیا، انہوں نے اپنے منصب پر فائز رہے ہوئے جس طرح



ایک نیک انسانیت کا خزانہ عقیدت

راحت وفاق

وہ دس جنوری 1979ء کی سرد ٹھنڈی ہوئی رات تھی، جب ہمارے دروازے پر دستک ہوئی اور ہمیں دستک دینے والوں نے بتایا کہ ہم بنا چھت کے گھر میں رہ گئے ہیں، ہماری چھت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالی ہے۔ ہمیں اس وقت اندازہ نہیں تھا کہ گھر بنا چھت کے کیسے ہوتے ہیں؟ یہ ہمیں ہر گزرتے دن کے بعد بتا چلا رہا۔ جب تیز و تند ہوائیں ہمارے محن نما گھر میں گھس کر شورش مچا تیں تو ہم کمزور دل ناتواں بہن بھائی، ماں کی آغوش میں چھپ کر خود کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتے، ہمیں بخوبی اندازہ ہو گیا کہ اگر گھر کی چھت نہ رہے تو ہر پریشانی ہر مصیبت براہ راست گھر میں داخل ہو کر چاہی مچاتی ہے۔ ہمیں ان سے کیسے لڑنا ہے؟ کیسے محفوظ رہنا ہے یہ ہمیں ابوجی یادوں نے بتایا، ہمیں جینے کا حوصلہ ملا۔ وہ کہتے تھے کہ مشکل کا مقابلہ مسکرا کر کرتے ہیں، ان کی روشن پیشانی پر ہم نے کبھی کسی مشکل اور مصائب کی پرچھائیں تک نہیں دیکھی تھی، سو ہم نے ان سے یہی سیکھا کہ انسان وہی طاقتور ہوتا ہے جو ہمت سے کر ہر پریشانی کو بھگا دے۔

فرمائشیں پوچھنا اور یہ سبق بھی دے دینا، بیٹا! یہ سب چیزیں ضروری ہوتی ہیں، لیکن انسان کا ہونا سب سے ضروری ہے، چیزوں سے نہیں انسانوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی یہ بھی سمجھا دینا کہ ہر اچھے شوق کی کوئی نہ کوئی منزل ضرور ہوتی ہے۔ ایسا بات مجھ پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی، جرائد و اخبارات اور بک شیفٹ

لوگوں کی خدمت کی وہ ہمارے راستے کے لئے روشن آفتاب بن گئی، ہمیں ان کی بوٹی ہوئی نیکیاں نقد اور فصل کی طرح مل گئیں۔ انہوں نے ہمیں سبق سکھایا تھا کہ دروازے پر کوئی طعنے آئے یا کچھ مدد چاہے دونوں صورتوں میں ہمیں اپنا آپ بھول کر لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔



راحت وفاق معروف ادیبہ ہیں۔ ان کے 4 ناول اور افسانوں کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہیں۔ ریڈیو کے لیے کالم، ڈرامے اور فچر بھی لکھتی ہیں۔ 2002ء سے روزنامہ ”نوائے وقت“ ملتان میں کالم لکھ رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے مرحوم والد معروف صحافی حشمت وفاق کو خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ان کی یادیں تازہ کی ہیں جو نذر قارئین ہیں۔

میں رکھی کتابوں سے کھیلتے کھیلتے شوق نے لکھاری کی منزل پر پہنچا دیا۔ مجھ سے اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ آپ کو لکھنے کا شوق کب اور کیسے ہوا؟ تو مجھے اپنے ابو۔ ان کی کتابیں، ان کی وجہ سے آنے والے اخبارات، رسائل یاد آتے ہیں، جو ہم دیکھتے بھی تھے، جن سے کھیلتے بھی تھے اور انہی سے امی کے ہاتھوں پٹائی بھی ہوتی تھی۔ اسی عمل میں کچھ لکھنے لگی اور پھر وہ چلے گئے مگر اپنا

مجھے یاد ہے آج تک کہ ایک مرتبہ ہماری گلی میں بارش کا گھٹنوں گھٹنوں پانی کھڑا تھا، اور رات کا ایک بج رہا تھا تب کسی مسافر کی گاڑی اس پانی میں پھنس گئی، ہمارے ابوجی باہر آوازیں کر گرم لحاف سے نکلے اور دروازہ کھول کر اصل صورتحال دیکھتے ہی ان کی مدد کرنے کے لئے ٹھنڈے پانی میں اتر کر گاڑی کو دھکا لگانے لگے۔ میں نے ابوجی سے کہا کہ آپ صحافی ہیں کوئی لوکر نہیں۔ وہ





کھنا پڑھنا میرے اندر چھوڑ گئے وہ خود ادیب تھے، ڈرامہ نگار تھے، میرے شوق نے مجھے ابو کے قدموں پر چلایا۔ میں نے بھی ڈرامے لکھنے شروع کیے۔ اب تک جب بھی لکھتی ہوں تو وہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کے میری پشت پر کھڑے ہوتے ہیں، مجھے حوصلہ ملتا ہے وہ توانائی ملتی ہے جو مجھے اس ہنگامہ خیز دنیا میں قوت دیتی ہے۔ ہم شاید ایک قدم بھی نہ اٹھا سکیں اگر ماں باپ کی دعائیں ہمارے ساتھ نہ ہوں، مجھے ہر قدم پر ہر موقع پر اپنے والدین یاد آتے ہیں۔ جب اتوار کو دوپہر کا کھانا تیار ہوتا ہے تو میں باورچی خانے میں انہیں دیکھتی ہوں ہر اتوار کو دوپہر کا کھانا ہمارے لئے ابو جی بناتے تھے، بہت الوکھا، بہت خالص اپنی محبت کی طرح خالص اور پھر لقمہ لقمہ ہمیں کھلاتا..... سادہ زندگی بسر کرنا اور سادگی کی تعلیم دینا اُن کی عادت تھی۔ وہ دولت سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ کسی کے کردار اور طعطر ارق سے نہ متاثر ہوتے تھے اور نہ متاثر ہونے دیتے تھے۔ یہ خوبی بھی ہم بہن بھائیوں میں موجود ہے سب کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھنا اور بڑھ بڑھ کر مہمان نوازی کرنا انہیں پسند تھا۔ کبھی کسی مہمان کو دیکھ کر پیشانی شکن آلود نہ کرتے۔ ایسی بے شمار خوبیاں مرے ابو میں تھیں یقیناً ہر ایک کے ابو میں بے شمار خوبیاں ہوتی ہیں، کیونکہ محبت کی چاشنی میں گندہ حایہ رشتہ بہت پیارا اور عظیم ہوتا ہے۔ اس پر ہمیشہ عروج رہتا ہے اسے کبھی زوال نہیں آتا۔ میرے ابو کہتے تھے کہ ”رشتوں میں کبھی ملاوٹ نہیں کرتے، اگر رتی برابر ملاوٹ ہو جائے تو رشتے نہیں رہتے صرف شناسائی باقی رہ جاتی ہے۔“ اسی لئے انہوں نے رشتوں کو کبھی پامال نہیں کیا۔ اپنے قلم کی حرمت سے رشتوں کو آجالا، لوگوں کو صحافت کے تقدس سے آشنا کیا۔ نہ اُن کی پیشہ دارانہ ذمہ داری میں کوئی کمی رہی اور نہ اُن کے پوری رویوں میں کوئی کمی اور کوتاہی رہی، وہ حرف وفا کی حشمت تھے دریا تھے، سمندر میں اتر گئے۔ وہ نہیں ہیں لیکن پھر بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم میں سانس لیتے ہیں۔ ہمارے اندر زندہ ہیں۔ کیا کبھی وفا بھی مرنے ہے۔ کبھی وفا کی جھلک بھی اپنا اثر کھوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں، وہ اپنے چاہنے والوں کی یادداشتوں میں جاوید تھے اور ہمیشہ حیات رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

اللہ ہمارے پیارے ابو جی پر اپنا خاص کرم اور فضل رکھے، مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

معمول کے مطابق ڈاک سامنے آئی تو ارم شائستہ کا نام بھی نظر سے گزرا۔ ایک صفحے کی تحریر تھی۔ نام عنوان کی جگہ لکھا تھا۔ سوچا عنوان نہیں لکھا، اپنا نام لکھ دیا۔ عنوان لکھنے کیلئے تحریر پڑھنی شروع کی تو پریشانی شروع ہو گئی۔ فوراً صفحے کے آخر پر دیکھا تو نیچے نام زرناش شائستہ لکھا ہوا تھا۔ جب سمجھ آئی کہ ارم شائستہ تحریر کا عنوان لکھنا نہیں بھولی آج خود ایک دہی کر دینے والی تحریر کا عنوان بن گئی ہیں۔ ارم شائستہ باقاعدگی سے ”پھول“ کے لئے خط اور تحریر بھجواتی تھیں۔ کچھ عرصہ قبل ہی ایک خط میں انہوں نے اپنی بیماری کا ذکر کیا تھا۔ تمام پھول ساتھی اس کے لئے دعا گو تھے۔ لیکن تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ وہ بڑی ہمت سے اپنی بیماری کا مقابلہ کرتے ہوئے رحمن و رحیم رب کے پاس چلی گئیں۔ یقیناً ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سامنے میں ہوں گی لیکن وہ اپنے گھر والوں اور عزیز واقارب کو اداس کر گئی ہیں۔ ہم ان کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہیں۔ تمام پھول ساتھیوں کی دعائیں انہیں فرحت بخشش کی۔ ذیل میں ان کی بہن کی تحریر پیش کی جا رہی ہے۔ (مدیر)

زرناش شائستہ

زندگی میں کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں جن کی زندگی چراغ کی مانند ہوتی ہے جو خود جل کر بھی دوسروں کو روشنی دیتا ہے۔ جو خود تکالیف اٹھا کر بھی دوسروں کی فلاح اور بھلائی کے لئے کام کرتے ہیں جن کے قلم کی روشنائی کئی ذہنوں کے بند در پیچے کھولنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ جن کی زندگی خود توان مکت تکالیف کا

ارم شائستہ

اوقات اچھے گھرے الفاظ کھتیں کہ ذہن سوچنے پر مجبور ہو جاتا لیکن میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا کہ ہماری شفیق بہن، سب کا خیال رکھنے والی ہمدرد، مہمان نواز اچانک 15 دسمبر 2014ء کو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گی۔ جو خوش اخلاق اتنی تھیں کہ جو ایک بار ملتا دوبارہ ملنے کی تمنا کرتا۔ اب ایسی خوش اخلاقی اور شفقت کہاں سے ملے گی ہمیں۔ اتنا پیار شاید اب ہمیں کبھی نہ مل پائے۔ اپنی زندگی کے ساڑھے گیارہ سال انتہائی تکلیف میں گزارنے کے بعد آج ہمیں اکیلا کر جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری بہن کی مغفرت فرمائے اور میری بہن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں (آمین)

بچپن کے مل ساتھ گزارے ہم نے جوانی بھی اکٹھی گزاری ہم نے سوچا نہ تھا جدائی کا ہم نے اچانک اس بے وفائی کا ہم نے

پیش مجموعہ ہوتی ہے۔ لیکن ان کا علم لوگوں کے لئے مشعل راہ بن جاتا ہے۔ ایسے انسان خدا کا ایک نایاب تحفہ ہوتے ہیں لیکن اگر یہ قیمتی تحفہ ایک بہن کی صورت میں ہو تو وہ اور بھی نایاب ہو جاتا ہے۔ جبے میرے لئے میری بہن ارم شائستہ۔ جن کی زندگی تو تکلیفوں میں گزری۔ انہیں برس کی تھیں جب تین ماہ مسلسل درد سے ٹائیفائیڈ ہو گیا۔ کچھ دن بعد گردن توڑ بخار نے قومہ میں پہنچا دیا۔ جسم ساکن ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے دنیا جہاں سے بے گانی ہو گئی ہیں۔ چھبیس روز بعد قومہ سے ہوش آیا تو یادداشت کھو بیٹھیں۔ بروقت علاج سے کچھ عرصہ میں یادداشت واپس آ گئی لیکن چلنے پھرنے سے قاصر ہو گئیں۔ قوت سماعت کم ہو گئی۔ کہتے ہیں خوشی کے بل آسانی سے گزر جاتے ہیں۔ لیکن تکلیف کے نہیں کھتے۔ لیکن میری بہن نے نہ صرف ہمت سے یہ تکلیف کے بل کاٹے بلکہ اپنی زندگی کو دوسروں کے لئے نمونہ بنایا۔ اپنے علم کا دائرہ





جو سارا ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی)



پچھلیاں

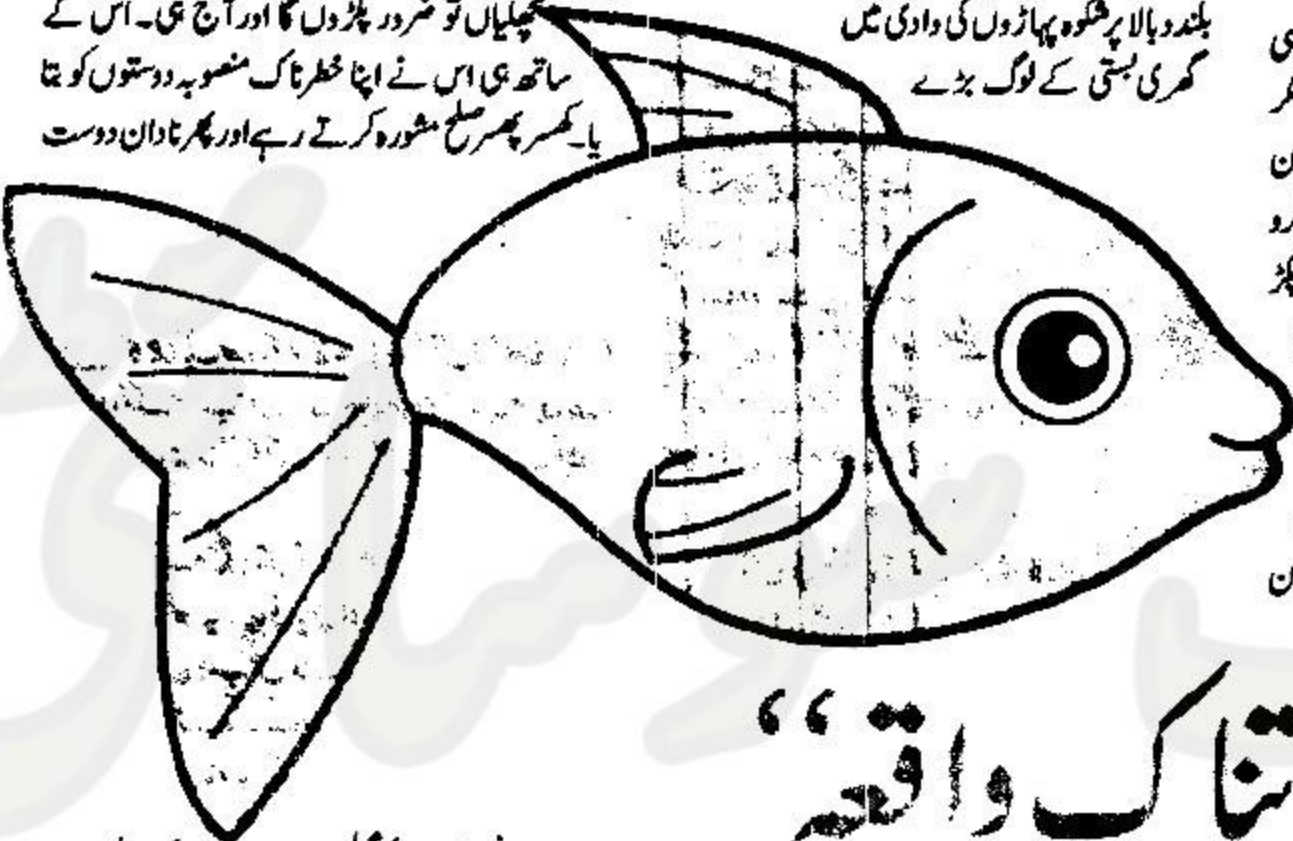
پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی جو دیکھنے والوں کو تحیر کر دیتی یہاں کبھی کبھار ہی کوئی آتا ورنہ یہ جگہ ویران و سناں راستوں سے پر تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نزہت کا بھائی اور کزن ادھر سے گزرے پانی میں مچھلیاں دیکھ کر وہیں رک گئے اور مچھلیاں پکڑنے کی تدبیر سوچنے لگے۔ رشد نے کہا کہ مچھلیاں تو ضرور پکڑوں گا اور آج ہی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا خطرناک منصوبہ دوستوں کو بتا دیا۔ کھسک پھر صلح مشورہ کرتے رہے اور پھر نادان دوست

پر خوبصورت کھوپیاں بنی ہوئی ہیں جو پہاڑوں کے درمیان بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔ جن کے زیادہ تر مکین بیرون ملک رہتے ہیں مگر اپنے آبائی علاقے میں خاندان کی امارت کا رعب جتانے کے لیے گھر قمبر کیے ہوئے ہیں کبھی کبھار وطن واپس آ کر یہاں مچھلیاں گزارتے سیر و تفریح کرتے اور واپس چلے جاتے ہیں بلند وبالا پر شکوہ پہاڑوں کی دادی میں گھری بستی کے لوگ بڑے

ارم شائستہ کی آخری تحریر۔ جوانوں نے اپنی وفات سے چند روز قبل ”پھول“ کے لئے لکھی

کئی دنوں سے مچھلی کھانے کو دل کر رہا تھا۔ سردیوں کا وہ دربالا ہو جاتا ہے جب گرم گرم فراخی نش سے تواضع ہو مچھلی کے جٹ پٹے کھانوں کی ترکیبیں رالیں نکال رہی تھیں یا یوں کہہ لیں ”بلی کو چھچھروں کے خواب.....“ مگر مچھلی نڈارد۔ ابوجان کے دلا سے در لارے کہ کسی دن تازہ مچھلی والا دکھائی دیا تو لپٹا آؤں گا نہیں تو جو صبر کرو صبر بڑی چیز ہے۔ صبر تو نہیں ہوتا کہیں سے مچھلی پکڑ لائیں۔ ہم نے بھی ابوجو صاف صاف بتا دیا کہ ہمارا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اور اگر جلد یا بدیر مچھلی نہ کھائی تو پھر..... ابوجا نہیں اور ڈاکٹر..... ہماری دھمکی کام کر گئی۔ شام کو ہی مچھلی لے آئے۔ خدا کی قدرت، کے کیا کہنے کہ مچھلیوں کو ہماری خوراک بنا دیا..... سبحان اللہ سبحان اللہ۔



”ایک عبرتناک واقعہ“

اس شیطانی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار ہو گئے۔ نتائج سے بے پرواہ نڈر جوان نہایت پر جوش تھے پانی میں کرنٹ چھوڑ کر مچھلیاں پکڑنے کا آئیڈیا ارشد نے دیا تھا اور اسی نے سارا بندوبست کیا جلدی جلدی بجلی کی تاریں لے کر آیا۔ گرڈ سٹیشن سے کنڈا لگایا اور پانی میں کرنٹ چھوڑ دیا مچھلیاں تڑپ تڑپ کر بے جان پانی پر حیرنے لگیں اس نے سوچ آف کیا تار لگالی اور دوست مچھلیاں اکٹھی کرنے لگے۔ وہ بہت خوش تھے کہ اتنی ساری مچھلیاں پکڑ لیں واہ بھی ارشد کیا دماغ پایا ہے ہمیں تو یقین ہی نہیں تھا کہ ایسا منصوبہ کامیاب بھی ہو سکتا ہے؟ ارشد خوشی سے بولا اور زور زور سے ہنسنے لگا۔ کافی زیادہ مچھلیاں پکڑ لیں تھیں دوست کہنے لگے بس کرتے ہیں۔ ارشد بعد کہ آخری بار پکڑ لوں۔ اب آخری بار کی نیت سے تار پانی میں رکھ کر جیسے ہی وہ سوچ آف کرنے لگا تو اس کا پاؤں پھسلا اور کرنٹ والے پانی میں خود گر گیا۔ مچھلیوں کو تڑپانے والا اب خود تڑپ رہا تھا۔ قدرت نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ یہ سب اس قدر اچانک ہوا کہ دوست کنارے پر کھڑے اس کی کچھ مدد نہیں کر سکے۔ شور کی آواز سن کر گاؤں والے آئے تو جس نے بھی ارشد کو دیکھا اس کے رو گئے کھڑے ہو گئے۔ کسی نے جج کہا ہے برے کام کا برا انجام..... 11

مہمان نواز ہیں۔ لیکن اگر بھڑ جائیں تو پھر تو یہ ہی بجلی، زمینوں کی لین دین ذات برادری کے جھگڑوں میں یہ علاقہ خوف و دہشت کی علامت ہے۔

ایک عدد پر انٹری سکول گورنمنٹ کا بنا ہوا ہے جہاں بچوں کو جاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا عمارت ویران پڑی ہوئی ہے۔ گاؤں کے بچے شہر پڑھنے کے لیے جاتے ہیں۔ مویشی پالنا بار برداری کرنا کھیتی باڑی اور زیادہ تر لوگ اندرون و بیرون ملک ملازمت کرتے ہیں۔ دیہاتی عورتیں بڑی محنتی و جفاکش ہیں جو نہ صرف گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں، مویشیوں کے چارے کا بندوبست، سبزیوں کی بوائی و کٹائی میں بھی ہاتھ بٹھاتی ہیں۔ ان کے مکین بے خوف سکون سے رہتے ہیں اونچے نیچے کچے پکے راستوں میں پہاڑوں کے درمیان چشمے سے پانی بہتی ہے گزر کر ڈیم میں جمع ہوتا اور بنجر زمینوں کو سیراب کرتا ہے۔ خالہ کے گاؤں میں ڈیم کی سیر کرنا ہمارا مشغلہ تھا بہت حرا آتا۔ چشمے کے پانی سے سپہاں اور پتھر اکٹھے کرنا سیر و تفریح کے لیے۔ یہ یہاں کی بہترین جگہ تھی دیو قامت پہاڑ جن کی سرخ مٹی نہایت زرخیز اس کے ساتھ بہتا تیز شفاف چشمے کا پانی بہتی ہے دور اس جگہ

ہم نے آج تک مچھلی کا شکار نہیں کیا اور تو اور ہمارے ابوجان نے بھی کبھی مچھلی پکڑنے کی ہمت نہیں کی۔ ایک دفعہ تریلا ڈیم دیکھنے گئے تھے۔ وہاں مچھلیاں پکڑنے کا بھی بندوبست وغیرہ تھا۔ پروگرام بنا جال پھینکا اور کرنے لگے مچھلی کا انتظار..... کافی دیر بعد جال کچھ ہماری محسوس ہوا تو پانی سے نکالنے کی تنگ و دو کرنے لگے۔ جال میں بھی کوئی طاقتور آبی مخلوق تھی اس نے زیادہ زور سے اپنی طرف کھینچا۔ ڈوبتے ڈوبتے بچے جال چھوڑ کر جان بچائی مچھلی نہ کھائی۔

بیرون اور آج کا کبھی مچھلی پکڑنے کی پھر جرات نہیں کی جس کا کام اسی کو سا جھے۔ مچھلی کے شکار سے ہمیں ایک نہایت عبرتناک واقعہ یاد آ گیا جو چند سال پہلے ہماری خالہ کے گاؤں میں رونما ہوا تھا۔ پوٹھوہار کا دل کھلانے والا شہر گوجران سے تین میل کے فاصلے پر ”ڈوگنامی ڈیم“ ہے جس کے ارد گرد پہاڑوں پر اوپر نیچے اطراف و کناف لوگوں نے نہایت قریبے وسیلے سے گھر بنائے ہوئے ہیں۔ گاؤں میں بجلی کی تو سہولت موجود ہے۔ گیس کی نہیں۔ پانی کے لیے ہر گھر میں کنواں ہے۔ یہ ٹھوسا سا گاؤں ہے پسماندہ جدید سہولتوں سے نا پید مگر کئی جگہوں





شانہ

تھنہ گا جڑ ایک عدد، آلو 2 عدد، بند گوبھی (چھوٹا سائز) 2 عدد، نمک حسب ضرورت، کالی مرچ حسب ضرورت، پیاز (درمیانہ سائز) ایک عدد، کھن یا مٹی حسب انشاء، پانی 6 پیالی۔

ایک دہی میں گا جڑ آلو دھو کر یعنی چھیلے ڈالیں اس کے ساتھ چار پیالی پانی اور نمک شامل کر کے دھیمی آگ پر ابالیں جب گل جائے تو چوہا بند کر دیں۔ گوبھی کے سونے کھڑے کر کے اسے علیحدہ ابال لیں۔ دو پیالی پانی ڈالتا ہے پیاز باریک کاٹ کر کھن یا مٹی میں سنہری کاٹ لیں۔ پیاز سنہری ہو جائے تو ابلی ہوئی بند گوبھی ڈال دیں۔ لیکن اس کا پانی نہ ڈالیں البتہ پانی پیالے میں نکال لیں گوبھی ہلکی سنہری ہو جائے تو اٹھتے ہوئے آلو اور گا جڑ بھی شامل کر دیں لیکن اس کا پانی بھی علیحدہ رکھیں۔ سرخ ہو جائیں تو چوہا بند کر دیں۔ گوبھی کا جڑ وغیرہ ٹھنڈی ہو جائیں تو مٹین میں پھینٹ لیں۔ پھینٹے ہوئے آمیزے میں گوبھی اور گا جڑ کا پانی ملا کر پانچ منٹ دھیمی آگ پر پکائیں۔ آمیزہ جھان کر پیالے میں نکال لیں۔ گرم سوپ میں پسلی ہوئی کالی مرچ چھڑک کر نوش کریں اچھائی لذتہ سوپ تیار ہوتا ہے۔

اجزاء: چکن بخنی دو لیٹر، جھیلے سو گرام (اچھے اور باریک کٹے ہوئے)، چکن سو گرام (ابلی اور باریک کٹی ہوئی)، گا جڑ شلجم، بند گوبھی، شملہ مرچ، ہری پیاز، ٹماٹر، ہری مرچیں، بیڑا سپراؤٹ (تمام سبزیاں پچاس پچاس گرام لے کر انہیں دھو کر لہائی میں باریک باریک کاٹ لیں)۔ اورک لہسن پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، چلی ساس پانچ سے چھ کھانے کے چمچ، اوجینو مو تو ایک کھانے کا چمچ، ڈال کر کچپ پانچ کھانے کے چمچ، کارن فلور تین سے چار کھانے کے چمچ (ٹھنڈے پانی میں گھول لیں)، اٹھے دو عدد، کوکنگ آئل تین کھانے کے چمچ، سویا ساس تین کھانے کے چمچ، سرکہ پانچ سے چھ کھانے کے چمچ، چینی دو کھانے کے چمچ، نمک + کالی مرچ حسب ذائقہ۔ ترکیب: دہی میں آئل گرم کر کے اورک، لہسن اور

پیسٹ کو ہلکا سا نرم کر لیں۔ چکن کی بخنی شامل کر کے ابال آتے دیں۔ ابال آنے پر تمام خشک مصالحے سویا ساس، سرکہ، چلی ساس اور کچپ ڈال کر کچھ دیر پکے دیں۔ پھر کارن فلور آہستہ آہستہ شامل کرتے جائیں اور لکڑی کے چمچ سے ہلاتے جائیں۔ گاڑھا ہونے پر اٹھے پھینٹ کر شامل کر دیں۔ تمام سبزیاں ڈالتے جائیں اور چمچ سے ہلاتے جائیں۔ آگ ہلکی کر کے دو سے چار منٹ پکے دیں۔ پھر چکن اور جھیلے شامل کر دیں۔ گرم گرم چلی ساس، سرکہ اور سویا ساس کیساتھ پیش کریں۔

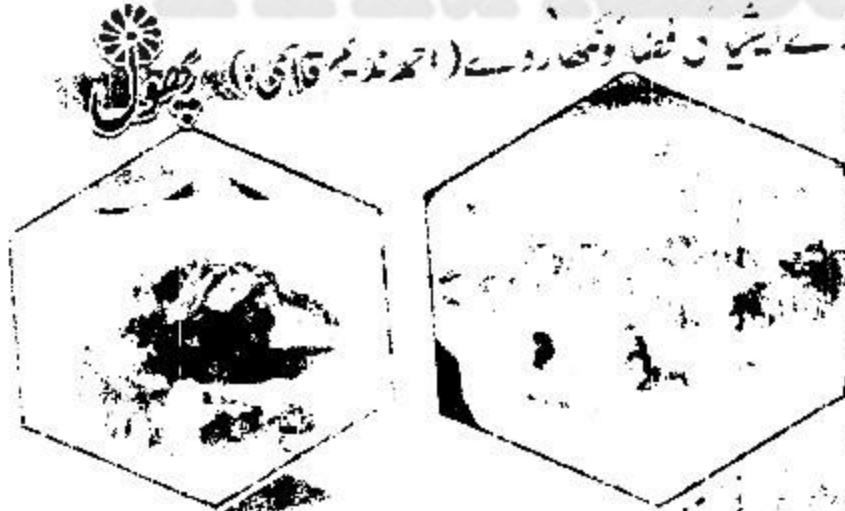
اجزاء: چکن کی بخنی 3 کپ، کریم کارن 1 کپ، ابلی چکن 1 کپ، کارن فلور 1 کھانے کا چمچ، ٹھنڈا پانی 2 کھانے کے چمچ، اٹھے کی سفیدی 2 عدد، کٹے پارسلے 2 کھانے کے چمچ۔

تھنہ ایک برتن میں 3 کپ چکن کی بخنی، 1 کپ کریم کارن اور 1 کپ ابلی چکن ڈال کر پکے کے لیے رکھ دیں۔ ابال آ جائے آگ درمیان کر دیں اور چمچ چلاتے رہیں۔ 1 کھانے کا چمچ کارن فلور کو 2 کھانے کے چمچ پانی میں گھول کر سوپ میں شامل کر دیں۔ پھر اسے 3 منٹ تک اسی طرح پکے دیں۔ الگ سے 2 عدد اٹھے کی سفیدی اچھی طرح پیسٹ کریں اور پکتے ہوئے سوپ میں ڈال دیں۔ مسلسل چمچ چلاتے رہیں۔

اب دم والی آگ پر مزید کچھ دیر پکائیں۔ آخر میں سوپ کو پیالوں میں ڈالیں اور 2 کھانے کے چمچ کٹے پارسلے چھڑک کر پیش کریں۔

چکن ڈیزھ کھو (قابت رکھیں چکن گل جائے تو نکال کر چھوٹی چھوٹی بوٹی بوٹی کر لیں)، سفید مرچ پسلی ہوئی ایک چائے کا چمچ، بخنی ایک لیٹر (ایک پیالی بخنی الگ رکھ لیں)، کارن فلور تین کھانے کے چمچ، چینی ایک چائے کا چمچ، کریم آف کارن ایک چھوٹا ٹن، نمک حسب ذائقہ، چکن کیوب ملا ہوا میدہ ایک کھانے کا چمچ، اٹھے دو عدد، حل کا ٹیل چند قطرے، ٹیل دو کھانے کے چمچ۔

ایک بڑی دہی میں بخنی اور کریم آف کارن ڈال کر ہلکی آگ پر پکے دیں جب ابال آ جائے تو میدہ، چینی، سفید مرچ اور چکن کے کھڑے ڈال دیں۔ چمچ



چلاتے رہیں جب سب چیزیں یک جان ہو جائیں تو ٹیل ڈال دیں۔ اٹھوں کو ہلکا سا پھینٹ کر رکھ لیں۔

جب سوپ پینے کے لیے تیار کرنا ہو تو کارن فلور ایک پیالی بخنی میں گھول لیں اور ڈال دیں لکڑی کا چمچ چلاتے رہیں۔ دہی چولہے سے اتار کر دو سے تین منٹ بعد اٹھوں کو پھینٹ کر ڈال دیں۔ جلدی جلدی چمچ چلاتے ہوئے دوبارہ چولہے پر رکھ دیں بڑے بڑے کھڑے بن جائیں گے، جب اٹھے کے کھڑے بن جائیں تو حل کا ٹیل ڈال کر گرم گرم پینے کے لیے پیش کریں۔

چکن 100 گرام، شملہ مرچ 1 عدد، گا جڑ 1 عدد، گوبھی 1/4 گوبھی، ہری پیاز 1 عدد، اٹھا 1 عدد، بخنی 2 سے 3 کپ، کارن فلور 4 کھانے کے چمچ، چلی گارلک ساس 3 کھانے کے چمچ، ٹماٹو کچپ 2 کھانے کے چمچ، نمک حسب ضرورت، کالی مرچ پاؤڈر 1/4 چائے کے چمچ، سفید مرچ 1/4 چائے کے چمچ۔

3 کپ چکن بخنی میں چکن (بون لیں) کو چھونے چھونے سلاکس میں کاٹ کر شامل کر دیں۔ ساری سبزیوں کو جو لین (لہائی) میں کاٹ کر شامل کر دیں۔ پھر اس میں سارے ساس اور مصالحے شامل کر دیں چار سے چھ منٹ تک پکائیں۔ جب یہ اٹھنے لگے تو کارن فلور سے اس کو گاڑھا کر لیں۔ اٹھے کو پھینٹ لیں۔ آدھے اٹھے کو آہستہ آہستہ سوپ میں شامل کریں اور اسے دو سے تین منٹ تک پکاتے رہیں۔ آپ کا گرم گرم کھانا سوپ تیار ہے۔ پیالے میں ڈال کر گارلک بریڈ اور بشن مسروم کے سلاکس کے ساتھ پیش کریں۔



اکادمی ادبیات اطفال اور حمید نظامی پریس انسٹی ٹیوٹ کے حقوق کے تحفظ میں بچوں کے ادب اور میڈیا کا کردار کے موضوع پر سمینار سے پہلے سر غلامرضا کریم، رانا محمد ارشد، حافظ مظفر حسن، شہزادہ شاہد، شعیب مرزا، غلام قادر، ملک سجاد، ابصار عبدالحی اور مرزا داوود خطاب کر رہے ہیں۔

بھرتی کیے جا رہے ہیں۔ حکومت پنجاب بچوں کے ادب کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی ہر ممکن تعاون کرے گی۔ معروف براڈ کاسٹر ڈائریکٹر حمید نظامی پریس انسٹی ٹیوٹ ابصار عبدالحی نے کہا کہ ادب و صحافت بخیر اندیش ہے جس کا مقصد عام آدمی کی بھلائی ہے۔ پاکستان میں 12 لاکھ سے زائد سٹریٹ چلڈرن ہیں ان کی غذا، تعلیم اور صحت ہماری ذمہ داری ہے۔ بچوں کے لیے لکھنے والوں کی حکومتی سطح پر پذیرائی ہونی چاہیے اور انہیں سول ایوارڈز دینے چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ کارٹونز کے ذریعے بچوں کو ان کے حقوق سے آگاہی اور تربیت کا کام لیا جاسکتا ہے۔

ایڈیٹر ”پھول“ و صدر پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی محمد شعیب مرزا نے اقوام متحدہ کے بچوں کے حقوق کے معاہدے کے حوالے سے کہا کہ ہمارے ہاں بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں 4 کروڑ سے زائد بچے ہیں لیکن چونکہ بچوں کا ووٹ نہیں ہوتا شاید اسی لیے وہ حکومتیں اور سیاسی جماعتیں انہیں نظر انداز کر دیتی ہیں۔ 4 کروڑ سے زائد بچوں کے لیے صرف 35 رسائل شائع ہو رہے ہیں جن میں سے اکثر آخری سانس لے رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کو چاہیے کہ دانش سکولوں کے قیام، تقریری مقابلوں کے انعقاد اور دیگر تعمیری کاموں کی طرح بچوں

بچوں کا ادب و ہشت گردی کے خاتمے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے

پنجاب حکومت نے تعلیم کے لیے سب سے زیادہ فنڈ مختص کیے ہیں: رانا محمد ارشد

بدقسمتی سے پاکستان میں 12 لاکھ سٹریٹ چلڈرن ہیں: ابصار عبدالحی

اکادمی ادبیات اطفال اور حمید نظامی پریس انسٹی ٹیوٹ کے اشتراک سے سمینار کا انعقاد

کے اشتراک سے ”بچوں کے حقوق کے تحفظ میں بچوں کے ادب اور میڈیا کا کردار“ کے موضوع پر منعقدہ سمینار سے اپنے صدارتی خطبے میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کا ادب اور ادیب بخوبی اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ مہمان خصوصی ایم پی اے و پارلیمانی سیکرٹری محکمہ اطلاعات و ثقافت حکومت پنجاب رانا محمد ارشد نے قیام پاکستان سے اب تک ملک کو درپیش مسائل کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت نے تعلیم کے لیے سب سے زیادہ فنڈ مختص کیے ہیں۔ کمپیوٹر ایجوکیشن کے فروغ کے لیے کمپیوٹر لیٹر قائم کی ہیں۔ بڑی تعداد میں ایجوکیشنرز

ہمارے ہاں بچوں کے ادب کا شعبہ سب سے زیادہ نظر انداز کیا جانے والا شعبہ ہے۔ حکومت نے کبھی اس شعبے پر توجہ نہیں دی۔ معاشی خرابی کی وجہ حکومت کی ترجیحات میں خرابی ہے۔ جاپان کے پاس بنیادی ذرائع نہیں لیکن افرادی قوت کے بل بوتے پر آج وہ ترقی یافتہ ہیں۔ شاید ہمارے اساتذہ اب اپنے فرائض ذمہ داری سے ادا نہیں کر رہے۔ بچوں کی تربیت میں نالی نانا اور دادی دادا کا کردار بھی ہونا چاہیے۔ ان خیالات کا اظہار معروف ماہر تعلیم ودانشور پروفیسر ڈاکٹر خواجہ ذکریا نے اکادمی ادبیات اطفال اور حمید نظامی پریس انسٹی ٹیوٹ





جوسارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی)

پھول چار بھرے وطن کو اک ایسی بہار دے



ایسا مہربانی، مرثیہ مرزا خالدہ سحر، مظهر حسن، مہک صاحب، نذیرا ندوی اور فرزانہ صاحبہ صدارت پروفیسر غلام ذکریا کے ساتھ

حکومت بچوں کے ادیبوں کو بھی صدارتی ایوارڈ دے: قرارداد

سیمینار میں ڈاکٹر طارق ریاض خان، اشرف سہیل، آمنہ پروین، سعدیہ صلاح الدین، حاجی محمد لطیف کھوکھر، محمد جاوید باجوہ، تاثیر مصطفیٰ، عبدالحفیظ احمد، اعجاز فیروز اعجاز، منزہ اکرم، عثمان اکرم، سید فراست بخاری، افتخار مبارک، راشدہ قریشی، صابر شاہین، قمر الحسن چودھری، مہر ال قمر، صباحت قمر، توفیق حیدر، فوزیہ سعید، ڈاکٹر آمنہ قریشی، طارق منظور احمد، عائشہ ذوالفقار، فائزہ لطیف، بنت محمد صدیق، حافظہ محمد زبیر معادیہ، محمد بلال غشاء عبدالمنان، نائلہ جمشید، عائشہ جمشید، طارق محمود (جیکسن) توفیق

کی۔ سانحہ پشاور کے شرکاء، قومی یوم اطفال 9 جنوری کے حوالے سے حکیم محمد سعید اور بچوں کے لئے ”پھول“ نظریاتی سرسکول کے اجراء اور اہم خدمات پر جناب مجید نظامی کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ سیمینار کے تمام شرکاء میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ ہم سب کو مل کر بچوں کو استحصال سے بچانا چاہیے: حافظہ مظهر حسن بچوں کے ادیب گمنامی میں اُمید کے دیئے روشن کرتے ہیں: نذیرا ندوی

کے ادب کے بھی سرپرستی کریں۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ بچوں کے رسائل کو سرکاری اشتہارات دیئے جائیں اور بچوں کے ادب کی سرپرستی کی جائے۔ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی لاء افسر خالدہ ستار نے چیئر پرسن صبا صادق کی نمائندگی کرتے ہوئے بتایا کہ بیورو لاوارث اور گمشدہ بچوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور بچوں کو ان کے والدین تک پہنچانے کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ معروف مزاح نگار اور وائس چیئر مین اکادمی ادبیات اطفال حافظ مظهر حسن نے کہا کہ بطور معاشرہ ہمیں بچوں کے حقوق کے تحفظ اور استحصال سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمارے رویوں نے بچوں کو شدت پسند بنا دیا ہے۔ بچوں کے لئے ایسا ادب تخلیق کیا جانا چاہئے جس سے انہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی حاصل ہو اور میڈیا ایسے پروگراموں سے گریز کرے جس سے بچے گمراہ ہوں۔ معروف ادیب و صدر ادارہ تحقیق ادب اطفال نذیرا ندوی نے کہا کہ ملک و قوم کی ترقی بچوں کی تربیت سے جڑی ہوئی ہے۔ جتنی اچھی تربیت بچوں کی ہوگی اتنی ہی اچھی قوم بنے گی۔ بچوں کے ادیب گمنامی میں رہ کر امید کے دیئے روشن کر رہے ہیں۔ بچوں کے ادیب بچوں کے حقوق کی آواز بلند کر رہے ہیں باقی شعبوں کے افراد کو بھی



حیدر، محمد نعیم امین، افتخار احمد اقبال، حیدر بھٹو، نذیر بھٹو، طارق محمود، مریم ذوالفقار، صفورہ ایمن، فریحہ لطیف، محمد نادر کھوکھر، محمد عمران، خوداد حسین، محمد بلال، رانا محمد بشیر، عدیل مصطفیٰ، محمد ذوالفقار، نوید احمد، جاوید احمد، محمد اسلم، آصف علی کے علاوہ بچوں کے رسائل کے مدیران، ادیبوں، صحافیوں، اساتذہ اور مختلف تنظیموں کے عہدیداروں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

فرزانہ اور مہک صابر نے بچوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے حقوق بیان کیے سیمینار میں بچوں کے ادیب، رسائل کے مدیران، اساتذہ، صحافی اور مختلف تنظیموں کے عہدیدار کثیر تعداد میں شریک ہوئے تمام شرکاء میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ سیمینار میں سانحہ پشاور کے شہداء، حکیم محمد سعید اور مجید نظامی کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔

اپنی آوازاں کی آواز سے ملانی چاہئے۔ بچوں کی نمائندگی کرتے ہوئے طلباء فر۔ ادب اور مہک صابر نے کہا کہ بچوں پر توجہ دیئے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ قوم کا اصل اثاثہ مادی اشیاء نہیں بچے ہوتے ہیں۔ ملک میں یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے تاکہ ہر بچہ کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع مل سکے۔ سیمینار کی ابتدا حافظہ احمد ہاشمی نے تلاوت قرآن مجید سے



سیمینار میں شریک مرگسار میں کتا ندوی چدھی ہیں

پچھونال دیا رب ہرگز نہ مرنے دینے کو لاک ایسی بہار دے جو سارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی) پچھونال



سیاح ابن بطوطہ کا یوم پیدائش۔
 25 فروری 1962ء: تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد، ”روزنامہ نوائے وقت“ کے بانی، قائد اعظم کے آئین نوا محبوب سائقی اور سالار صحافت مجید نظامی کے برادر بزرگ حمید نظامی کا یوم وفات۔
 26 فروری 1952ء: برطانوی وزیر اعظم چرچل نے ایٹم بم لینے کا اعلان کیا۔
 27 فروری 1900ء: برطانیہ میں لیبر پارٹی کا قیام عمل میں آیا۔
 28 فروری 1958ء: قائد اعظم کے وقار شعار سائقی، انتہائی دیانت دار سابق گورنر پنجاب عبدالرب نثر کا یوم وفات۔ مرکز بھی دوستی بھائی اور احاطہ قائد اعظم میں دفن ہوئے۔
 29 فروری 1956ء: اسلامی جمہوریہ پاکستان کا پہلا آئین منظور ہوا۔

فروری کے اہم واقعات

15 فروری 1869ء: برصغیر ہند کے نامور شاعر مرزا اسد اللہ خاں بیگ کا یوم وفات۔
 16 فروری 1937ء: دنیا میں ٹائیلون کی ایجاد ہوئی۔
 17 فروری 1994ء: اقوام متحدہ نے یونان کے لئے 7 پوائنٹ ایجنڈا جاری کر دیا۔
 18 فروری 2008ء: قومی اسمبلی کے انتخاب کے نتائج میں پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت بنی۔
 19 فروری 2011ء: دسواں ورلڈ کرکٹ کپ ٹورنامنٹ شروع ہوا۔
 20 فروری 1900ء: اہلیہ قائد اعظم مریم جناح کا یوم ولادت اور یوم وفات (ساگرہ اور بیدی کی ایک ہی تاریخ ہے)
 21 فروری 1969ء: مشرقی پاکستان کے بنگالیوں نے صدارتی انتخاب میں حصہ نہ لینے کا اعلان کیا جو کارگر ثابت نہ ہوا۔
 22 فروری 1962ء: سکاؤٹنگ کا عالمی دن۔
 23 فروری 1962ء: پاکستان کے معروف عالم دین مولانا محمد علی لاہوری کا یوم وفات۔
 24 فروری 1304ء: عالمی شہرت یافتہ مسلمان

☆ یکم فروری 1972ء: ”حمود الرحمن“ کیمن نے سولہ ڈھاکہ کے متعلق شہادتوں کی قلمبندی کا کام کیا۔
 ☆ 2 فروری 1999ء: ہوکو شادین نے پہلی دفعہ وینزویلا کی صدارت کا عہدہ سنبھالا۔
 ☆ 3 فروری 1966ء: سوویت یونین کے پہلے خلا باز نے چاند کی سطح پر قدم رکھا۔
 ☆ 4 فروری 1998ء: افغانستان میں جاہ کن زلزلے میں 4000 افراد ہلاک ہو گئے۔
 ☆ 5 فروری 1979ء: مہدی بازگان ایرانی حکومت کے مہدی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔
 ☆ 6 فروری 1979ء: سپریم کورٹ آف پاکستان نے ذوالفقار علی بھٹو کی اپیل خارج کر دی۔
 ☆ 7 فروری 1945ء: جرمنی کو شکست دینے کے لئے ماسکو، واشنگٹن اور لندن میں مذاکرات ہوئے۔
 ☆ 8 فروری 1974ء: صوبہ کے پی کے پیپلز پارٹی کے صوبائی صدر حیات محمد خان کو بم دھماکے میں گل کر دیا گیا۔
 ☆ 9 فروری 1977ء: چین اور روس کے درمیان 38 سال بعد سفارتی تعلقات بحال ہوئے۔
 ☆ 10 فروری 1979ء: پاکستان میں ”زکوۃ و فطر“ کا آرڈیننس نافذ کیا گیا۔
 ☆ 11 فروری 2011ء: عوام کے زیر دست احتجاج پر مصر کے صدر حسنی مبارک نے استعفیٰ دے دیا۔
 ☆ 12 فروری 1856ء: انگریز فوج نے نواب احمد علی شاہ کی ریاست اودھ پر قبضہ کر لیا۔
 ☆ 13 فروری 1911ء: معروف پاکستانی شاعر فیض احمد فیض کا یوم ولادت۔
 ☆ 14 فروری 1981ء: پاکستانی میجر جنرل قتل حسین کوکورت مارشل میں 14 سال قید با مشقت سنا دی۔

پاکستان کی پہلی کابینہ
 بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح نے نوابزادہ لیاقت علی خان کے مشورہ سے یہ کابینہ تشکیل دی۔
 1۔ نوابزادہ لیاقت علی خان: وزیر اعظم، وزیر دفاع، وزیر خارجہ تعلقات اور امور دولت مشترکہ۔
 2۔ آئی آئی چندر نگر: وزیر تجارت، صنعت اور ورکس۔
 3۔ ملک غلام محمد: وزیر خزانہ (بعد میں گورنر جنرل آف پاکستان)۔
 4۔ سردار عبدالرب نثر: وزیر مواصلات (بعد میں گورنر پنجاب)۔
 5۔ نفع علی خان: وزیر خوراک، زراعت اور صحت۔
 6۔ جوگندر ناتھ منڈل: وزیر قانون و محنت۔
 7۔ فضل الرحمن: وزیر تعلیم و اطلاعات۔
 8۔ سر نضر اللہ خاں: وزیر خارجہ امور۔
 9۔ خواجہ شہاب الدین: وزیر داخلہ امور۔
 یہ سب وزراء صرف میرٹ کی بنیاد پر چنے گئے یہ تمام اقربانوازی کی لغت سے پاک تھے۔





خوشد گوہر قلم

ایران علم و ہنر کی سرزمین ہے۔ ایرانی خطاطوں کے فن پارے ہمیشہ سے خطاطی کا ایک گراں قدر سرمایہ ثابت ہو رہے ہیں۔ ایران میں ہی خط نستعلیق ایجاد ہوا اور مہر علی تبریزی کے قلم سے اس خط کو عالمِ آب و خاک میں آنے کا شرف عطا ہوا۔ سلطان علی مشہدی، میر عماد الحسنی جیسے کہنے مشن خطاطوں نے اس کی نوک پلک کو اور زیادہ سنوار دیا۔ اسی سلسلے کو آج تک ایران کی سرزمین سنبھالے ہوئے

حسین صدیقی

پیش کیا۔ حسین ایک متحرک شخصیت اور صاحبِ مرتبہ خطاط ہیں۔ وہ کئی علوم پر دسترس رکھتے ہیں۔ انہوں نے فن خطاطی کے ساتھ ساتھ باقی تمام فنون میں بھی آگاہی حاصل کرنے کی

ہے۔ موجودہ دور میں بھی جناب امیر خانی جیسے خطاط موجود ہیں اور ایران میں فن خطاطی کو ایرانی فن و ثقافت میں آب نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ انہی خطاطوں میں اُناد اسرار ایل شریچی اور احد پناہی جیسے خطاط موجود ہیں۔

جناب حسین صدیقی بھی انہی خطاطوں میں نمایاں صنف میں کھڑے ہیں۔ آپ کے فن میں بھی بلا کی نزاکت و لطافت موجود ہے۔ حسین صدیقی بیک جنبشِ قلم نستعلیق لکھتے ہیں اور الفاظِ موتیوں کی طرح ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔ حسین صدیقی نے خطاطی کی تربیت ایران کے ممتاز خطاطوں سے حاصل کی اور علاقہ طباطبائی دانش گاہ سے فکری و علمی تعلیم حاصل کی۔ حسین صدیقی نے ایران کے خواجہ حافظ شیرازی، خواجہ کرمانی، بابا طاہر اور شیخ سعدی شیرازی کے اشعار کو بھی اپنے قلم کے ذریعے حسن و جمال سے مزین کر کے

نگاہ کے حامل ایک درویش منش خطاط اور ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر سوچنے والی شخصیت ٹھہرے ہیں۔ وہ کبھی دوستوں سے اکٹھے نہیں بلکہ لہ لہہ انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔

بقول اقبال..... ع وجود میرنی کائنات ہے اس کا اُسے خبر ہے یہ باقی ہے اور وہ فانی حسین صدیقی فن کے شائقین کے لئے اپنے دروازے ہمیشہ کھلا رکھتے ہیں اور قلم کے ساتھ اُن کی وابستگی بقا کی منزلوں کو چھوٹی رہی ہے۔ آپ کے حسنِ قلم میں جمال کائنات کا آفاقی رنگ نظر آتا ہے۔ یہ رنگ اُس بے رنگ کا منائی کا شاہد اولین بن کر قلم کے قتلوں اور الوارات و تجلیات سے مزین ہو جاتا ہے۔ علم و حکمت کے یہ موتی باطنی روحانی کیفیات سے بالامال اُس جہان کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جہاں کثافتی عملِ دخل نہیں ہوتا۔ پاکیزگی کا حامل یہ جہان قلم کی باریکیوں کے باعث بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ حسین صدیقی اپنے من میں ڈوب کر سراغِ پا جانے والے صاحبِ قلم ہیں۔ اُن کی خطاطی اس جمال و کمال کا آئینہ دار

ہے۔ حسین صدیقی خط، حسنِ قلم کے ساتھ لازم و ملزوم حیثیت کے حامل ہیں۔ ان کی مشقیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان مشقوں میں بطور استفادہ حافظ شیرازی کے کلام کو منتخب کیا

آپ کو خط نستعلیق اور شکستہ میں مہارت حاصل ہے

آپ کے قلم میں نزاکت و لطافت ہے

جاتا ہے۔ حافظ شیرازی کو لسانِ الغیب کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ بہر حال حسین صدیقی ایک سچے صاحبِ قلم اور صاحبِ ذوق شخصیت ہیں۔ اُن کے فن پارے خطاطی کے جمال جہاں آرام کے عمدہ نمونے ہیں۔

کوشش کی ہے۔ علم و عرفان وہ لازوال دولت ہے کہ جسے حاصل ہو وہ صاحبِ نظر بن جاتا ہے اور یہ نظری بلوغت کسی بھی فرد کے لئے عقلی بصیرت و باطنی روحانی آگاہی حاصل کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ حسین صدیقی باطنی

پھر وہی بیاہرت، مہرے وطن کو اک الہ کی ابرہہ اور ہے۔ جو سارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے۔ (احمد ندیم قاسمی) پھر وہی

تھا یونہی مجھے خیال آیا کہ میری ایک موبائل کی پرانی سم جو کافی عرصے سے استعمال نہیں کی کہیں بلاک ہی نہ ہوگئی ہو۔ میں اٹھا اور الماری سے رانا بڑھ لایا جس کے اندر والی خفیہ جیب میں وہ سم رکھی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں وہاں 5 ہزار کا ایک نوٹ پڑا تھا۔ میری آنکھوں میں خوشی سے بے اختیار آنسو آ گئے کہ رب مہربان نے اس لیے اچانک سم کا خیال میرے دل میں ڈالا۔ یہ رقم میں نے ہی چند ماہ پہلے رقمی تھی اور بھول چکا تھا۔ دریافت پر جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔

عثمان کے دل میں یہ بے نام سی بے کلی حب بھی موجود تھی۔ اُسے یاد تھا اس ہلکی سی کک کا آغاز تین سال قبل ہوا تھا۔ جب وہ ایف ایس سی سیکنڈ ایئر کا طالب علم تھا۔ وہ ہمیشہ سے پڑھا کو بچہ تھا مگر حسن جمال بھی خوب رکھتا



س۔ وہ کسی مہربان کی ہمت کا اندازہ ہوا تھا

”اندروالی جیب.....!“

تھا۔ زمانہ طالب علمی میں اپنا کام مختلف رنگوں سے مزین کرتا اُسے بہت پسند تھا اور اسی وجہ سے اُسے ہر اچھے رزلٹ پر خالہ، ماموں، چچا، پھوپھو سب سے رنگ برنگے پال پوائنٹس، مارکرز، کمرنسلرز، آئل کلرز اور برش وغیرہ تحفے میں ملتے۔ وہ یہ چیزیں استعمال میں لاتا اور ساتھ ہی ساتھ ہر بار کچھ چیزیں اپنے پرانے بیگ کی اندروالی خفیہ جیب میں محفوظ کر لیتا۔ سکول سے کالج کا سفر طے ہوتے پہ بھی نہ چلا اور پھر ایف ایس سی پری انجینئرنگ کی مشکل پڑھائی، وہ ان کے بارے میں بالکل بھول گیا۔

یہ بورڈ کے امتحانات کے قریب کی بات ہے جب ای کو سنور کی صفائی کے دوران وہ بیگ ملا، بھاری محسوس ہوا، لا کر عثمان کو دیا۔ وہ اس خزانے کی دریافت پر بے انتہا خوش تھا مگر وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ سب چیزیں ایک اکس کے اُس نے خود ہی تو جمع کی تھیں۔ پھر جب یکبارگی سب اُس کے سامنے آئیں تو اتنی بے پایاں خوشی کیونکر؟

تین دن چچا کے ہاں گزار کر اب وہ واپس لوٹ چکا تھا۔ بس دن یونیورسٹی سے لوٹا تو دروازہ امی جان کے بجائے بس کے سات سالہ بھانجے حذیفہ نے کھولا۔ عثمان کی ساری محنت یک لخت کافور ہوئی اور وہ حذیفہ کو گود میں لیے اندر کی جانب بڑھا۔

داخل ہو گئیں۔ سلائی ادھڑی ہوئی تھی۔ اُف اللہ کیا دیکھتی ہوں اندر لگے کپڑے کی درمیانی تہہ میں میرے دی جھمکے!!! میں تو خوشی سے چلا تے باہر بھاگی۔ یوں جیسے اچانک کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو اور.....“

واقعے کا ڈراپ سین ہو چکا تھا اور ابھی منزل مقصود پہنچنے میں دو گھنٹے باقی تھے۔ عثمان نے لیکچر کا تسلسل وہیں سے جوڑا مگر اب اُس کی توجہ بٹ چکی تھی اور وہی بے نام سی بے کلی ایک بار پھر سرا بھارنے لگی تھی جس کو وہ سمجھنے سے ہمیشہ قاصر رہا تھا۔ اندروالی جیب سے ملنے والی انجانی خوشی کا یہ پہلا واقعہ نہیں تھا جو اُس نے سنا تھا۔ ابھی پچھلے سال ہی ابا جان کے دیرینہ دوست ملنے آئے۔ وہ چائے کی ٹرائی لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ سلام دعا کے بعد اُس کا جلد ہی کھٹکنے کا ارادہ تھا مگر جس قہقہے کا انہوں نے ابھی ابھی آغاز کیا تھا، اُس نے اُس کے قدم روک لیے۔ وہ بتا رہے تھے ”کوئی تین ماہ قبل اچانک صورتحال ایسی ہوئی کہ محفواہ ملنے میں ابھی کچھ دن باقی تھے اور میرے سر پر کچھ ضروری اخراجات آ پڑے جو ناگزیر تھے میں سخت پریشان تھا۔ سوچا کسی سے ادھار لے لوں مگر طبیعت آمادہ نہ ہوئی۔ ایسی کشش میں، میں اٹھا اور دو رکعت نفل ادا کر کے صدق دل کے اللہ رب العزت کے سامنے اپنا مسئلہ رکھا کچھ سکون تو محسوس ہوا مگر میں حیران تھا کہ پیسے آخر آئیں گے کہاں سے۔ اسی ادھیڑ میں

حنا زجی

اب معلوم نہیں یہ تازہ ترین قصہ زیادہ دلچسپ تھا یا سنائے جانے کا انداز کہ اگلی سیٹ پر بیٹھا تو فی خواتین کی آواز کی طرف متوجہ ہو گیا جن کی گفتگو سے تنگ آ کر اُس نے کانوں میں ایئر فون لگا کر ایک علمی لیکچر سننا شروع کر دیا تھا۔ مگر کیا کیا جائے کہ جزوی سماعت ابھی بھی جاری تھی۔

”تو بہن کہاں کہاں نہ دھوٹے میں نے اپنے دو تولے کے جھمکے..... ذرا کی ذرا اپنا پرس سا بھی نیچر کو پکڑا کر واش روم تک ہی تو گئی تھی مگر وہ تو ایسے کھوئے جیسے زمین کھا گئی ہو یا آسمان نکل گیا ہو۔ کبھی شاف روم میں کام کرنے والی آپاچی پر شک کرتی تو کبھی اپنی ہی ساتھی لچر پر۔ گھر والے بھی میری پریشانی میں پریشان ہونے کی بجائے اُلٹا مجھے ہی برا بھلا کہنے لگے کہ میں بہت لا پرواہ ہوں۔ ساس نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ”اُس نے خود ہی ادھر ادھر کیے ہیں، پڑ گئی ہوگی سینکے میں کوئی ضرورت۔“ میں نے پرس کی ہر جیب چھان ماری اور پھر اپنے آپ کو ہی کوستی رہی کہ کیوں پہن گئی میں یہ بھاری جینے۔ وہم کلاس کی پارٹی ہی تو تھی نا۔ کوئی شادی کی تقریب تو نہیں۔“

”تو پھر ملے نہیں وہ؟“

”وہی تو بتا رہی تھی کہ دو سال بعد جب میں اس واقعے کو بھول چکی تھی۔ ایک دن یونہی اپنے پرانے کپڑے، پرس، جوتے، وغیرہ نکال رہی تھی کام والی کی بیٹی کے لئے۔ ایک پرانا پرس جو ہاتھ میں پکڑا تو اُس میں کوئی چیز محسوس ہوئی۔ یونہی بس تجس کے مارے سب جیبوں میں ہاتھ مارے مگر کچھ نہ ملا پھر اندر کی ایک چھوٹی سی جیب میں اچانک میری دو انگلیاں ایک سوراخ میں



صبح اُٹھتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَاَنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَرَزَقَنَا وَلِیْسَ لِلْشُّرُکِ

اللہ کے لئے سب تعریفیں ہے جس نے زندہ کیا ہم کو بعد اس کے کہ مارا تھا ہمیں اور اس کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔



- 1- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیقے میں کتنے جانور ذبح کیے گئے؟
- 2- حضرت آدم کہاں دفن ہیں؟
- 3- شادی کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر کتنی تھی؟
- 4- انجیل کس پیغمبر پر نازل ہوئی؟
- 5- مصور غم علامہ راشد الخیری کا اصل نام کیا تھا؟

مکمل جوابات پچھنے والے پانچ (5) خوش نصیبوں کو دارالسلام کی طرف سے بذریعہ قریب 1000 روپے کی سبب انعام میں دی جائیں گی۔
پہلا انعام: 400 روپے کی کتب دوسرا انعام: 250 روپے کی کتب
تیسرا انعام: 150 روپے کی کتب و دواغریزی انعام: 100, 100 روپے کی کتب

بچوں، بڑوں کے لیے اسلامی و تاریخی کتب کی اشاعت کا عالمی ادارہ



36- کون سا مال لاہور غزنی طرح اردو بازار لاہور

سردی کی آمد

سردی	آندالی	ہے
جم	مٹی	سب ہریالی ہے
کوٹ	د	شالیں نکلیں گی
ختم	"لون"	اور 'جالی' ہے
چائے	کا	دور صبح و شام ہے
سب	کے	پاس پیالی ہے
پچھے	بند	خلاف بھیجیں
کمرے	کی	شان نرالی ہے
سوج	پھلی	کی ٹھک ٹھک ٹھک
چلوغوزہ	خام	خیالی ہے
امیر	کھائیں	بادام اور پستہ
غریب	کا ہاتھ	تو خالی ہے
کسی	کے گھر	میں کیس کے بیٹر
کسی	نے آگ	جلا لی ہے
مہنگائی	کا	دور ہے کڑوا
ہر	شے	کالی کالی ہے

(کوثر خالد... بڑا نوازش)

"آہا 11 سہریہ آئی آئی ہیں 11 آئی، آپ نے اس بار بہت دیر نہیں کر دی آئے آئے؟"

"بس وہ آپ کے بھائی معروف تھے اور پھر سردی بھی خوب رہی ان دنوں مگر آج میں نے ہمت کر لی۔"

"میری جان! اس کو تو میں دیکھ ہی لوں گا یہ بتاؤ آئی کو پہنچے ہے کہ آپ یہ یہاں لائے ہو؟"

"فہم! شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ بتایا گیا۔"

"میں تو اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں چھپا کر لایا ہوں۔"

"یار، ہر بار آپی سے ڈانٹ کھاتے ہو اور پھر بھی..."

"ہا ہا ہا... اور مزے کی بات یہ ہے ماموں کہ امی جان ہر بار میری جیکٹ کی اندرونی جیبیں دیکھنا بھول جاتی ہیں۔ خیر ہے، میں ڈانٹ کھاؤں گا۔ آپ چلا کر تو دیکھیں۔"

"اندرونی جیب...!!" بے کلی نے پھر سر اٹھا کر اس بار... ہاں اس بار... یہ بے نام نہ رہی تھی...

عثمان کی دینی رو بہت دور تک کا سفر طے کرا آئی تھی۔

"اندرونی جیب ہمیشہ ہی ہر ایک کے لیے خوشی کا باعث بنتی ہے تو کیوں نہ میں بھی اپنی "جیب" میں بہت کچھ "چھپا" لوں۔ میں اگر کوئی نئی کرتا بھی ہوں تو ہاتھوں ہاتھوں میں دانستہ و نادانستہ ذکر کر جاتا ہوں۔ کیا ضروری ہے ہر شے کا ذکر ہر ایک سے ہر جگہ کیا جائے؟ نہیں، اب سے میں دنیا والوں سے چھپا کر بھی بہت کچھ جمع کر لوں گا۔ خواہ وہ کسی نیک کام کے لیے دیا گیا منگھر سا چتا ہو یا ملازموں سے حسن سلوک، دوست کو تحفہ دیا گیا قرآن و حدیث کی تفسیر والا میموری کارڈ ہو یا بلیو ٹوتھ کے ذریعے شیئر کیا گیا کوئی دینی وطنی ٹیگٹر، اولڈ ہوم میں بزرگوں کے ساتھ گزارا گیا وقت ہو یا ہسپتال میں بیماروں کی تیمارداری، بچوں سے شفقت ہو یا سب انسانوں کے لیے کی گئی بے غرض و مخلص دعا۔

کیونکہ اس دن جب ہر نفس ایک ایک ٹکلی کے لیے ترس رہا ہوگا تو ان "چھپی ہوئی" چھوٹی چھوٹی ٹکلیوں کا انبار ایک بارگی پانا کس قدر قابل مسرت ہوگا!"

ہے؟

میں نے تو اپنی اندرونی "جیب" بھرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

تو آپ نے...؟

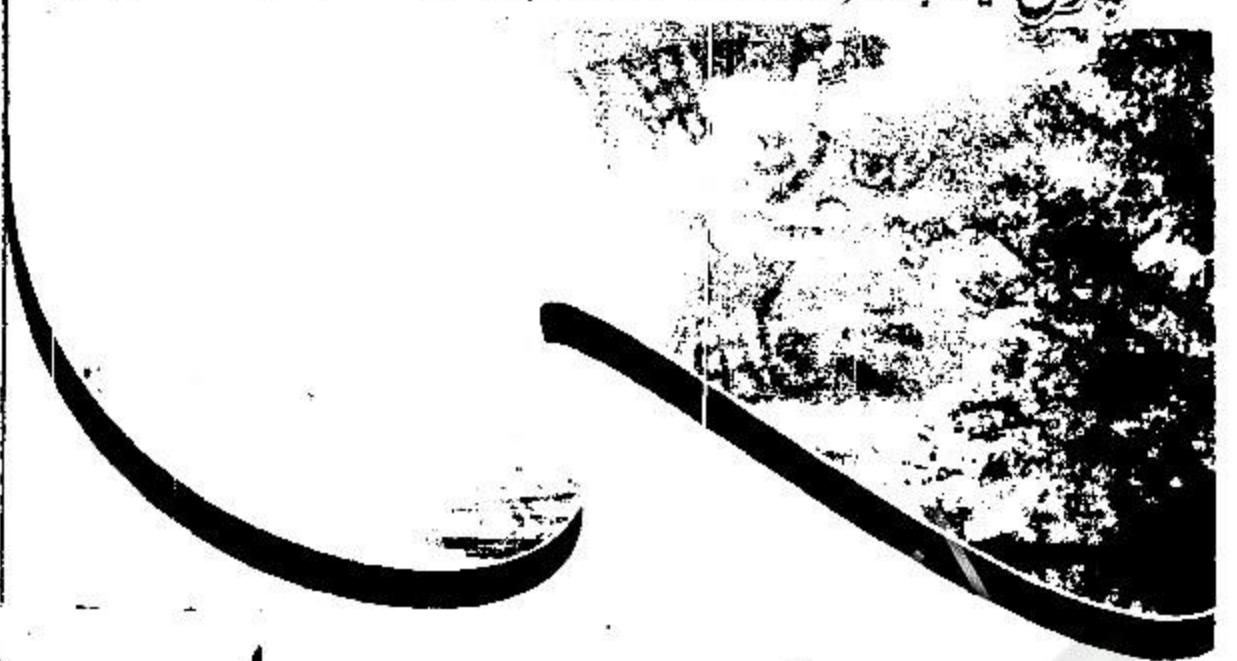
پاکستان میں بچوں کے لئے مہیاری، دینی کتب شائع کرنے والے ادارے

بانہ جب ڈپٹی جانج سے "پھول" میں شائع ہوتے ہیں ان تین بہترین کہانیوں پر انعامات۔



بہترین کہانیوں کا انتخاب قارئین کی آراء کے مطابق کیا جائے گا۔ موجودہ شمارے میں شائع ہونے والی بہترین کہانی کا نام کوپن میں درج کر کے 10 تاریخ تک ماہنامہ "پھول" کے پتے پر بھجوادیں۔





نیا سال مبارک

اللہ نئے سال میں خوش حالی ہمیں دے
گلشن کو جو سنوار دے وہ مالی ہمیں دے
جمل تحمل ہمارے سینے ایمان سے کر دے
اپنی نوازشوں سے ہر جمہولی کو بھر دے
رخ موڑ خزاؤں کے ہر یالی ہمیں دے
اللہ نئے سال میں خوش حالی ہمیں دے
سب بند کارخانوں کے پیسے چلیں یہاں
ہر فیکٹری کی چمنی سے پھرے سے اٹھے احوال
محنت کے لئے جذبہ وہ مثالی ہمیں دے
اللہ نئے سال میں خوش حالی ہمیں دے
جو نفرتیں، کدورتیں ہیں ان کو دے
ہر اک کی بات سننے کا دے ہم کو توصلہ
کالک دلوں کی ختم کر کے لالی ہمیں دے
اللہ نئے سال میں خوش حالی ہمیں دے
پھر سے مہجوں کے روشن چراغ کر
آہیں میں خوشی پائے کا دے ہمیں ہنر
کم ظرفی کی نہ کوئی غصہ گالی ہمیں دے
اللہ نئے سال میں خوش حالی ہمیں دے
گلشن کو جو سنوار دے وہ مالی ہمیں دے

چوہدری عبدالغنی - لاہور

مل کے چلے والے بچے
سب کو ہی لگتے ہیں اچھے
آؤ مل کے چلے ہیں
جو ہیں مل کے چلے والے
وہ ہیں آگے بڑھنے والے
آؤ مل کے چلے ہیں
پڑھنا لکھنا شوق ہے تیرا
آگے بڑھنا ذوق ہے میرا
آؤ مل کے چلے ہیں
عزت میں چلے ہیں ہم
محنت کے بھی دفتر ہیں ہم
آؤ مل کے چلے ہیں
عزم حوالا تیرا بھی ہے
رب پر تقویٰ میرا بھی ہے
آؤ مل کے چلے ہیں
جہالت وطن سے مٹا دیں گے ہم
رکاوٹ کے پتھر ہٹا دیں گے ہم
نراکی کو جڑ سے اکھاڑیں گے ہم
عدو کو ہمیشہ پچھاڑیں گے ہم
نہ آج آنے دیں گے وطن پر کبھی
نہ چھائے گی ہمت جہز چن پر کبھی

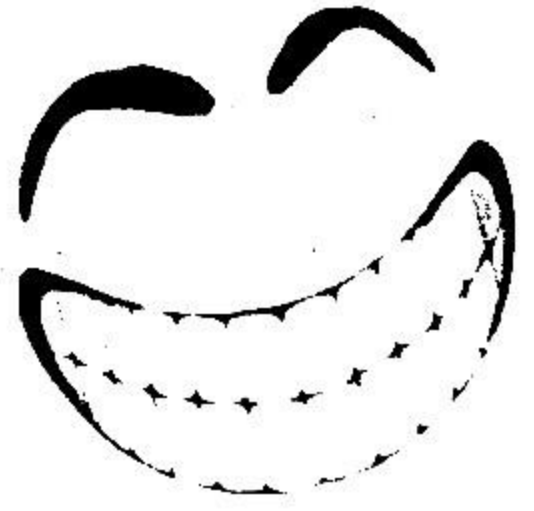
چوہدری عبدالغنی - لاہور





جوسارے ایشیا کی فضا کو نکھار دے (احمد ندیم قاسمی) پھول

پھول یا رب ہرے وطن کو الٹ لیکن بہاؤ سے



حرفہ

قصہ غیب

مزم نے وکیل سے کہا: ”کوشش کرنا کہ مجھے عمر تید ہو جائے، مگر سزا اے موت نہ ہو۔“
وکیل: ”تم فکر نہ کرو۔“
کیس کے بعد مزم نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“
وکیل: ”بڑی مشکل سے عرق ہوئی ہے، ورنہ عدالت تو رہا کر رہی تھی۔“

☆☆☆

اولاد

کرائے کے مکان کے باہر بورڈ لگا ہوا تھا کہ یہ مکان صرف ان لوگوں کو دیا جائیگا، جن کے بچے نہیں ہوں گے۔ بورڈ دیکھ کر ایک بچہ مالک مکان کے پاس آیا۔
کہنے لگا: ”یہ مکان مجھے دے دیں کیونکہ میری کوئی اولاد نہیں ہیں۔“
البتہ دواں ہاپ ہیں۔“

☆☆☆

پاگل

تین بے قوف ایک موٹر سائیکل پر جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ٹریفک پولیس کے ہلکار نے رکنے کا اشارہ کیا۔
بے قوف موٹر سائیکل روکے بغیر بولا: ”پاگل ہو گئے ہو کیا تم کہاں بیٹھو گے؟“

☆☆☆

بچہ باپ سے: ابو مرد کسے کہتے ہیں؟

باپ: اس انسان کو جو گھر پر حکومت کرتا ہے۔

بچہ: بڑا ہو کر میں بھی اسی کی طرح مرد ہوں گا۔

☆☆☆

کھڑکی

شوہر ہونٹ فیر سے: جلدی چلو میری بیوی کھڑکی سے کود

کر جان دینا چاہتی ہے۔

فیجر: تو میں کیا کروں؟

شوہر: کھڑکی کھل نہیں رہی۔

☆☆☆

ایک لڑکے نے پانچ لاکھ کا پرندہ جو چالیس زبانیں بولتا

تھا، اپنے دوست کو تحفے میں دیا۔

اگلے روز لڑکے نے پوچھا: تحفہ کیسا لگا؟

دوست: بہت لذیذ۔

☆☆☆

شوہر: ”میری امی آرہی ہیں کچھ بتاؤ۔“

بیوی نے منہ بنا لیا۔

کچھ عرصے بعد بیوی: ”میری امی آرہی ہیں جلدی سے

کچھ لے آؤ۔“

شوہر رکشہ لے آیا۔ (محمد شہباز راجہ۔ روہیلہ نوالی)

☆☆☆

شعر

اردو کے استاد: کوئی اچھا سا شعر بناؤ۔

شاگرد: جگر کا خون چوس لیتا ہے امتحان کا زمانہ

کبھی سہ ماہی کبھی نوماہی کبھی سالانہ

☆☆☆

پیسے

بیوی: مجھے سمجھ نہیں آتی میں پیسے کہاں چھپاؤں جہاں بھی

چھپاتی ہوں بیٹا چر لیتا ہے۔

شوہر: اُس کی کتابوں میں چھپاؤ کہینہ ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔

☆☆☆

دو سیاستدان کسی مسئلے پر آپس میں بحث کر رہے

تھے۔ نویت لڑائی تک پہنچ گئی۔ ایک نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کس کے اشاروں پر ناپتے ہو۔“

”خبردار سیاسی بحث میں میری بیوی کا ذکر نہیں آتا

چاہے۔“ دوسرے نے کہا۔ (نادیہ اکرام۔ جنتا نوالہ)

☆☆☆

استاد نے طالب علموں کو ابتدائی طبی امداد پر ایک لمبا چوڑا

لیکچر دے کر پوچھا۔ ”فرض کرو میں سکول آرہا ہوں، باہر

کوئی شخص مجھے مکا مار کر گرا دے، میرا سر کسی چیز سے

کھرائے اور میں وہیں گر جاؤں تو تم کیا کرو گے؟“

سب لڑکے خاموش رہے لیکن کلاس کے ایک کونے سے

مہم می آواز آئی۔ ”جناب ہم چھٹی کر لیں گے۔“

☆☆☆

ایک عورت نے اپنے طوطے کو بولنا سکھایا اور اسے ایسی

ترتیب دی کہ وہ عورت کے گھر کے مختلف کاموں کے

سلسلے میں آنے والوں کے معاملات طے کرنے لگا۔

ایک دن کوئلے والا کوئلہ دینے آیا۔ طوطے نے اس سے

کہا۔ ”ہمیں دس پوریاں دیں۔“ کوئلے والا 9 پوریاں

دے کر بولا۔ ”تم ایک ذہین پرندے ہو، تب ہی بولنا

سیکھ گئے۔“

طوطے نے جواب دیا۔ ”تم ٹھیک کہتے ہو لیکن مجھے کتنی

بھی آتی ہے۔ دسویں پوری بھی لے آؤ۔“

(نزمین انجم۔ دور ہو چک)

44



Copied From Web

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1



PAKSOCIETY

پھول 2015 مئی



جو سارے ایشیا کی فضا کو گھرا رہے (احمد ندیم قاسمی) پچھول



پچھول یا رب ہمارے وطن کو آیت الہیٰ ہمارے



پھول برآمد قبول انعامات کی برسات

سوال
.....
.....
نام ولدیت
مکمل پتہ
فون نمبر

جوابات کوئز کی دنیا

1 2 3
4 5
نام ولدیت
مکمل پتہ
فون نمبر



تصویر

نام
تاریخ پیدائش
مشاغل
مستقبل کے ارادے
”پھول“ نے آپ میں کیا تبدیلی پیدا کی
مکمل پتہ
فون نمبر

بہترین کہانی

کہانی مصنف
نام ولدیت
مکمل پتہ
فون نمبر

صفحہ بتائیے

یہ ہیں صفحات کے نمبر:

1 2 3 4 5
نام ولدیت
مکمل پتہ
فون نمبر

جملہ
نام ولدیت
مکمل پتہ
فون نمبر

نام ولدیت
عمر تعلیم
مکمل پتہ
فون نمبر
(جہاں تک الگ کانڈ پر لکھ کر کوئز کے ہمارے بھجوائیں)

• کوئز بات کرنا ایک اچھے کر کے بھجوائیں البتہ تمام کوئز ایک ہی اقدارے میں بھجوائے جاسکتے ہیں
• کوئز بات کرنا ایک اچھے کر کے بھجوائیں البتہ تمام کوئز ایک ہی اقدارے میں بھجوائے جاسکتے ہیں



پاکستان میں بچوں کے لیے معیاری وری کتب کے حوالے سے کاغذی احکام نام بچوں اور بڑوں کے لئے معیاری کتب کا مرکز

مکتبہ تعمیر انسانیت

غزنی شریٹ اردو بازار لاہور

پاکستان کے لیے کھڑے ہوئے

فون نمبر: 37358161

اس ماہ کے جملے

- 1۔ یہ گھر کی دیواریں آپ نے خراب کی ہیں؟
- 2۔ ہم میں نہیں ہیں لیکن اپنے ساتھ ہمیشہ ہوں گے
- 3۔ اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے
- 4۔ ”میری فیملی کو اظہارِ مین ہائی کی مشین چھوڑ دو“
- 5۔ یہ سن کر چوڑوں نے سر ہلایا اور کہا

کوئٹہ کی دنیا

- 1۔ قطب الدین ایک کا مقبرہ کس شہر میں ہے؟
- 2۔ پاکستان کس سن ہجری میں قائم ہوا تھا؟
- 3۔ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری کون سی ہے؟
- 4۔ مشہور شاعر ناصر کاظمی کا انتقال کب ہوا؟
- 5۔ کرکٹ کا ورلڈ کپ کب شروع ہوا ہے؟

اس ماہ کو چلے

جو پانچ جملے دئے گئے ہیں وہ ”پھول“ کے مختلف صفحات پر موجود ہیں وہ پانچ جملے تلاش کریں اور پھول میں موجود کوپن پر ان صفحات کے نمبر لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوا دیں۔

زبردست جملہ

آخری صفحے پر شائع کی گئی تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ ”پھول“ میں موجود کاپن پر لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوا دیں اور انعام پائیں۔

یاس دیلا (سیالکوٹ) چچ بھٹی حسن احمد (مخبر) (آباد) احمدیہ تحریک (لاہور) احمدیہ مسلم (مظفر نگر) احمدیہ حلقہ رضا بخشی (ملتان) احمدیہ خاں (آلہ خیمہ) احمدیہ حلقہ سعید (میرپور)
عبداللہ بھٹی (سیالکوٹ) (لاہور) کٹر خاندان (لاہور) (لاہور) احمدیہ تحریک (لاہور) (سیالکوٹ) شکار کرم (پنڈت) سید کارون شاہ (لاہور) احمدیہ خاں (سیالکوٹ) احمدیہ خاں (سیالکوٹ)
ذیشان شاہ (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
بٹ (سیالکوٹ) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
محمد فیصل بٹ (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
امریاں (گجرات) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
سحر بیگم (گجرات) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
(خوشاب) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
نور علی خاں (سیالکوٹ) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
(جہلم) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
سلطنت قادری (گجرات) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
غیب (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
عروج حبیب (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
احمد علی خاں (گجرات) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
(سیالکوٹ) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)
(شکوہ) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور) احمدیہ خاں (لاہور)

زیر دست جملہ

- 1- سید شایان حسنین..... اسلام آباد
2- حاشہ جاوید..... لاہور
3- احمد مجید..... جڑانوالہ
4- علیہ زنب..... شورکوٹ
5- مریم زکریا..... لاہور
6- حاشہ سیما..... گوجرانوالہ
7- کونک دنیا جہری 2013ء کے سہ ماہی
(i) یکم جنوری سے (ii) یکم محرم
الحرام (iii) 1436 ہجری (iv)
12 ربیع الاول (v) ربیع الاول۔
8- حاشہ ناہر..... فیصل آباد
9- کوئی رنج کالم کسی کے پاس آئے
خدا کرے فیما سال سب کو اس آئے

مفتوح ہے

- 1۔ ردا اکرم..... لاہور
- 2۔ عائشہ بتول..... اسلام آباد
- 3۔ عبدالحق..... کراچی
- 4۔ احسان الحق..... مستونگ

- 1۔ بچی ولد محمد زکریا..... لاہور
- 2۔ شاما اکرم..... یزمان
- 3۔ نمر ہدیرین..... چڑھادون خا
- 4۔ دانیال احمد..... گوجرانوالہ
- 5۔ طوبیٰ رمضان..... کراچی

.....
.....
.....
.....

نہ پر ہوا ہی نہ غیر ظاہر اس مقابلے میں شامل
نہیں ہوئے بلکہ ان کے ہمراہ لکھنا کر رہے۔

- (i) پہل اور سہیل (ii) حضرت
ابوبکر صدیقؓ (iii) قبیلہ بنی سعد
سے تعلق کی وجہ سے (iv) دو
سال کی عمر میں (v) کیونکہ مکہ
میں دواء پھیلی ہوئی تھی۔

ہے لیکن بہادر قومیں ان کا مقابلہ بہت بہادری اور جان نثاری سے کرتی ہیں۔" مس مہار پر میڈیکل کالج ختم ہو چکا تھا۔ قوم کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کا درس ضرور دیتیں۔

"عدنان آپ میرے پاس آؤ کیا ہوا؟ آج اتنے الاس کیوں ہوا؟"

"میں آج میرے پاس لے نہیں ہے میری امی جان بیمار ہیں۔" عدنان نے آہستگی سے کہا۔

ملہانے پیار سے اس کے گال کو چھوا اور کہا۔ "تو اس میں الاس ہونے کی کیا بات ہے آج تو ہم ویسے بھی پارٹی کریں گے۔ کیوں بچاؤ آج سب مل کر کھانا کھائیں گے۔ میری طرف سے آپ سب کیلئے ٹافیاں ہیں۔" سب بچے خوش ہو گئے۔

اگلے روز مس مہار کا میڈیکل فٹم ہونے لگا تھا کہ سکول کے باہر اچانک سے زوردار ٹانگ شروع ہو گئی۔ بچوں کو چند لمحوں تو کچھ سمجھنا آیا۔ مس مہار نے ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دم



وہ کچھ اور ہی سوچ رہے تھے لیکن اچانک.....

"امی جان! آج سکول جانے کو دل نہیں چاہ رہا۔ آج چھٹی کرنے دیں۔" ننھے فہد نے منجھٹے ہوئے منہ ملتاتے ہوئے

کہا۔

"نہیں بیٹا، سکول سے چھٹی نہیں کرنی، آپ کے ہاں کو کیا کہوں گی میں؟ ویسے بھی میرے بیٹے نے تو بڑا آدمی بننا ہے اور اگر سکول جانے کو دل نہیں چاہے گا تو۔" بڑا آدمی کیسے بنے گا؟ امی جان نے پیار سے فہد کے سر میں ہاتھ لگایاں پھیریں۔

"بڑا آدمی" کا لفظ سننا تھا کہ ننھے فہد میں ایک دم سے توانائی آگئی۔ اس کی بڑی بڑی مصمص آنکھیں مزید روشن ہو گئیں۔

چہرے پر ایک عجیب سی چمک آگئی۔ "امی جان میں نے پاک فوج میں جانا ہے اور بابا سے آگے جانا ہے۔ ایک دم سے گرم کیمبل پہنچے کرتے ہوئے فہد نے بے حد جوش سے کہا تو اس کی امی جان کی آنکھوں میں بھی خوشی کی چمک آگئی۔

"شلباش میرا بیٹا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

بچوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ بچو! رنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سارے بچے ایک دم سے مس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا۔ "آپ اپنے اپنے ڈائیک کے نیچے چھپ جائیں۔"

کچھ دیر میں ہر طرف خون، شور، چیخ و پکار اور قیامت خیز مناظر دیکھنے کو مل رہے تھے۔ بندے بھی اس ظلم کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے ہوئے وہاں سے ہٹ کر چلے گئے۔

بندے کیوں نہیں آتے؟
سکر کیوں نہیں گراتے؟

دنیا میں ظلم کی بہت سی داستانیں لوگوں نے سنی اور دیکھی تھیں لیکن پشاور کے آرمی پبلک سکول کی دل ہلا دینے والی داستان آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی۔ یہاں لگا تھا کہ دہشت گردوں کے سینے میں دل نہیں بلکہ پتھر تھے۔ ہر کلاس میں خون کی ایک عجیب داستان رقم تھی جو شاید ظلم لکھ بھی نہیں سکتا لیکن مس مہار بچوں اور اساتذہ پر جنہوں نے اس خوفناک جنگ میں بھی بھرپور مقابلہ کیا اور پاک آرمی نے اس آپریشن کو کامیابی سے مکمل کیا اور تمام دہشت گردوں کو ہلاک کیا۔ بہت سے بچے جو گھروں سے پڑھنے آئے تھے ابھی نیند سو گئے۔

کہاں ہے ارض و سما کا مالک
کہ چاہوں کی رگیں گریبے
اے کوئی مسیحا اور بھی دیکھے
کوئی تو چاہ مری کو اترے
افق کا چہرہ لبو میں تر ہے
زمین جنازہ بنی ہوئی ہے

تبرہ کیا۔ ملہا کہاں چپ نہ دلی تھی۔ "تعمید برائے تعقید کرنا بہت آسان ہوتا ہے اور کم سے کم اپنے جھکا کا تو ہر انسان کو کرنا چاہیے۔ اس سے بھی بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے آدھے سے زیادہ مسائل اس لئے بھی حل نہیں ہوتے کہ ہم نے اپنی سوچ نہ بدلنے اور تعقید کرنے کا بیڑا جو اٹھا رکھا ہے۔ سارا الزام دوسروں یا حکومت کو دینا بڑا آسان کام ہے۔ یہ ملک، یہ بچے ہمارے ہیں۔ ان کو ٹھیک بھی تو ہم نے کرنا ہے اور باہر سے تو اٹھ کر کوئی نہیں آئے گا جو اس ملک کے مسائل کو حل کرے۔"

"ہاں ہاں تم نے تو جیسے سارے مسائل حل کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور ویسے بھی جس کے لئے تم اتنی محنت کر رہی ہو وہاں تو وہ بھی تو اتنی ناچھی نہیں دی جاتی سکول بچہ سمجھ کر انسان اتنی محنت وہاں کرے جہاں پیسا چھالے۔"

"میرا مشن پیسہ کمانا نہیں بلکہ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کرنا ہے۔ جو ای صورت ممکن ہے جب ہم اپنی سوچ بدلیں گے اور مشکل مسائل میں رہتے ہوئے ان کا مقابلہ کر کے ان کو حل کریں گے۔" ملہانے کہا۔

"بہر حال جو بھی ہے مجھے یہ تہہ الاس طرح سے جان کو ہلاک کرنا بالکل بھی پسند نہیں۔ اپنی محنت تو دیکھو! آخر صاحب کو ایک دم سے اپنی نیکی کی محنت کی فکر لاحق ہونے لگی۔

☆☆☆

مس ملہا جیسے ہی انگریزی پڑھانے کے لئے جماعت میں داخل ہوئیں سارے بچے ایک دم خوشی سے نہال ہو گئے۔ مس مہار کی پسندیدہ استاد تھیں۔

"بیابانے بچا قوموں کی زندگی میں بہت مشکل وقت بھی آتا

ہمیں ماتھے پر ہوسدو
کہ ہم کو تیلیوں کے
جگنوؤں کے لیس جاتا ہے!!

"مجھے تہہ الاس سکول میں پڑھانا بالکل پسند نہیں۔" اختر نے اپنی بیوی ملہا سے کہا جو کافی دیر سے بیٹھی اگلے روز کے اسباق تیار کر رہی تھی۔

"پڑھانا میرا جنون ہے اور وہ بھی سکول کے بچوں کو کہہ کر اپنے سکول کے بچوں کو صحیح طرح سے تعلیم و تربیت دیں گے اور تب ہی کل کو ہمارا مستقبل روشن ہوگا۔"

"تو کیا تمہارے پڑھانے سے اس ملک کا مستقبل روشن ہو جائے گا جو تقریباً نصف صدی کے بعد بھی اپنے نظام تعلیم کو بہتر نہیں بنا سکا۔ ابھی تک ہم اور ہمارا منظر میڈیم سے باہر نہیں نکل سکے تو اس قوم کو کیسے روشن مستقبل دیں گے؟" اختر صاحب نے نہایت برے انداز میں قوم کی موجودہ حالت پر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

پھر تقریب ہوتی تو اس کے لئے مہانوں کے لئے دعوتی کارڈ بھی لکھتے۔ ان کا لکھا ہوا کالج کا پورڈ بھی کئی سال تک وہاں لگا رہا۔ انہوں نے انگریزی اور عربی میں بی اے میں ٹاپ کیا اور دو گولڈ میڈل حاصل کیے۔ اب ان کے بچوں کی لکھائی بھی ماشاء اللہ بہت خوب صورت ہے۔ انہوں نے اپنی وفات سے قبل پروین زریں رقم کی کاپیاں لا کر دیں جس کو دیکھ کر میرے دونوں بیٹے لکھتے۔

وفات سے پہلے اپنی تمام کاپیاں اور تصاویر مجھے دے دیں۔ میں نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے حوالے کیوں کر دیں؟ کہنے لگے مجھے یقین کہ آپ انہیں سنبھال کر رکھیں گی۔

اُن کی امانت میرے پاس ابھی بھی موجود ہے جو کہ میرے کام بھی آ رہی ہے۔ 1957ء کی لکھائی سے لے کر 1994ء تک کی تصاویر



اسلام آباد کے بڑے "کریسنٹ" 1956-57ء میں شائع ہونے والی تصویر جس میں حنیف عباسی درجہ اول قرار میں پہلے نمبر پر کھڑے ہیں۔

کلیپٹ



ساجد حنیف

مر تو ی خواہی کہ ہاشی خوش نویس می نگو سو ی نگو سو ی نویس ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ تمہاری لکھائی اچھی ہو تو لکھتارہ لکھتارہ۔

یہ فارسی کا ایک شعر ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو آپ بہت بڑے خوش نویس بن سکتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں تختی، دوات، قلم اور سلیٹ کا استعمال نہیں کئے لئے لازمی ہوتا تھا۔ تختی کو بڑی اچھی کاچی ل کر

اور لکھائی میری ہے۔ پھر میرے بھائی جو مستی گیت سکول لاہور اور شیرانوالا گیت سکول لاہور میں پڑھتے تھے ان سے سختی لکھوانے کو بڑے ٹیل کے نیچے بیٹھ جاتے۔ سکول میں اُن سے

ہمہ جہت صلاحیتوں کے مالک

حنیف عباسی

صاف کیا جاتا۔ قلم بالنس کی بتائی جاتی اور ٹیڑھا خط بنایا جاتا۔ خوبصورت دوات ہوتی۔ روشنائی ڈال کر استعمال شدہ سوئی کپڑے کا ٹکڑا ڈال کر روشنائی سیاہی جو دانے دار ہوتی تھی تھوڑا سا پانی ملا کر قلم سے ہلایا جاتا۔ سرکاری سکولوں میں سلیٹ کا استعمال ایک اچھا تجربہ ہوتا۔ اپنی

خوب صورت چارٹ لکھوا کر خاص کر علامہ اقبال کی نظمیں لکھوا کر لٹکائی جاتیں۔

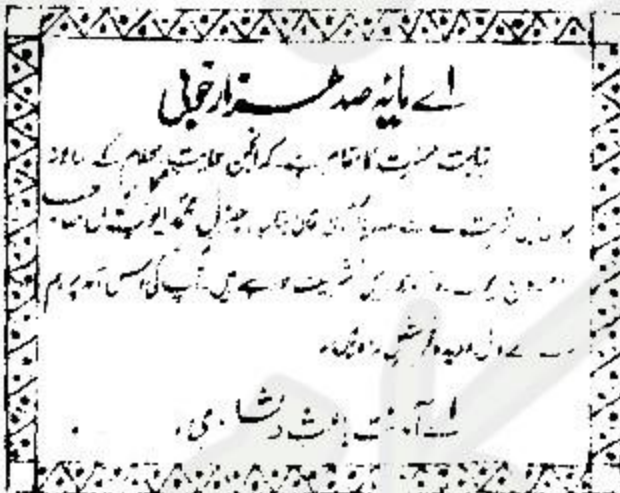
میرے شوہر حنیف عباسی بھی خوش نویس تھے۔ اُن کی لکھائی کے نمونے بچوں کے لئے پیش ہیں۔ 1956ء میں وہ آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے ان کی عربی

انہوں نے بی اے انگریزی اور عربی میں ٹاپ کر کے دو گولڈ میڈل حاصل کیے

انہوں نے اپنے بچوں کو بھی خوش خط بنایا

اور اردو کی لکھائی نہایت خوبصورت تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ اسلام آباد کالج ریلوے روڈ لاہور میں گیا رہویں میں داخل ہوئے اُن کی خوش خطی دیکھ کر پروفیسر صاحب نے انہیں کتابت کا ذمہ سونپ دیا۔ وہ اپنے رسالے "کریسنٹ" کی تزئین و آرائش اور کتابت خود کرتے

سوال یا ملاحظہ ہو جاتی تو اُسے کپڑے سے مٹا کر دوہرا ٹھیک کیا جاتا یعنی کاپی کا استعمال کم ہوتا تھا۔ ہولڈر کا استعمال بہت ہوتا، اردو لکھنے کے لئے بپ لوہے کی چوڑی لگائی پڑتی، انگش لکھنے کے لئے (G) جی کی بپ استعمال ہوتی۔ وہ لوہے کی ہوتی جو کہ بہت خوبصورت لگتی



حنیف عباسی کے ہاتھ سے لکھا ہوا دعوتی کارڈ



ساجد حنیف

میرے پاس ہیں۔ جن میں اُن کے پرنسپل حمید احمد خان صاحب مرحوم جو بعد میں وائس چانسلر بنے اُن کی تصاویر بھی میرے پاس موجود ہیں جو کہ ایک نہایت فنی استاد تھے۔ بچوں سے میں گزارش کروں گی کہ بڑوں سے ضرور کچھ سیکھیں۔ معلوم ہے کہ آجکل کا زمانہ بدلا ہوا لیکن پھر کوشش تو ہم کر سکتے ہیں نا۔



”پاکستان سے محبت کرو۔ پاکستان کی تعمیر کرو“

قومی یوم اطفال کے موقع پر بزم ہمدرد لوہال لاہور کا خصوصی اجلاس

سید لوہالوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے وہ انہیں اپنا مستقبل کہتے تھے۔ محترمہ سید راشد نے کہا کہ حکیم صاحب نے اپنی پوری زندگی خدمت خلق کے لیے وقف کر دی تھی، وہ لوہالوں کی بہترین تعلیم و تربیت اور ان میں خوداری اور خود اعتمادی کو پاکستان کی ترقی و استحکام کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

اس موقع پر لوہال مقررین نو بہار، مہر ال قمر، ملا علیک صابر، طیبہ رزاق، دھانصور، محمد علی اور ابوینہ خان شامل تھے۔ مقررین نے اپنے خیالات میں کہا کہ حکیم صاحب نے اپنی پوری زندگی خدمت خلق کے لیے وقف کر دی تھی، وہ لوہالوں کی بہترین تعلیم و تربیت اور ان میں خوداری اور خود اعتمادی کو پاکستان کی ترقی و استحکام کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

قومی یوم اطفال (پیدائش شہید حکیم محمد سعید) کے موقع پر بزم ہمدرد لوہال ”پاکستان سے محبت کرو پاکستان کی تعمیر کرو“ قول سعید کے موضوع پر ہمدرد مرکز لاہور میں ہوئی۔ یہ تقریب خاص طور پر خصوصی بچوں کے نام کی گئی۔ اس موقع پر صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان محترمہ سید راشدہ وزیر اے خصوصی تعلیم حکومت پنجاب آصف سعید منہیس، بھمبر پنجاب اسمبلی ڈاکٹر عالیہ آفتاب، شہزادہ کبیر احمد اور زبیب النساء نے کہا کہ حکومت خصوصی افراد کی بحالی کے لئے اقدامات کر رہی ہے تاکہ یہ بچے معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے اپنی ذمہ داریاں خود ادا کر سکیں۔

انہوں نے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ کوشش لوہال نارل لوہالان کے ہمراہ شانہ بٹانہ کھڑے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ شہید حکیم محمد



معروف شاعر علی رضا کے لئے قومی سیرت الیوارڈ صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان ممنون حسین نے 12 ربیع الاول کو سعید سیلا دلتی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان کے تحت اسلام آباد میں ہونے والی قومی سیرت، کانفرنس میں معروف شاعر، جین الاقوامی شہرت یافتہ نعت خواں اور پی ٹی وی لاہور شعبہ حالات حاضرہ کے پروڈیوسر علی رضا کو ان کے نعتیہ شعری مجموعے ”نمائے سرور صلی اللہ علیہ وسلم“ پر قومی سیرت الیوارڈ سے نوازا ہے۔ پنجاب کے ضلع ساہیوال سے تعلق رکھنے والے علی رضا کی اس وقت تک نظم و نثر پر مشتمل پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں ان کے نعتیہ شعری مجموعے ”نمائے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ برس صوبائی محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کی طرف سے بھی اول صوبائی سیرت الیوارڈ مل چکا ہے۔



عابدہ مقبول کا اعزاز

الفاظ گرامر سکول مانوالہ کی ہونہار طالبہ عابدہ مقبول اللہ نرسری سے جماعت ہفتم تک ہر جماعت میں اول آئی ہیں۔ اس کے علاوہ عابدہ مقبول تقریری مقابلوں، مزاحیہ خبریں پڑھنے کے مقابلے، شاعری، سکول کے ڈراموں میں حصہ لیتا اور کہیوں میں بھی نمایاں پوزیشن حاصل کرتی رہی ہیں۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ایک وقوم اور والدین کا نام روشن کرنا چاہتی ہیں۔



پریس کلب کی لٹری کی کمی کے تعاون سے پریس کلب کی لٹری کی کمی کے تعاون سے پریس کلب کی لٹری کی کمی کے تعاون سے

کتاب میلے کا افتتاح پریس کلب فاؤنڈیشن کے ایم ڈی پرو فیسر ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور بک ایسوسی ایٹ رپرو فیسر ناصر بشیر نے کیا۔ اس موقع پر ان کے ہمراہ اطلاعات و نشریات، پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹری رانا محمد ارشد، رکن صوبائی اسمبلی مہد ظہور محمد شعیب مرزا، اعزاز احمد آذر اور ڈاکٹر آصف محمود جاہ بھی موجود تھے۔ لاہور پریس کلب کے سیکرٹری محمد شہباز میاں نے بک اسٹال لگانے پر پریس فاؤنڈیشن کے عہدیداران کا شکریہ ادا کیا۔

لاہور پریس کلب کی لٹری کی کمی کے تعاون سے پریس کلب کی لٹری کی کمی کے تعاون سے پریس کلب کی لٹری کی کمی کے تعاون سے



پھول

جوسارے ایشیائی فضا کو نکھار دے (احمد نسیم قاسمی)

۱۵

پھول: بیار بے مزے وطن کو اک ایسی بہار دے



پھول



پھول: ایک بے

بچے پیشکش کے ساتھ اپنی پاپورت ساتھ ساتھ تصاویر بھی بکھا سکتے ہیں
لاکھوں والے صفحے پر قصوں کا گزرتا ہے
A4 سائز سے بڑی تصویر بکھائی

احمد رضا انصاری۔ کوٹ ادو

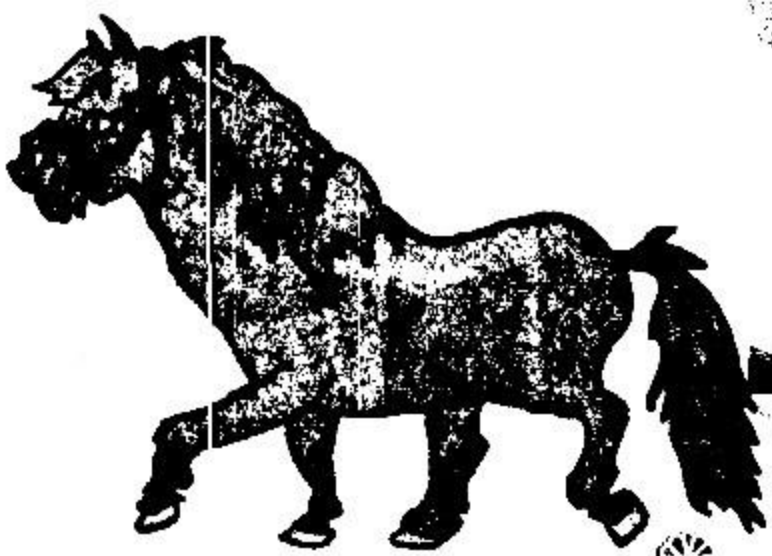
محمد شہباز راجہ۔ روہیلانوالی



ماہ ظفر۔ ملتان

حراتنور۔ گوجرانوالہ

عثمان اکرم۔ ملتان



54



پھول

فروری 2015



پھول



سامیہ انار



کی زبانی

والدین کو کیسے راضی رکھا جائے اور والدین کی خوشنودی کیسے حاصل کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ والدین کی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے۔ یہ حسن سلوک ہم اکابر صحابہ تابعین اور اہم شخصیات کی زندگی کے واقعات کی روشنی میں جانیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اطاعت والدین کے تقاضے پورے کرنا ہمارے دین اسلام کا اہم حصہ ہے۔ اللہ نے اپنی عبادت کے بعد ہر اچھے والدین سے حسن سلوک کو دیا ہے۔

☆ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

”وہ اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا اور وہ سرکش اور گناہ گار نہ تھا“۔ (سورۃ مریم)۔

سیدنا محمدی علیہ السلام کی صفات کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ اپنے والدین کے نہایت فرماں بردار تھے۔

☆ سیدنا زین العابدین علی بن حسین کا تذکرہ ہم تاریخ کی کتابوں میں پڑھتے ہیں۔ آپ اپنی والدہ سے بے حد عزت و احترام اور محبت سے پیش آتے۔ ایک بار ایک شخص نے آپ سے سوال کیا:

آپ اپنی والدہ کے ساتھ سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت زین العابدین علی بن حسین نے فرمایا:

کہ مجھے یاد رہتا ہے کہ کہیں میرا چھ (کھانے کی پلیٹ سے) وہ چیز پہلے نہ اٹھالے جسے میری والدہ نے میرے اٹھانے سے پہلے دیکھ لیا ہو اور وہ اسے کھانا چاہتی ہوں، اس لیے میں اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا کہ اگر میں وہ چیز پہلے اٹھاؤں جسے میری والدہ کھانا چاہتی ہوں تو اس طرح میں اُن کا فرمان نہ ٹھہر جاؤں۔ (شذرات الذهب)

☆ محمد بن سیرین مشہور معروف تابعی ہیں۔ آپ سیدنا انس بن مالک کے غلام بھی تھے۔ ان کی بہن بیان کرتی ہیں کہ محمد بن سیرین جب اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اُن کے احترام اور تواضع کی خاطر اپنی زبان بھی نہیں کھولتے تھے۔ (وفیات الاحیاء)

☆ حیوۃ بن شریح مشہور تابعی تھے آپ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ کے پاس شاگردوں کا جم غفیر ہوتا۔ وہ کاغذ قلم ہاتھ میں لیے اُن کی باتوں کو نوٹ کر رہے ہوتے۔ ایک بار آپ کی والدہ نے درس و تدریس کے دوران مسجد میں آکر کہا۔

”اشھو اور مرغی کو دانہ اُل آؤ“۔

چنانچہ آپ اپنی والدہ کے حکم پر درس و تدریس چھوڑ کر مرغی کو دانہ ڈالنے چلے گئے، بعد ازاں واپس آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

☆ لقمان حکیم نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے سے کہا کہ جنت سے کوئی چیز لاؤ۔ وہ جلدی سے گئے اور مٹی بھرٹی لائے۔ عرض کیا اے جان! یہ جنت کی مٹی ہے۔

لقمان حکیم نے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ یہ جنت کی مٹی کیسے ہوگی؟

جواب دیا: جان! یہ مٹی اپنی والدہ کے قدموں سے لایا ہوں۔

آج کے مسلم نوجوان ان تاریخی اور اسلامی واقعات سے سبق لیں اور اپنے اسلاف کا مبارک عمل اپنانے کی بھرپور کوشش کریں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: اس کی ماں بہت بوڑھی تھی، ایک مٹا دی کرنے والے نے اُس قوم میں آواز لگائی کہ دشمن تم پر آج رات حملہ کرنے والے ہیں پس وہ اپنی بوڑھی ماں کو پیچھے پرلا کر نکل گئی، جب وہ تھک کر غور ہو جاتی تو اپنی ماں کو پیچھے بٹھا دیتی اور اس پر اپنا سایہ کر دیتی۔ اپنی ماں کے پیروں تلے اپنے دونوں پیروں رکھ دیتی تاکہ اُس کے پاؤں شدید گرمی سے جھلس نہ جائیں وہ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے نجات پا گئی۔ (شعب الایمان للصبغی)

☆ حضرت اویس بن عامر قرنی کو یہ مقام و مرتبہ ملا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان سے دعائے مغفرت کرانے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم)

اور یہ مقام انہیں اس لیے عطا ہوا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ جو شخص اپنے والدین کی بہترین خدمت کرنے والا ہوتا ہے، اس کی دعائیں بھی جلد قبول ہوتی ہیں۔ ہم میں کون شخص ہے جو لمبی عمر کا خواہشمند ہو؟ ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کے مدد میں برکت رہے اس کی عمر لمبی ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواہش کی تکمیل کے لیے ہمیں آسان فارمولا بتایا ہے اور وہ آسان فارمولا یہ ہے کہ:

☆ ”جس کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی اور اس کا رزق بڑھادیا جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے والدین کی اطاعت اور فرماں برداری اور صلہ رحمی کرے۔

والدین کی خدمت کرنا ”جہاد“ کے برابر ثواب حاصل کرنا ہے۔ ☆ ایک شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیا تمہارے والدین زندہ ہی؟“

اس نے عرض کیا: ”جی ہاں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مکن دلوں کی (خدمت) ہی تیرا جہاد ہے۔“ (جامع الترمذی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو“ (سورۃ النساء)

والدین جیسے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت وہ زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ بوڑھے والدین کمزور، لاچار اور بے بس ہوتے ہیں، یہ عمر کا ایک تقاضا ہے جبکہ جوان اولاد معاش اور دنیاوی آسائشوں کے حصول میں مصروف ہوتی ہے اس بنا پر کہ مرحلے میں خدا تعالیٰ ہماری مائیں مائیں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کے آگے آف نہ کرنا، نہ انہیں ڈانٹ نہ پٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ لوب و احترام کے ساتھ بات چیت کرنا۔“ (سورۃ بنی اسرائیل)

اسلامی تاریخ سے ہمیں بے شمار واقعات ملتے ہیں جو ہمارے لیے والدین سے حسن سلوک کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ایک ہارموی اشعری اور سیدنا ابو عامر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے عید یافت فرمایا:

ترجمہ: ”تمہارے قافلے میں ایک خاتون تھی جسے قلاں نام سے پکھا جاتا تھا اس کا کیا حال ہے؟“

انہوں نے عرض کیا:

ہم اس خاتون کو اس کے خاندان والوں کے پاس چھوڑ چکے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگئی ہے۔

انہوں نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آخر کس وجہ سے اس کی مغفرت ہوگئی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ماں کے ساتھ اس کے حسن سلوک کی بنا پر۔“



اتنی بڑی ہو گئی ہوں ابھی تک کوئی
دانت نہیں اُٹلا۔ ایشال نور، لاہور

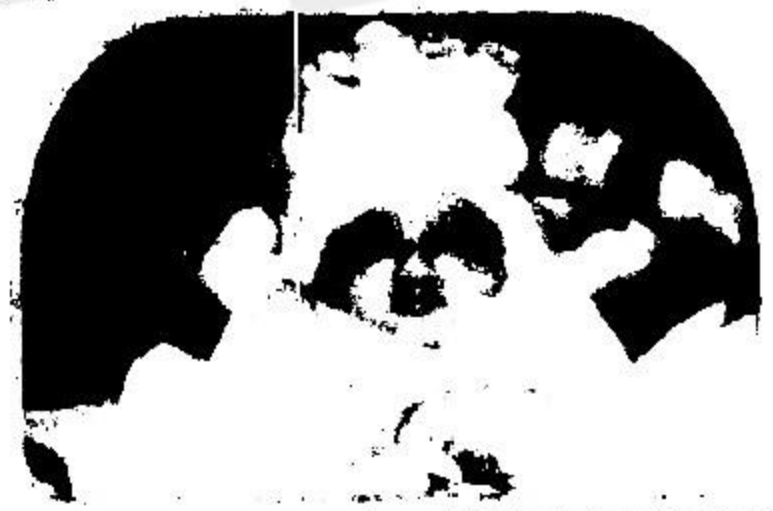
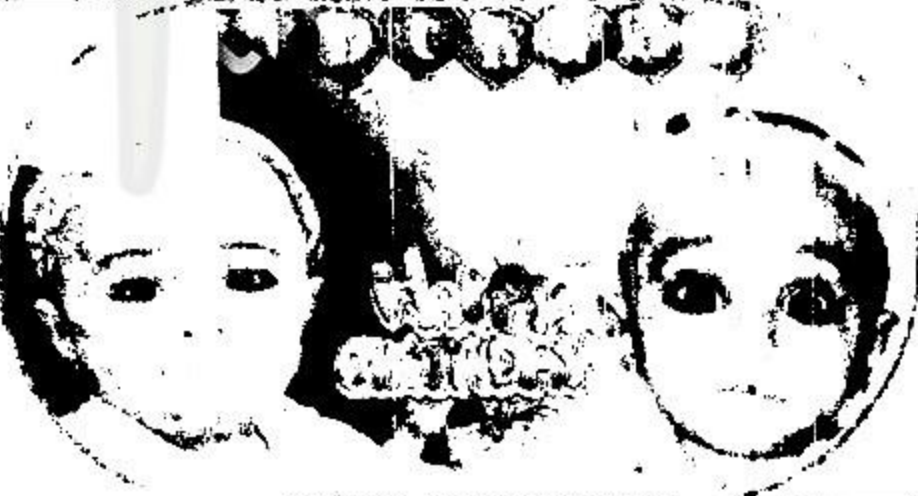
پیارا لگدہ ہا ہوں گا۔ ہاشمہ نسیم، لاہور



میری شادی سردی شادی خوش
محفل ہے۔ عرا، کراچی

میری شادی سردی شادی خوش
محفل ہے۔ عرا، کراچی

میری شادی سردی شادی خوش
محفل ہے۔ عرا، کراچی



مشتہک سالگرہ منانا، خرچہ بچاؤ۔ فاطمہ اعجاز، عائشہ سرفراز، راولپنڈی

بڑی سردی لگ رہی ہے۔ نگریم زاہر، لاہور



میں سکول بھی اسکا ریف مائن لڑوائی تھیں۔
 اچھی لڑکی ہوں نا۔ عافیہ سعید شاہ بھی غلام



فوٹو گرافر انکل تصویر بنا رہے ہیں یا ڈراما
رہے ہیں۔ ارمان حیدر، شاہدہ لاہوری

سائنس و پیمائی کی تکنیک کی ایک سہولت پرانا تجربہ
ولیم جیمز ہارپر نے اسے سب سے پہلے استعمال کیا



میں ذرا پروردہ دار بن گئی ہوں۔ مہربان، لاہور

پیشرونی سائنس کی دنیا



"انجمن برائے تعلیم لاہور" کے تعاون سے اس سلسلے میں قارئین کو سائنس کے حلقہ معلومات ہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اور اہم سوالات کے جوابات "پیشرونی" میں شائع بھی کئے جاتے ہیں تاکہ دوسرے پڑھنے والے بھی مستفید ہو سکیں۔ دلچسپ اور اہم سوال کرنے والے ساتھیوں کو بالترتیب 200, 300, 500 روپے کی کتب انعام میں بھجوائی جاتی ہیں۔ سوال بھجوانے والوں کو جواب انفرادی طور پر بذریعہ ڈاک بھی ارسال کئے جاتے ہیں۔ سوالات ماہنامہ "پیشرونی" کے پتے پر بھجوائیں، ہمراہ کوپن آنا ضروری ہے۔



سائنس کی دنیا

عادل حنیف جنجوعہ... آڈیو کشمیر

سوال: سٹیم سلاز کیا ہیں اور یہ کس کام آتے ہیں؟

جواب: سٹیم سلاز (Stem Cells) ایسے سلاز یا خلیے ہوتے ہیں جو کہ



غیر مخصوص یا غیر امتیازی حیاتیاتی خلیے ہوتے ہیں جو کہ مخصوص یا تفریق ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور (Mitosis) کے عمل سے گزر کر تقسیم ہو کر دوسرے خلیے بناتے ہیں۔ ممالیہ (Mammals) میں دو قسم کے خلیے ہوتے ہیں۔ ایک (embryonic Stem Cells) اور دوسرے (Adult Stem Cells)۔ Blastocysts، Cells، Tissues، Adult Stem Cells، جنم کے مختلف مراحل سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ Adult Stem Cells میں progenitor اور Cells اور Adult tissue کی مرمت کا سسٹم مہیا کرتے ہیں اور Adult tissue کی کمی کو پورا کرتے ہیں۔

انسانی جسم سے Autologous Adult Stem Cells وراثی ذیلی خلیوں سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

1- (Bone Marrow) حرام مغز سے (ٹانگ کی ہڈی یا ٹولہ کی ہڈی میں سوراخ کر کے)

2- Liposuction کر کے Adipose tissue سے (Lipid Cells)

3- خون سے انتقال خون جیسی مشین لگا کر اس میں سے Stem Cell الگ کر لیے جاتے ہیں۔

Stem Cell بچہ کی پیدائش پر Umbilical cord کے خون سے بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

Adult Stem Cells کا طبی علاج میں استعمال بڑھ گیا ہے جیسا کہ Bone Marrow transplant میں۔ سٹیم سلاز (Adult) کی اپ معنوی طریقے سے بھی تیاری اور افزائش کی جارہی ہے۔ لایو سٹیج ذیلی خلیوں کے علاج کیلئے تحقیقی مراحل سے گزر رہے ہیں۔

1- زپائٹس 2- پارکسن 3- جڑوں کا درد 4- لڑا 5- ہڈیوں کا درد 6- تھکن اور دماغی چٹوں کے علاج 7- Learning defects کے علاج کیلئے 8- ریڑھ کی ہڈی کی چھٹ کا علاج 9- انسانی دل کے پٹوں کا علاج 10- کینسر کا علاج 11- سبھی کے علاج

12- ٹوٹے مائٹوں کا بدل علاج 13- ساحت کا علاج 14- پستانی کی واپسی 15- Crohn's Disease 16- Amyotrophie لیشرول 17- Sclerosis رتوں کے بھرنے کیلئے ابھی تک سوائے Bone Marrow transplant کے کسی بھی دوسرے مرض کیلئے Stem Cell therapy کا ذریعہ ترسیل پر استعمال نہیں ہو رہا لیکن وہ دن دور نہیں جب تمام درج بالا بیماریوں کا علاج Autologous یا دوسرے Stem Cells سے ہی ہوگا۔

الویہ قرأت... داخل

سوال: تانبہ کیسے بنتا ہے۔ واضح کریں۔

جواب: تانبہ (Copper) ایک دھات ہے جو کہ دنیا میں مختلف معدنیات کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ تانبہ ایک ایسے قدیمی دھات ہے جو کہ تقریباً سات ہزار سال قبل مسیح میں بھی کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا تھا۔ جب یہ (Cold working) سے بنایا جاتا تھا۔ شمال مشرقی یورپ میں کچھ ایسے شواہد 2010ء میں ملے ہیں جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ پانچ سو سال پہلے تانبہ گرم کرنے کے عمل سے گزار کر بنایا گیا۔ گرم کرنے کے عمل سے تانبہ حاصل کرنے کا کام یورپ اور ایشیا کے مختلف حصوں میں ایک وقت ہی شروع ہوا تاکہ یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو۔ جس طرح دوسرے دھات بنانے کے عمل یا تانبہ کی حال معدن کو باریک بنا کر شروع کیے جاتے ہیں۔ آج کل تانبہ کی حال معدنیات میں تانبہ کی مقدار تقریباً 0.6 فیصد اور دوسری کام آمد معدنیات 2 فیصد ہوتی ہے۔



تانبہ کی حال مختلف معدنیات میں تانبہ کے مختلف کمپاؤنڈ (Compounds) پائے جاتے ہیں جن میں تانبہ یا تو گندھک یا لوہے یا زنک کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ ان معدنیات میں سے تانبہ کی حال معدنیات میں مندرجہ ذیل معدنیات قابل ذکر ہیں۔ سلفائیڈ معدنیات (Sulfide Ores) میں Cu₂S (Chalcocite)، Cu₂O (Cuprite) اور Cu₂O.SiO₂.2H₂O (Chrysocolla) شامل ہیں۔ تانبہ کی آئرن والی معدنیات میں CuFeS₂ (Chalcopyrite) اور ZCu₂CuS.FeS (Bornite) وغیرہ زیادہ مشہوری کے حامل ہیں۔ اب جیسا کہ معدنیات کی کیمیائی ساخت سے ظاہر ہے۔ تانبہ حاصل کرنے کیلئے Ore کو اچھا grind کر کے حرارت سے سلفائیڈ کو کسائیڈ بنایا جاتا ہے SO₂ گیس بھی حاصل کر لی جاتی ہے جس سے سلفیورک ایسڈ بناتے ہیں۔ پھر دیگر کیمیائی عمل کر کے ore کی آکسائیڈ ختم کی جاتی ہیں اور تقریباً 80 فیصد تک خالص تانبہ کے ڈلے (Ingots) بنا لیے جاتے ہیں۔ فائنل مرحلہ میں

Electrolysis کی مدد سے تانبہ 99.9 فیصد خالص حاصل کیا جاتا ہے۔ اس مرحلہ میں تانبہ کے ساتھ ملی ہوئی دوسری آکسائیڈ بھی الگ ہو جاتی ہیں۔ تانبہ کا استعمال آج کی دنیا میں بجلی کی تاریں، پائپ اور ظروف سازی میں ہوتا ہے۔ تانبہ کے ملائے سے بہت سے دوسرے Alloy بھی بنے ہیں جس میں تھیں (Brass) زیادہ مشہور اور مکمل ہے۔

محمد ارشد... منظر گڑھ

سوال: Radiotherapy کیا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: Radiotherapy یا رادیو تھراپی کا معنی عام ہو گیا ہے۔ یہ ایک ایسی therapy یعنی ذریعے یا طریقہ علاج ہے جس میں Ionizing radiations استعمال کی جاتی ہیں۔ عام زبان میں ریلیٹائیو شعاعوں کے ذریعے علاج کا ریلیٹو تھراپی ہے۔ ریلیٹو تھراپی عام طور پر کینسر کے علاج کا ایک حصہ ہوتا ہے جبکہ بعض حالات میں صرف اور صرف ریلیٹو تھراپی ہی استعمال کرتے ہوئے کینسر کا مکمل علاج کیا جاتا ہے۔



رلیٹو تھراپی عام طور پر کینسر پر استعمال کی جاتی ہے کیونکہ ان شعاعوں کی وجہ سے کینسر خلیے افزائش سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ شعاعیں کینسرزہ لٹو کے DNA کو نقصان پہنچا کر اسے موت سے ہٹا کر مرنے دیتی ہیں۔

Radio Therapy اور Radiology میں فرق سمجھنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔ Radio therapy طریقہ علاج ہے جبکہ Radiology میڈیکل سائنس میں تصویر کشی اور تشخیص کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

Radiology میں شعاعوں کا استعمال کم طاقت کا ہوتا ہے اور انسانی صحت کے لیے مضر نہیں۔

Radiology میں Xray اور Ultra Sound کی تکنیک ریلیٹائیو تشخیص کیلئے شہر شہر استعمال کی جاتی ہے جبکہ Radio therapy کینسر کے علاج کرنے والے ہیپٹالوں میں ہی ہماروں کے ذریعے استعمال ہوتی ہے۔ کینسر کے علاج میں جہاں عمل جراحی (سرجری) کا استعمال ہوتا ہے تو Radio therapy کو (treatment) follow up کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ کینسر سلاز کو دوبارہ پیدا ہونے کا احتمال کم سے کم ہو جائے۔

Radiotherapy میں استعمال ہونے والی مشینوں میں بھری لانے کی وجہ سے اس طریقہ علاج میں بھی بھری آتی ہے اور مختلف ذروں سے ٹیمر کو ٹارگٹ (target) کرنے کی صلاحیت آگئی ہے۔ ایسی مشینیں بھی بن رہی ہیں جو 3D میں عمل کر کے ریلیٹائیو شعاعیں بالکل ٹھیک ٹیمر کو تینوں اطراف سے (target) کرتی ہیں۔

امی کتابوں کا انتخاب بچوں اور والدین کیلئے ایک مسئلہ ہوتا ہے ہم آپ کی مشکل آسان کئے دیتے ہیں۔ ہم ہر ماہ آپ کے لئے بہترین کتابوں کا انتخاب پیش کریں گے۔

خود پڑھئے دوسروں کو تشفی دےجئے

جولائی 2015ء

شہر کے لئے دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

سید سرور

مرتب: روڈ لاہور۔ فون: 37231518

حمید اللہ حمیدی معروف قلم کار ہیں۔ نوائے وقت و دیگر اخبارات و جرائد میں ان کے مزاحیہ مضامین اور دوسری تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ یہ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ ان کے



پرسوز افسانے سماج کے نام ایک پیغام اور جبر کے نظام کے خلاف آواز ہیں۔ دل کے تاروں کو چھوٹی یہ کہانیاں محروم و مظلوم انسانوں کی سسکتی ہوئی داستانیں ہیں جو بھوک و افلاس کے خلاف لڑتے لڑتے اپنے نا آسودہ خوابوں کے ساتھ مر جاتے ہیں۔ حمید اللہ حمیدی بیرون ملک مقیم ہیں لیکن ان کا خواب پاکستان میں ایک عظیم لائبریری (کتاب محل) کا قیام ہے۔ اللہ ان کو کامیاب فرمائے۔ آمین



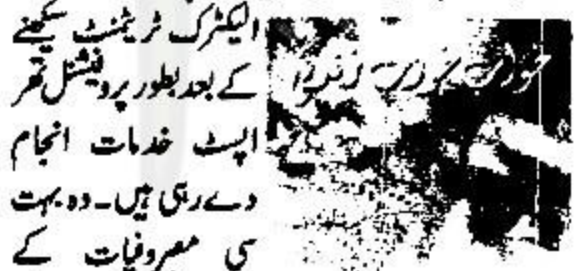
نام کتاب: خواب خواب زندگی

☆ ☆ ☆

شاعرہ: فرزانہ فرحت

قیمت: 325 روپے۔ ناشر: فیروز سنز لاہور۔ زیر اہتمام شریف اکیڈمی، جرنی

یہ فرزانہ فرحت کا دوسرا شعری مجموعہ ہے۔ انہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہو گئیں۔ انہوں نے بہت سے انعامات اور ایوارڈز حاصل کیے۔ 1996ء میں وہ برطانیہ چلی گئیں وہاں انہوں نے ہیومن انائیٹی، فزیالوجی پروڈکٹ ٹانج اور الیکٹرک ٹریڈنٹ سیکھنے کے بعد بطور پروفیشنل تھریپسٹ خدمات انجام دے رہی ہیں۔ وہ بہت سی مصروفیات کے باوجود علم و ادب کی خدمات میں مصروف ہیں۔ وہ لفظ و معنی کے



رشتے کو سمجھتی ہیں۔ ان کی شاعری اپنے تہذیبی پس منظر میں شعری روایات، تجربوں کی سچائی اور حسن بیان کی آمیزش کے ساتھ شعری افق پر جلوہ گر ہے۔

☆ ☆ ☆

شریٹ اردو ہزار لاہور۔ فون: 37361408

محمد بہرگی کو ایران میں بہت مقبولیت حاصل ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے بھی بہت سی کہانیاں لکھیں۔ یہ کہانیاں آج بھی بہت مقبول ہیں جو زندگی کی حقیقتوں کو روشناس کرواتی اور روشن مستقبل کی امید دلاتی ہیں۔ زیر نظر کتاب کی کہانی ایک

نہی سیاہ مچھلی

بوڑھی مچھلی کی زبانی بیان کی گئی ہے جو اپنے بچے پوتوں کو نہی سیاہ مچھلی کا قصہ سناتی ہے جو دنیا دیکھنے کی جستجو رکھتی ہے اور اس کی راہ میں منفرد دلچسپ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ نثر شہیدی نے بہت عمدگی سے اس کا ترجمہ کیا ہے اور دیدہ زیب انداز میں رنگین شائع کی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

نام کتاب: مجید امجد

نسیب ناصر حسین

مرتب: اقتشام علی

قیمت: 790 روپے۔ ناشر: بیکن بکس۔ غزنی سٹریٹ

اردو ہزار لاہور۔ فون: 37320030

مجید امجد (1914ء تا 1974ء) کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جن کی شاعری کے معانی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اس

کتاب میں ایسے مضامین شامل کیے گئے ہیں جن میں مجید امجد کی شاعری کو کسی نئے تناظر میں سمجھا گیا ہو۔ وقت کے ساتھ ساتھ مجید امجد کی نظم کی حسین کا دائرہ یورپ اور ایشیا کی دیگر زبانوں تک وسیع ہوا ہے۔ یہ کتاب مجید امجد صدی کے حوالے سے شائع کی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

نام کتاب: سوز دل

مصنف: حمید اللہ حمیدی

قیمت: 400 روپے۔ ناشر: بک ہوم۔ بک سٹریٹ 46

نام کتاب: قصص الانبیاء

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر 22 انبیاء کرام)

مصنف: ابن کثیر

قیمت: 50 روپے فی کتاب (فی سیٹ 23 کتب 1150 روپے)۔ طے کا پتہ: علم و عرفان پبلشرز۔ 40

الہمدیٹ، اردو ہزار لاہور۔ فون: 37352332

انبیاء کرام کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ بطور مسلمان ہم تمام انبیاء کرام کو اللہ کے نبی مانتے ہیں جبکہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث کی کتب میں مختلف انبیاء علیہم السلام کی سیرت اور واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

چونکہ تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے تھے اس لیے ہر نبی کی زندگی احکام الہی کی بجا آوری، صبر و رضا، ایثار و قربانی اور صلاح انسانی کے لیے وقف تھی جس میں ہمارے لیے سبق ہے۔

23 کتابوں کے اس سیٹ میں سیرت النبی ﷺ، حضرت آدم، حضرت صالح، حضرت موسیٰ، حضرت یعقوب، حضرت سلیمان، حضرت لوط، حضرت خضر اور حضرت الیاس، حضرت ادریس، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت یونس، حضرت ارمیا بن حلقی، حضرت داؤد، حضرت طالوت، حضرت یونس، حضرت ذوالکفل، حضرت لوط، حضرت عیسیٰ، حضرت دانیال، حضرت اسحاق، حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کی سیرت پر مشتمل کتب موجود ہیں۔ جن کا مطالعہ ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔

☆ ☆ ☆

مصنف: محمد بہرگی۔ ترجمہ: نثر شہیدی

قیمت: 75 روپے۔ ناشر: ادبیات۔ رحمان مارکیٹ، غزنی

جولائی 2015ء

پاک فوج کو سلام وطن منز کوکھا
پاکستان زخمیاد
(عائشہ طارق۔ محل کلاں، مہرات)

انعامی خط نمبر 3

3 کس سے کہوں یہاں سال مبارک؟
(بچی جاپ کا ہے)

سال 2014 بھی ناخوشگوار پائیں ہو تاثرات چھوڑ گیا 18 دسمبر کے سامنے
پر سب اندر ہو گئے۔ لوگ ابھی تک خم دھسکی کیفیت میں ہیں۔ کچھ پوچھیں
تو میرا دل دکھتا ہے اس "ایک دن کی پاکستانیت" پر۔ ہر ماہ "پھول" ہمارے
آباد کی محنت گلے رہتاؤں کی قیادت اور ان کے ایثار و ہارسے فرائض سے
آگاہ کرتا ہے۔ لیکن شاید ہم اتنے جس ہو چکے ہیں یا سوچنے لگنے کی قوت
کو بیٹھے ہیں کہ کچھ دایمی انداز کو نظر انداز کر کے اپنی آنکھوں پر جو جیسا ہے
چل رہے ہیں۔ کی پٹی لگائے مغربی تہذیب کے پیچھے رواں دواں ہیں۔ ہم
لوگ تنہا کرنے میں تو شیر ہیں پر بات تعمیر جن کی ہونڈ کو گتے ہو جانے میں
عافیت ہے۔ کچھ کہوں تو ہم لوگ بحیثیت قوم مردہ دل اور بے حس ہو چکے
ہیں۔ ذرا سی بات پر جھوٹ پلانا، گالی گلوچ کرنا اور قتل کر دینا ب معمولی بات
ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں کسی کے قتل سے پہلے سرخ آغوش چلتی تھی
لوگ زور و شور سے استقبال کا در شروع کر دیتے تھے۔ ہمارے تو کسی بے گناہ کی
موت پر ہنس بھی نہیں کیا جاتا۔

ارتقا کا عمل رک گیا ہے شاید
اب آدمی سے انسان نہ بن سکیں گے ہم
مگر لوگوں کے جبرمت میں چند انسان باقی ہیں جو دینی انسانیت کی خدمت
کرتے ہیں۔ انہی کے کم سے دنیا آباد ہے مگر اپنے چین کی بات کی جائے تو
ایک دن کے پاکستانی تو بہت ہیں لیکن "سچے پاکستانی" بھی کسی لالچ و مغاڑ
کے بغیر پاکستان کی طرح کے لئے کوشاں ہیں۔

پچھلے سال کے ناخوشگوار واقعات بدل نہیں سکتے پر خود کو قوم بنا سکتے ہیں۔ ہم
لوگ خود کو بدل سکتے ہیں کیلئے درنا تو دینی بات نہیں اگر سچے دل سے چین کی
حالت سنوارنے کی کوشش کریں۔ غلوں دل سے دھروں کے کام آئیں۔
جب احساس و جذبات سے چین انسان قوم بنیں گے تو ہمارا وطن عروج و کمال
تک پہنچے گا اور یہ سب بھی ممکن ہے جب اپنا حساب کر کے چلی گئیں سے ہم
اپنے پاکستان کی خوشحالی کے لئے قدم اٹھائیں۔ پاکستانی ہونا ہمارا فخر ہو۔
جب ہر دن مبارک ہو گا اور ہر سال مبارک ہو گا۔ شاہد اللہ پاک بس اسی
احساس انسانیت سے ہم کو فرمائے (آمین)

(نوریدہ۔ سیالکوٹ)

☆ کیم جنوری کو "پھول" ملا تو ایسے لگا جیسے اپنے عزیز بھائی سا لگے۔ کاغذ بھیجا
ہو۔ (ہم نے تو بھیج دیا آپ نے کوئی تھوڑا نہیں بھیجا) یقین کریں میری تو خوشی
ویدیٹی تھی۔ "پھول فورم" میں اپنی تصویر دیکر خوشی ہوئی۔ (باقیوں کا کیا حال
ہوا تم پوچھیں) میرے تمام ساتھیوں نے مبارکباد دی۔ (سلام ساتھ کام)
تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ ان میں "خروٹ کے چٹکے" "زینت" "وادیات"
"شکر" "سروے" "اچھی لگیں"۔ اکثر انعام لہتی کوڑی دقت کا سن کر بہت دکھ
ہوا۔ حضور اکرم کی حیات مبارکہ پر لکھیں گیں تمام حوالہ پر اچھی تھیں۔ انعامات
کی برسات میں میں نے پچھلے ماہ سے حصہ لینا شروع کر دیا ہے اور مجھے امید
ہے کہ میرا انعام ضرور ملے گا۔ (بجسٹہ رفر سے)۔ "شکر انشیں"
پڑھ کر ہنس آگئی۔ (بچی 111)

(عمر قابل گلش۔ رکھا نواب، لاہور)

☆ جنوری کا پھول زبردست تھا۔ دوشنبہ گدوں کے خلاف آواز اٹھانی
ہوئی۔ ہمیں تو دکھ اور درد ہو کر، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتے ہوئے
رہنا چاہیے۔

(ضیاء رحیم۔ لاہور)

☆ سال کا پہلا شہد بہترین تھا۔ سرور کی اسے آغوش ہمارا لگا رہا تھا۔ حمد و
نعت اور کہیں سے دل و دماغ مقرر کیا۔ ادارہ پر بھی پرہیز تھا حضور ﷺ

دل سے لینے والی تحریریں تھیں۔ پاکستان کے بعض علاقے ایسے ہیں جن میں
تعلیم کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہوا اگر کہ تو وہاں کے لوگوں کا تا شعور نہیں کہ
ہم اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنا کیسے مالا لگہ علم ایک ایسی دولت ہے جو نہ تو
کبھی ختم ہو سکتی ہے اور نہ ہی اسے کوئی چرا سکتا ہے۔ آخر پر میری تمام
مسائلوں سے ایک درخواست ہے ایک استاد ایک ایچا ہے کہ خدا کا نام
مسلمان خود ہوا جائے فرقہ پرستی ختم کر دیں۔

میں رنگ و رو کو توڑ کر ملت میں کم ہو جا
نہ تو رانی سے باقی نہ رہانی نہ افلائی
اور آخر پر میرا پیغام یہی امت مسلمہ کے نام (آئی بڑی عالی لیڈز) آپ
سب عہد کریں کہ ہم اپنے آپ کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالیں گے اللہ
اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کریں گے (انشاء اللہ)

انعامی خط نمبر 2

☆ سال کا پھول کھلا پہلی خوشبو اس کی کوکھ سے اٹھ رہا اس کا
قاسب سے ہمارے سال کو خوش آمدید کہتا۔ حمد و نعت، کریمہ تو
اچھی ہی تھیں اور یہ بھی قاصد کی صدا۔ وطن کے بچوں نے کر کے جان اپنی
قربان دیا قوم کو ایک نیا حوصلہ اب دشمنوں کو ملے کی گھنٹ نہ پلاد۔ یہ مزم۔ یہ
پاک فوج کا۔ قوم بھی اب متحد ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو یاد دہرائے گی۔ وطن
کے دشمنوں کو یاد دہرائے گا۔

سلام ان شہید اساتذہ پر اور سلام ان شہید بچوں پر جنہوں نے اپنے وطن اور
تعلیم کے لئے قربانی دی۔ دوشنبہ گد میں تعلیم سے روکنا چاہتے ہیں ہم کیسے
تعلیم سے رک جائیں اس کا ہم تو ہمارے پیارے نبی ان الفاظ میں دیا ہے۔
"علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے" دوسری جگہ شاعر فرمایا۔ "علم
حاصل کرنا چاہے اس کے لئے جتن چاہا پڑے" ہم کیسے پڑھنا چاہتے تھے ہیں
یہ ہمیں ڈرانا چاہتے تھے تو سنیں اور خوف تو اب کھل گیا ہے اب دوسرے سے
بھی ڈر نہیں لگتا کیونکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص علم کے راستے میں لگتا
ہے اگر راستے میں اسے موت آ جائے تو وہ شہید ہے۔ یہ کیا کہتے ہیں دشمنوں
سے ہمیں ڈر نہیں گئے۔ پوری قوم پاک فوج کی پشت پر ہے اور ہمارے بہ
سالار نے کہا ہے ہم یہ جنگ جیتنے کے لئے لڑ رہے ہیں اور ہم ہارنے کا سوچ
بھی نہیں سکتے اور ہماری دعا ہے کہ پاک فوج اپنے اس مزم میں کامیاب
رہے اور جیت کی بلندیوں تک پہنچے۔ آمین پھول میں نبی پاک کے حوالے
سے لکھی گئیں۔ سب تحریریں شاعر تھیں۔ پیارے نبی کی ذات اقدس کے
بارے میں جتنا لکھیں اتنا کم ہے اگر دنیا کے تمام دواؤں کو سیاہی بنا دیا جائے
اور میری پاک کے بارے میں لکھیں نہیں تمام دواؤں کی سیاہی ختم ہو جائے
گی ہمارے نبی کی غریباں ختم نہیں ہوں گی۔ درود شریف کی فضیلتیں "عمر
عبداللہ گل" کی خوبصورت تحریریں درود پاک دے دیے ہیں پھول قاری روزنامہ گد
شاہد مرحبہ پڑھتے ہیں اور اس کی برکات پہلے کے ساتھ ساتھ قاصد کے
روز بھی الگ شائستہ رکھیں گے۔ "محمد طاہر عمیر" کو خوش آمدید کہیں گے وہ
بیشک کی طرح "خروٹ کے چٹکے" لے کر آئے اور چمکے۔ (اس مرحبہ پر
لائے ہیں پہلے تو تازہ پل لاتے تھے) "وادیات" "نذر انہا لوی کی زبردست،
نئی۔ (نذیر صاحب یہ لوگ پرچہ کوڑا نہیں گئے آپ پر) اگر ملک کا ہر غریب
کوڑی کرے تو ملک سے بہت سی برائیاں اپنے آپ ختم ہو جائیں گی جو
کوڑیاں نہ ملنے کے باعث پیدا ہو جاتی ہیں۔ "زینت" "علی اکمل تصویر کی واقعی
پھول کی زینت تھی۔ "شکر" ایک منفرد تحریر تھی۔ تمام کہیں ایک سے بڑھ کر ایک
تھیں۔ "شکلا کی کہانی" "سید مراد احمد بڑا ذرا" "جائزہ" "پیش افراد معاشر
سے میں خصوصی توجہ چاہتے ہیں اور یہ معاشرے کا بہت مفید کن ثابت ہوتے
ہیں اس کی کئی مثالیں ہیں اس پاس نظر آتی ہیں۔ محمد مستور سید عروج کاظم،
حاجہ حبیبہ، سیدہ وقار، سیدہ محمد خان اور پیدر، حنا زہرا، محمد ذریعہ سب نے ا
یک سے بڑھ کر ایک موضوع کو چنا۔ سب کی تحریریں اچھی تھیں۔ محمد صدیق گل
کی تحریر میں شائین اور دوسرے جاوید کے بارے میں بہت دلچسپ
مطلوبت تھیں۔ فوزیہ سید صاحب کی تحریر "پھولوں کے جنازے" پوری قوم کی
آواز تھی۔ کہانیاں بیشک کی طرح ستاروں کا جبرمت تھی۔



وہ تمام پھول ساتھی جو طویل خط لکھتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ ہر
ماہ طویل خط لکھنے کے بجائے ایک دو ماہ کے وقفے سے طویل خط لکھا
کریں تاکہ دوسروں کے خطوط کو بھی انعامی ہونے کا موقع مل
سکے۔ جس کا خط انعامی ہو جائے وہ تو دو تین ماہ کی "درخواست" پر چلا
جایا کرے یا مختصر خط لکھ دیا کرے۔ خطوط کے شروع میں بسم اللہ
لکھنے کی بجائے پڑھ لیا کریں۔ قرآنی آیات و احادیث کم لکھا
کریں کیونکہ خطوط کی بہت زیادہ کثافت چھانٹ کر ہڑتی ہے۔ مختصر
مگر موثر کی پالیسی پر عمل کریں۔ شکریہ۔

انعامی خط نمبر 1

☆ بسم اللہ سے ابتداء ہے میری انعام خدا جانے
میرے دل میں پھول ہے پھول کے دل کی خدا جانے
(پھول کے دل میں بھی پھول ہے لیکن کوئی کا)
☆ جنوری کے شمارے کا مجھے بڑی بے چینی سے انتظار تھا اس کی وجہ شاید یہ
تھی کہ مجھے امید تھی کہ اس بار پھول نیگزین میں میرا نام بھی ہوگا۔ (خوش
فہمیاں) اس وقت میں کچھ پڑھ کر رہی تھی جب میری دوست آئی اور
اس نے پر خوش خبری سنائی کہ پھول آ گیا۔ یقین کریں مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ
فوراً اٹھی اور اس سے نیگزین پڑھ کر اپنی کہانی تلاش کرنے لگی مگر اجاچی
حسروں پر آنسو بہا کے سوا) بہت لمبوں ہوا کیونکہ کہانی شائع نہیں ہوئی
تھی۔ (معاذ اللہ ہوتی تو شائع ہوتی) لیکن دل کو توڑی تھی دی اور اب میں صفحہ
تالیف انعام پاپے والے صفحہ کو دیکھ رہی تھی اور اب میری خوشی کی انتہا نہ رہی
دل میں خیال آیا کہ چلو شکر ہے ہم بھی کسی نیگزین میں جگہ لے لے رہے ہیں
چاہے توڑی ہی سی۔ (ہم ہی آگیا ہے انعام تو نہیں) سرور کی پر مصمم ہی گزرا
ہے ہر پند آئی اور اس کے ساتھ تمام تحریریں دل کو چھو لینے والی تھیں۔ شاید کی
کہانی ایک زبردست تحریر تھی جسے پڑھ کر احساس ہوا کہ ہم لوگ واقعی شاید اچھے
مصمم بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے اگلی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ (ہم
لے تو آپ کی حوصلہ افزائی کر دی تا) شہدائے پشاور کے متعلق تحریریں پڑھ
کے دی اسوں ہوا۔ بہت تم ہوا کہ ہم مسلمان کب ہوش میں آئیں گے۔ کب
ہمارے غمیر جاگیں گے کیوں ہم پاکستان جو کہ اسلامی جمہوریہ ملک ہے۔ کے
خیر خواہ نہیں ہیں کیوں ہم اس میں شہاد کر رہے ہیں۔ اب تو اس بچے کو سکول
بھیجتی ہے یا کچھ سوا سلف لینے بھیجتی ہے تو اس کا دل بچے میں ہی انکا ہوتا
(ماؤں کا دل تو ہمیشہ بچوں میں ہی انکا ہوتا ہے) اس ملک کے مصمم بچوں کو
جو مارا جاتی سرایہ ہیں "زینت" کہانی اور "خروٹ چٹکے" بہت دل چپ اور

چاہے ہیں لیکن انشاء اللہ ہماری پوری قوم جھڑپ کر کے شاد بستان ملک دشمن عناصر کو ختم کرے گی۔ اب ہمیں اس خطرناک صورتحال میں اپنے دلوں کو مضبوط کر کے حکومت کا ساتھ دینا ہے اور اس کے لیے صرف ہمارے دلوں کو نہیں بلکہ پاکستان کے ہر شہری اور ہر دیہاتی کو اپنی ذمہ داری نبھانی ہوگی تاکہ پاکستان کو ترقی یافتہ ملک بنائیں۔ "پاکستان زندہ باد، پاکستان پاکستان باد" خدا حافظ۔

(حاجہ عابد گورگاہ)

☆..... سرورق ہمیشہ کی طرح خوبصورت تھا۔ بہت محترم اور پاکیزہ۔ جنوری کے میگزین کا انتساب سانچہ پڑھ کر اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ساتھ پشاور کی تاریخ کا افسوسناک واقعہ ہے۔ ملک دشمن عناصر ان واقعات سے ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے ہیں لیکن شاید ان کا اعجاز نہیں کہ ہم بہادر اور زندہ دل قوم ہیں۔ انشاء اللہ ہم ان مشکل حالات کا ڈٹ کر سامنا کریں گے اور ان بری طاقتوں کو توڑ جواب دیں گے۔

(درویشی مطہریک - گجرات)

☆..... ماشاء اللہ سے پھول بہت عمدہ جا رہا ہے اور اپنی گنتی تو بڑے سے سب کو مسترد کر رہا ہے۔ آپ کی محنت و جدوجہد تو اس جگہ شہر سے ہی نظر آگئی۔ "پھول" رسالہ ہر مہینے ترقی کی میز پر چڑھ رہا ہے اور ہندی کو چھوڑ رہا ہے۔ اس مہینے کا پھول مہینہ 22 جنوری کو ملا۔ سرورق پر خوبصورت سی دانیہ بہت باریک رنگ کی تھی۔ اس باریک جھڑپ بہت اچھی تھی اور فٹ کا کیا ہی کہنا۔ اور یہ میں آپ نے بالکل صحیح لکھا ہے "وقت کو تو پرنگ گئے ہیں" اور سانچہ پشاور نے ہر آنکھ کو نم کر دیا۔ کیسے بے حس لوگ محصور پھولوں کو مر جھان دیتے ہیں؟ 16 دسمبر پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔

سب ہی کہنا ہیں بہت زیادہ عمدہ تھیں۔ یہ پھول تو مجید نظامی و شعیب ہوائی اور آپ کی ٹیم کی جدوجہد اور دوسروں کو طم کو طم کی روشنی سے منور کرنے کی ان کی خوبصورت تصویر ہے۔ یہ مجید نظامی صاحب کا بویا ہوا بیج ہے جو اب ایک سرسبز باغ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ آپ نے بہت سے لوگوں کو طم کی روشنی سے بالادال کیا ہے۔

ہے	وی	لوگ	جہاں	میں	ایک
آئے	ہیں	جو	کام	دوسروں	کے

(حسنہ زکی - ملتان)

☆..... ہم نے 2014ء میں بہت کچھ کھویا، سرفہرست جناب محترم مجید نظامی صاحب کا دارغ مفارقت ہے۔ نظامی صاحب تخت صحافت کا وہ عظیم سایہ تھے جس کو جس کو اس دل سے محسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔ واقعات ان کی بات سے صحافت کو بہت نقصان پہنچا بہر حال وقت سب سے بڑا ہر ہم ہے۔ انہیں کتنا ہی کھرا کیوں نہ ہو، آہستہ آہستہ مندرجہ ضرور ہو جاتا ہے۔ سانچہ پشاور آؤں یا قیامت صغریٰ اتنے محصور بچوں کا قتل، کبھی تاریخ میں ایسی وحشتانہ مثال نہ ہوگی۔ ان بچوں کا قصور کیا تھا کہ وہ پاکستانی فوجیوں کے بیٹے تھے یا کہ مسلمان ہوں ان کا جرم بن گیا؟ آپریشن "غضب" کھڑے تھے تو ان کی مدد نہ کرتے، سے اپنے دشمن پر کا حزن ہے۔ انشاء اللہ! حجت پاک فوج اور قوم کی ہوگی اور ان ملک دشمن عناصر کو ترقی یافتہ ممالک کی۔

(محمد قمر اڑخان - قائد آباد ضلع خوشاب)

☆..... ہمارا پیارا پھول اللہ پاک کے رحم و کرم تمام پھول ساتھیوں اور ایڈیٹر جمی کی محنت کے سبب اپنی منزل کی طرف دعائیں دواں ہے۔ پھول نامہ صرف نام کا ہی پھول ہے بلکہ یہ حقیقت میں کسی بھی پھول سے بڑھ کر ہے۔

جہاں	جائے	خوشیاں	نکھڑائے
ہر	مرجھائے	چھڑے	کھلائے
ہر	دل	کو	دشمن
ہر	ایک	تکلیف	کو

محمد اور نعمت پڑھ کے اداریہ پر آپ بچے ہوا رہے ہیں ایڈیٹر جمی نے بہت ٹوپ فرمایا۔ واقعی وقت کا پتہ ہی نہ چلا گزرا اور گزرتا ہی گیا وقت کا بھی پتہ پڑا کراڑی چلا گیا۔ یہ تو ایسی عدا ہے جو خود تو جیتی ہی چاہنے ساتھ ہمارے

کئی پیادوں کو بھی ہمارے جانے جاتی ہے 2014ء کا سال پلک جھپکتے ہی گزر گیا۔ کچھ احساس ہی نہ ہوا کئی عیارے ہمیں اس دارقانی میں چھوڑ کر خود دنیا جلاوٹی میں چلے گئے۔ ان پیادوں میں محترم مجید نظامی بھی شامل ہیں جو اپنی محنتوں، کوششوں کا ثمر پھول کی صورت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ ہند پاک 2014ء میں وفات پانے والے تمام مسلمانوں کو جمعہ الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ان کی قبروں کو نور کا گوارہ بنائے۔ آمین! ہمیں چاہیے کہ ہم اس وطن محنتوں کے شہر اور اسلام کے قلعے پاکستان کی حفاظت کرے اور اس اسلام کے قلعے کو قائم رکھنے کیلئے دن رات محنت کریں۔

(شاما کریم - بنیان)

☆..... جنوری 2015ء کے اداس و بوسمل فضا میں اپنے اجتماعی دن تھے جب پھول محمول ہوا اور یقین کریں آپ اپنی کوشش میں کامیاب رہے ہیں کیونکہ پھول نے سو گوار دلوں پر تسلی و تسکین کا مہم رکھا۔ ہم جن ماؤں کے بچے قربان ہوئے انہیں تو صبر آتے ہی آئے گا۔ ہماری دل ہر دلی دعا میں ان کے ساتھ ہیں۔ محمد صدیق گل کا آرٹیکل بہت ہی معنی والی تھا۔ شاہین اور دوسرے جانوروں اور پرندوں سے میں نے بہت سے سبق سیکھے لیے۔ (انسانوں سے تو آپ نے سیکھا نہیں انہوں نے ہی سبق سکھا دیا آپ کو) مددہ شہزادی کے مشاغل فارغ رہا جبکہ اوروں نے مددہ بنائے۔ آپ بھی تو ایسے ہی بن گئیں کیونکہ مائے سال کو مبارک کہنے کا اعجاز بہت بھلا۔ کٹر خالد کا خط تو بذات خود ہی خوب دعوت مطالعہ دیتا ہے اس پر مستزاد آپ کی برہنگی و حاضر جوابی بھی ان کے خط کو ایٹ کرتے ہوئے عروج پر رہی۔ حرا دو بالا ہو گیا۔ عید اللہ اور صائم کی تصاویر پر تہہ و ثرائی جبکہ میر کی تصویر پر شاعرانہ ہے۔ تیوں اچھے لگے۔ تصویر پھول کی منظر کشی بہت دلچسپ ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر سے پہلا تعارف مہینہ "کوثر" کے ذریعے ہوا تھا ان کی علمی خدمات کی تفصیل پھول کے ذریعے معلوم ہوئی۔ نور بیہوش کی تحریر بہت بھلی لگی۔ صفحہ 38 پر تو میں بڑا سا کراس لگا چکی ہوں۔ انتظامیہ سے درخواست ہے کہ پھول میں اشتہارات کے لیے سلیکشن بہت دیکھ بھال کر کی جائے۔ یہ نسل لو کی تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور اس کے قارئین میں بڑا حلقہ نو جوان لڑکیوں کا ہے۔ جن کو شرم و حیا اور مناسب لباس کا درس دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ (حال ہی میں چیف ایڈیٹر صاحب نے نوائے وقت کی تمام مطبوعات میں تعویذ و دعا کے حاملوں اور ناموں ادویات کا اشتہار شائع کرنے پر پابندی لگائی ہے) پھول کیلئے بہت خوبصورت ہے۔ سب تصویر کے خانے میں ہر ایک کی اپنی جگہ ہے۔ جو چاہا اپنی تصویر لگا سکے اور جو چاہے کوئی اہم اقوال زریں یا آیات قرآنی چسپاں کر سکے۔ (ظاہر ہے تصویر اس قابل ہوئی تو وہ ہی گنتی کھنڈارے اس بار سب کے سب حراے کے ہیں اتنی محنت سے ترتیب دینے کے میگزین پر تفصیل تبصرہ بھجایا کریں۔ ہر ملہ تو انہی نہیں کر ہے؟ (آپ دو تین ماہ بعد تبصرہ بھجایا کریں۔ ہر ملہ تو انہی نہیں کر سکتے) سید سردار احمد زہد کے بارے میں جان کر خوشی ہوئی۔ ہم سب تعین رکھتے ہوئے بھی کچھ خاص کام نہیں کر پاتے مگر وہ بصارت سے عزم ہو کر بھی ماشاء اللہ کامیاب ہیں۔ (ان کا تسمیلی انٹرویو بھی شائع کر چکے ہیں)

"زینت" کی نعت کی فرض سچائی سے وقاداری پسند آئی۔ "داروات" بہت اچھی (تو یہ داروات بھی بھلا بھی اچھی ہوئی ہے) بلکہ اس شکر کے کہ ہم ترین تحریر ہے انتظام سے خوشتر کہانی نے جو پلٹا کھایا اس نے اسے ہر دلوں پر بنا دیا۔ "انخروٹ کے چھلکے" گہرائی لیے ہوئے ایک عمدہ تحریر ہے۔

2015ء جس طرح خود بنا ہے اسی طرح اس میں آنے والا آپ کا پہلا ادبی بھی نیا اعزاز لے ہوئے ہے۔ جی ہاں پہلے سے کہیں زیادہ شجیرگی اور چٹکی اس بار ادبی کو منفرد مداری ہے۔ "نور کی اپنے انتظام کی طرف تیزی سے گامزن ہے اور ہم اپنے انجام سے بے خبر"۔ خدا کرے کہ جب ہماری زندگی کا اختتام ہو تو ہم خسارے میں رہنے والے نہ ہوں۔ "آمین آمین" اس کے ساتھ ہی اجازت دیتے۔ (خوشی سے)

(حاجہ جس - لاہور)

☆..... جنوری 2015ء کا رسالہ بہت اچھا تھا۔ مہینہ پھول ہمارے خوشی کا

ذریعہ ہے۔

(ذوالقرنین غلام مصطفیٰ - ضلع جہلم اور ملتان)

☆..... میری بی بی ارم شائستہ جو کہ جوان لکھاری تھیں اب اس دنیا میں نہیں رہیں۔ لیکن ان کی تحریریں زندہ ہیں۔ ارم شائستہ کے مکتوب اس کی پھولی بہن زینت شائستہ ایم اے انگلش نے چند طور پر تحریر کی ہیں۔ سیدہ سہا پ پھول میں شائع کریں گے۔ میں انہیں ارم شائستہ کی جگہ کھڑا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ کے تعاون سے یہ ممکن ہو سکے گا۔ آخر میں عرض ہے کہ ارم شائستہ کی شخصیت اور تحریروں اور تحریمت کے لیے اگر آپ کچھ شائع کریں گے تو ہماری فائیک شری ہو سکے گی۔ ماشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مایہ نام ہو۔

(جی) ہمیں خود بہت مدد ملے گی انہوں نے جب خدا میں اپنی بیماری کا ذکر کیا تو اس کی صحت کی داد دینا چڑی اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کی۔ ارم شائستہ اور زینت دلوں کی تحریریں شامل اشاعت ہیں۔ ہمارا تعاون اور نیک تمنا میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم ارم شائستہ کے کدھات کی بلندی کے لیے دعا کر رہے ہیں گے۔

(محمد احمد مصلح والد ارم شائستہ)

☆..... رسالہ جنوری سن 2015ء کا بہت اچھا تھا۔ مہینہ پھول نے ہمارے لیے بہت خوشی دی ہے۔

(نعمان گزرا احمد - ضلع جہلم اور ملتان، چنڑی بٹلیاں)

☆..... ایک منفرد، معیاری، اخلاقی اور تفریحی رسالہ ہے۔ آپ کو نیا سال مبارک ہو۔

(اسد سلیم، جزو محبوب، مارشد، مسدانا، احمد، مارشد، ہلال نوری)

☆..... اپنے عزیزوں کیلئے سب سے بہترین تحفہ "دعا" کا تحفہ ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ آپ بھی انہوں میں سے ہیں کیونکہ تو بہا حقیرا دل سے یہ دعا لکھی ہے کہ نیا سال آپ کیلئے اچھی مبارک ہو اور آپ شہرت کے آسمان پر آپ جاعین کر چکیں۔

جس باغ میں بھی جائیں آپ پھول بن کے چکیں۔ پھول کو پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔

(انجم عبدالعزیز - وارثین)

☆..... سب سے پہلے پھول اور اس سے وابستہ ہر اس قاری کو جو پھول پڑھتا ہے، نیا سال مبارک۔ پہلے حمد و نعت اور کتب پر میں کہنا تھا، جو مجھے ہند آؤں وہ غمزدہ اسی کی "داروات" (نور صاحب آپ تو ہر ملہ سے ہو گئے ہیں) اور محمد طاہر میر کی "انخروٹ کے چھلکے"۔ حنا جس کے "مہلوے" (اچھے ہی ہوں گے) اور شہرت جہاں کی "شکر"۔ مظفر حسن کی "چھ سوہنے"، عروج طاہر کی "نعت کبھی رانگاں نہیں جاتی" (کسی کی بھی محنت رانگاں نہیں جاتی)۔ باقی رسالے میں مسکرائیں بھی جہانے میں کامیاب ہو گئیں۔

(محمد فکیب مسرت - بہاولپور)

☆..... شہد بہت عمدہ اور زبردست تھا۔ محمد ہادی تھانی اور نعمت رسول حقیقی اچھی تھیں۔ سب کہنا ہیں بہت زبردست، عمدہ اور سچی آموز تھیں۔ لطافت نے تو ہرے شہر کا حروف و ابجد یاد کر دیا سب لطافت بہت اچھے تھے۔

(نصیر حیات، رانا شاہد محمود، سید سلیم چوہدری، سید عباس - دھڑ قلعہ)

☆..... جنوری 2015ء کا شمار 30 دسمبر 2014ء کو ملا۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ رسالہ ایک سال پہلے ہی مل گیا۔ (وہ کیا بات ہے) تمام کہنا ہیں آپ پر جس 16 دسمبر کا وہ یادوں جب سانچہ پشاور ہوا اس خبر نے دل ہلا کر رکھ دیا لیکن ہمارے ساتھ وہ سلام جنہوں نے اپنی جان کی ہولناکی کے بغیر دوسروں کی جان بچائی اور جام شہادت نوش فرمایا۔ دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان کا اپنے حفظ و امان میں رہے۔

(شجیرہ ظہور - ملتان)

☆..... سرورق شاعر تھا اس لیے سب سے پہلے حمد و نعت عدل و جان کو معطر کرتے ہوئے ادبیہ کی طرف بڑھے۔ اور یہ نقطہ نظر موتی تھا کامل شخصیت حضور ﷺ اور حضرت شریف کی برکت پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ بہت کہانی "انخروٹ کے چھلکے" بلاشبہ بہت ہی اعلیٰ پائے کی تخلیق تھی۔

’وہدات‘ رہنمائی کی طرف ماحزون کرتی ہوئی اچھی پہلیپ لائن تھی۔
 حضور ﷺ کی پندارہ شفقت حضرت محمد ﷺ کا دور ظہوریت، حضرت نذیر
 اللہ ﷺ تمام مضامین بہت اچھے تھے۔ قادیان میں اللہ ﷺ کا آنکراف پڑا کر خوشی
 ہوئی۔ کہہاں بھی زبردست تھی بس عمارت تحریر کی گئی۔
 (خدیجہ نور..... حقایق کھلیاں خاص)

☆..... در حقیقت پھول ایک شاندار رسالہ ہے۔ جیسے گلاب کا کھلا ہوا پتلا
 ہوتا ہے اسی طرح پھول پھول نکرتی ہے۔ گلاب کی پتلیوں کی طرح اس کے ادراک
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجید غلامی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ مقام عطا
 فرمائیں (آمین) کہ انہوں نے یہ خوبصورت اور معیاری رسالہ نکالا۔ اللہ
 تعالیٰ سے دعا ہے کہ وطن عزیز کی حفاظت کرے اور خوشیوں سے نوازتا رہے
 (آمین) 16 دسمبر کو ’سانچہ پتھر‘ کی خبریں کریم المصنوع ہونے لگاں گے۔ اللہ کو سلام جو
 سانچہ پتھر میں شہید ہوئے۔ دشمنوں نے بے رحم کر سکول پر حملہ کیا کہ بچے سکول
 جانا چھوڑ دیں گے اور ان پڑھہ جائیں گے لیکن انہیں ہم دشمنوں کی اس ہوج
 کو مسترد کرتے ہیں۔
 (ہم اللہ..... ڈیڑھ)

☆..... اسلام علیکم جنوری اپنی بھرپور نکلنے کے کریم لطف اندوز کر رہا ہے۔ وہ
 جنوری کو ہمارا خصوصی طور پر جا کر پھول خرید لیا۔ اشتہارات کی رکاوٹوں کو دور
 کرتے ہوئے فہرست پر پہنچا تو خوشی محسوس ہوئی کیونکہ شہرہ آفاق ’سانچہ پتھر‘
 سے بھرپور قلم انداز پر پڑھ کر سانچہ پتھر پر دکھ ہوا۔ کاش یہ سانچہ نہ ہوتا۔
 ’خبروت کے چھلکے‘ اچھی کہانی تھی۔ نذر المہادی ’وہدات‘ پند آئی۔
 (انہوں نے کی نہیں لکھی تھی)۔ فیضان رحمت ہے کہ اس بہت ہی اچھا انتخاب
 تھا۔ مسکرائیں گے تو ہنسنا کر پاگل کر دیا۔ (اس طرح ہوئے تھے آپ)
 ’ہمارے‘ بہت ہی سچی آموز تحریر تھی۔ ’جنوری کے اہم واقعات‘ معلومات
 سے بھرپور تھا۔
 (محمد شکیل عابدی..... سکرو)

☆..... سرور قی کیا ہی خوب پہلا نکل آگھوں مانی پری نے۔ نبی آخر الزمان
 ﷺ کا دھڑمبارک بھی خوب جھکا رہا ہے۔ بے سال کی خبر مبارک، حمد و
 نعت سے دل شاد کیا، کرنیں ایساں افروز تھیں۔ سانچہ پتھر ہر آنکھ مبارک
 گیا، اور اپنے نے حوصلہ دیا۔ حسن انسانیت ﷺ پر تمام تحریریں چوسنے کے
 قابل تھیں۔ رحمۃ اللعالمین حضرت محمد ﷺ عظیم انسان تھے جن کا جانی کیا ساہو
 بھی نہ ملے گا۔ چوہری ظفر اللہ خان کا انتخاب ہے کہ اس تھا۔ حضرت نذر
 اللہ بن شیرازی اور ڈاکٹر انعام الحق کوڑے کے بارے میں تحریریں معلومات سے
 بھرپور تھیں۔ محمد رحل نے کیا خوب نعت کی، حسن انسانیت کے بارے میں،
 غیردوں کی باتیں تھیں۔ ڈاکٹر محمد ارشد کوہری طرف سے خراج تحسین کیا
 خوب آجادی کر رہے ہیں پھول شاہیوں کی۔ طاہر بھائی اس ہارمخروٹ کے،
 ’چھلکے‘ نے کرائے۔ (آپ نے کھائے کہ نہیں؟) نذر المہادی کے تاریخی
 کے مسطر ایک شکر سے سدا رست پڑا گئے۔ علی اکمل قصور کی ’زینت‘ اپنے
 باپ کی زینت بن گئی۔ حنا زجس کے شاگردوں کے ’ہمارے‘ ہرے نہ ہو
 گئے لیکن صحت مایاں نہیں جاتی۔ ’مسکرائیں غیر معمولی کارکردگی پر مشکل
 تھیں۔ کوڑے کی دنیا سے لب خوش ہیں۔ (سہیل آسمان جھومتے ہیں)۔
 سائنس کی دنیا کا جواب سلسلہ ہے۔

(محمد اسد اللہ غالب..... حافی جلال)
 ☆..... ادارہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ جنوری کے شمارے میں کامل شخصیت
 سرکار محمد ﷺ ’خبروت کے چھلکے‘ (محمد طاہر میر) وہدات (نذر المہادی)
 زینت (علی اکمل، قصور) اور اوسے (حنا زجس) تحریریں بہت پسند آئیں۔
 16 دسمبر سانچہ پتھر بہت ہولناک واقعہ تھا اس واقعہ میں شہید ہونے والے
 میرے بہن بھائیوں کی قربانیاں مایاں نہیں جائیں گی۔ اسے دوست گودا
 میری بات سن لو تم جتنے بھی ہمارے ساتھیوں کو شہید کرلو۔ ہم تعلیم کے لیے
 سکولوں میں پر عزم ہیں اور حمد۔
 (امجد علی بھٹو، شکیل بھٹو، حنا شہید)
 ☆..... نیا سال مبارک ہو۔ اللہ کرے یہ نیا سال خوشیوں کا سال ہو۔

(آمین) پھول چاہے ہزار بار پڑھ لیں ہر بار اپنے انداز موجود سچی کا وہی
 جوش و جذبہ ہوتا ہے۔ سرور قی انجانی خوبصورت تھا۔ محمد رحمت سے دل شاد
 کیا۔ تمام کہانیاں شاندار تھیں۔ تمام نظمیں اچھی تھیں۔ اللہ کرے پھول دن
 دگی رات چمکتی ترقی کرے۔ (آمین)۔
 (رحل بھٹی ہاشمی..... مندی بہا کالدین)

☆..... ایسے لگتا ہے کہ پھول میری زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ پھول نے
 بہت سی معلومات دیں۔ کریم سے بھی بہت سی معلومات حاصل کیں۔ اور
 ان پر عمل بھی کیا۔ پھول بچوں کی اچھے طریقے سے اصلاح کر رہا ہے اور اللہ
 کرے یہ ایسے قائم رہ کر بچوں کی اصلاح کرتا رہے۔ (آمین)
 (محمد ارشد..... دو بیلا نوالی)

☆..... پاکستان کی تاریخ میں 5 فروری کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ نبی ہیں
 اس دن کو ہم بچپنی کشمیر کے نام سے جانتا تھا ہے۔ کشمیر کی آزادی وہ واحد مسئلہ
 ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات اچھے نہیں
 ہیں۔ اگر بھارت اپنی ہوت دھری چھوڑ دے تو اس مسئلے کو حل کیا جاسکتا ہے۔
 پھول میں نسیم جہازی کے ناول کا سلسلہ بھی شروع کریں کیونکہ وہ حوصلہ افزا
 ہیں۔ اللہ پھول کو اداس کو تیار کرنے والی ہم کی عمر لکھی کرے۔ آمین
 (حامد بھٹی سعید..... دو بیلا نوالی)

☆..... جنوری کا شمار بہت زبردست تھا۔ محمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول
 اچھی اور عمدہ تھیں۔ سب کہانیاں زبردست اچھی اور سچی آواز تھیں اس واقعہ تو
 ماشاء اللہ رسالہ کا نامدار سروسو جہاں نبی اکرم ﷺ کے تذکرہ سے مطر تھا۔
 اس کے علاوہ معلومات سے بھرپور تھا۔
 اللہ تعالیٰ پھول کو دن دگی رات چمکتی ترقی عطا فرمائے اور حامد بن کے شر سے
 بچائے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور یہاں امن قائم کرے۔
 (حافظ عبدالعزیز..... کراچی)

☆..... سال کو کا شمار ملا۔ فانیہ اشرف مہم کی گزشتہ تھیں۔ انہوں میں لکھا گیا
 شعر ازہری کی زینت بنا۔ سانچہ پتھر کی چمکی خدمت کی جائے کم ہے۔ نہ
 جانے وہ کوئی خلائی مخلوق تھی یا مثنوی روئیں جذبات، احساسات سے ماری،
 صبح سویرے آنکھیں میاں کرتے، صاف ستھری وردی میں ملیں بچے سکول کی
 جانب جاتے ہیں تو فرشتوں کو بھی ہن پر پیارا آتا ہوگا۔ دل سے جدا کا کل رہی
 ہے کہ خدا ایسے لوگوں کو قیامت تک آنے والے انسان کے لیے جبرت بنا
 دے۔ سانچہ پتھر کے بارے میں لکھی گئی تمام نظمیں پسند آئیں۔ خاص طور
 پر ارمز ہر کی سوجھتی ہوں۔

☆..... رنگ پھول کیلئے خوب دل کو ہمایا کہانوں میں نشایا کی کہانی ’منفرد رہی
 بیگزین کے تمام مضامین اور کہانیاں پھولوں کا مجموعہ ثابت ہوا۔ (خلوط میں
 گو بھی کا پھول بھی تو ہے)
 (عشرت جہاں..... لاہور)

☆..... امید ہے کہ آپ آخریت سے ہوں گے اور پھول کی سہاوت میں
 مصروف ہوں گے اور وہی کی نوکری بھی آپ کا بھرپور ساتھ دے رہی ہوگی۔
 ظاہر ہے پھولوں کی یادیں کی کاٹ چھانٹ کر کے انہیں صاف کرنا ضروری
 ہوتا ہے۔ سب سے پہلے آپ کو نیا سال، بہت بہت اور بہت مبارک ہو۔ اللہ
 کرے اس سال پیارے بھیا اور سب پھول ساتھیوں کو ڈھیروں خوشیاں
 نصیب ہوں۔ آمین۔ ایشی کی طرح پھول کی اداس سے جدا ہو۔ دوا کیا ادا
 ہے پھول کی۔ یہ تو لا جواب ہے اس میں کی ہوئی نعت بے حساب ہے۔

(سید یحیٰ شاہد کا مبران شاہد..... نور دہلا)
 ☆..... جنوری کا رسالہ بہت اچھا تھا تمام تحریریں اچھی تھیں۔ سرور قی بہت
 اچھا تھا 2014ء جاتے جاتے تم دے گیا۔ اللہ کرے 2015ء تمام
 مسلمانوں کا اچھا گزرے۔
 (غیر چوہری محمد ملک، حمزہ غیر مجرڈہ رحل، محمد القدوس، مدنی خان،
 ساجد خان، شیراز بھٹو، فرحان..... دو بیلا نوالی)
 ☆..... اسلام علیکم بے سال کا خوبصورت سرور قی سے سہا ماہنامہ پھول
 ہاتھوں میں ہے۔ پھول کی اداس سے جدا رنگ رنگ تحریروں سے حیرن

پھول کی اپنی ہی اک بہار ہوتی ہے۔ 12 ربیع الاول کے حوالے سے نبی اکرم
 پر تحریریں لا جواب تھیں۔ اللہ کرے ہر مسلمان حضور کے اسوۂ حسنہ پر چلتے
 ہوئے کامیابیاں حاصل کرے۔ کہانیوں میں خبروت کے چھلکے بہترین کہانی
 تھی اس کے علاوہ زینت اور فیضان ہے کہ اس پر شاعری بہت اچھی تھی۔
 پھول کیلئے رد کہ کر تو دل خوش ہو گیا۔ اللہ کرے ہمارے وطن میں ہر سال ہی
 امن ملان اور خبروت و محبت سے بھائی چارے کی بہار قائم کرے۔
 (محمد البیادری..... لاہور)

☆..... بے سال کا شمار نبی آب و تاب کے ساتھ ملا۔ سرور قی بہت ہی
 لا جواب تھا۔ اور یہ پڑھا بہت ہی خوب تھا۔ ہر جملے سے عزم و ہمت کی کہانی
 بیان کر رہا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی عقیدت میں لکھا گیا ہر مضمون حضور ﷺ
 کی عظمت سے بھرپور تھا۔ چوہری ظفر اللہ خان کا انتخاب ’رحمت ہے کہ اس‘
 غیر مسلموں کے دل میں حضور ﷺ کے لیے عظمت و عقیدت کو بیان کر رہا تھا۔
 ڈاکٹر محمد ارشد کوہری طرف سے مبارک باد آپ بھرپور طریقے سے مسلمان
 ساتھیوں کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ کہانیاں سب ہی بہت اچھی
 تھیں۔ تمام لکھنے والوں کو دعا سلام۔
 (محمد اسلم شاہین انصاری..... چوہنگ ٹی)

☆..... ماہنامہ پھول کا جنوری کا شمار بہت اچھا اور خوبصورت ہے۔ اور اس
 میں کیلئے رد بھی بہت بڑا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں رحمت عالم کے متعلق
 پڑھ کر آپ کی زندگی سے متعلق پڑھا خبروت کے چھلکے سائنس کی دنیا، نبی کا
 بچہ شاہین کی خصوصیات بھی اچھے تھے اور دیگر معلومات سے آگاہی ہوئی۔
 وطن کے دشمن کو بھی کر لیں وہ ہمارے حوصلے پرست کر سکتے ہیں اور نہ ہی
 ہمیں ڈانٹتے ہیں ہم ایک بہادری ہیں۔ پاکستان زینت ہوا۔
 (حیدر شمشاد خان..... مہمانی)

☆..... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان اور مسلمانوں کو ترقی عطا فرمائیں۔
 (آمین)
 (عبدالقدوس، حمزہ، عبداللہ، عبدالقدیر، عبدالقیوم، عبدالرحمن، احمد رضا.....
 دو بیلا نوالی)

☆..... میں ماہنامہ پھول مسلسل 8 سال سے پڑھ رہا ہوں۔ یہ ایک اچھا بھرپور
 ہے جو کہ اپنے آغاز کے وقت سے ہی مقبول رہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ
 ہمارے بزرگ مجید غلامی صاحب نے یہ جان کا یا اور اب یہ ایک اصلاح اور
 نکل کے مقصد کی تبلیغ کر رہا ہے۔ ’انسان جو نیک کام کرتا ہے، اس کا کچھ ملے
 اس زندگی میں، نہیں تو آخری زندگی میں تو ضرور ملے گا‘۔ شعیب بھیا! آپ
 بھی اچھا کام کر رہے ہیں اس کا صلہ آپ کو ضرور ملے گا۔ میں بذات خود گھٹتا
 ہوں کہ پڑھنے سے زیادہ مشکل کام لکھتا ہے۔ کیونکہ جب آپ لکھ رہے
 ہوتے ہیں، تو آپ قاری تک اپنے احساسات و تجربات کا پتہ نہیں کر رہے
 ہوتے ہیں۔ جو آپ نے روزمرہ کے ماحول سے سیکھا ہوتا ہے۔ مجھے وہدات
 ’نذر المہادی‘ کی کہانی (شکر ہے کہانی لکھ دیا) سب سے زیادہ پسند آئی۔
 کیونکہ اس میں نذر صاحب نے محنت اور نکل کا منفرد رویہ دیا ہے۔ ایڈیٹر بھیا
 آپ کی تحریف میں چشمہ اشعار کہا جا ہوں گا۔ (تحریف اس خدا کی جس نے
 جہاں بھلا)
 (محمد حمزہ حسن..... حولی لکھا)

☆..... جنوری کا شمار بہت اچھا تھا تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ سرور قی
 بہت ہی اچھا تھا۔ خدا پھول کو تمام سال میں دن دگی اور رات چمکتی ترقی
 دے۔ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ جب بھی وہ کسی کی وفات کا سنیں تو
 ایک مرتبہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر وفات پا جانے والے کو بخش
 دیں۔ کیونکہ سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنے سے ایک قرآن پاک
 ثواب ملتا ہے۔
 (نذیر بیادری..... جٹا نوالی)



کوکب علی

تیز اور تیز۔۔۔۔۔

ہنس، قہقہے، شور، ہنگامہ۔۔۔

برگد کے درخت کے نیچے ایک میلے کا ساں تھا۔۔۔

سب بچے اپنی اپنی باری کے منظر ایک دوسرے کو جھولا

جھلا رہے تھے۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔ چٹاخ۔۔۔

اچانک خاموشی چھا گئی۔ میں نے ارحم کو کان سے پکڑا

۔۔۔ اور گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔۔۔

اس کا چہرہ شدت ضبط سے ہٹتا رہا تھا۔۔۔۔۔

آنکھوں میں آنسو تھے اور لبوں پر سسکیاں۔۔۔

درد کی ٹھیسیں شدید تھیں۔۔۔۔۔

میں اُٹھنے کی کوشش میں لڑکھڑا گیا۔۔۔

کسی نے بڑھ کر مجھے تھام لیا تھا۔۔۔

کچھ سسکیاں تھیں، کچھ آنسو۔۔۔۔۔

منظر دھندلا چکا تھا۔۔۔۔۔

میرے چار بچے ہیں

۔۔۔ تین بیٹے اور ایک

بٹی۔۔۔ بچے کے اعتبار

سے میں ایک بچ ہوں۔۔۔۔۔

اصولوں کا پابند۔۔۔ اور زندگی کو ایک

مخصوص طریقے پر چلانے والا۔۔۔ کیا وجہ ہے

سے شہر کی بلند و بانگ عمارتوں کا حصہ بن گیا۔ اور بلا خر
کا مہابی کی منزلیں طے کرتے کرتے ایک کامیاب بچ
کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اور میرا پیشہ ہی میرا اڈر ہوتا

بچہ ہوتا تھا۔۔۔۔۔

احسن اور محسن میری خواہش کے مطابق بیرون ملک مقیم

تھے۔۔۔ اور قاطعہ کی ذمہ داریوں سے میں بخیر و خوبی

فارغ تھا۔۔۔ مگر ارحم ان سب سے مختلف تھا۔۔۔ وہ

پرانے دوستوں سے ملتا۔۔۔ اور مجھ سے سلام دعا کے
علاوہ شاید ہی کوئی بات کرتا۔۔۔۔۔ اور اس کی وجہ باقی

بچوں کے مقابلے میں میرا اس کے ساتھ سخت برتاؤ تھا۔

وقت گزرتا گیا، میں ریٹائر ہو گیا، بیمار رہنے لگا۔ ارحم

ڈاکٹر بن گیا۔۔۔ احسن اور محسن اپنی اپنی زندگیوں میں

معروف تھے۔ اور آمنہ بیگم اس دنیا سے کوچ کر گئیں

۔۔۔ کبھی کبھار قاطعہ اپنے بچوں کے ساتھ آ جاتی تو

گھر میں رونق لگ جاتی۔ کبھی موبائل کی گھنٹی بجتی

تو احسن اور محسن کی آوازیں سننے کو مل جاتیں تو

دل بہل جاتا۔۔۔ بس شب و روز کا یہی معمول

تھا۔۔۔۔۔

آج صبح ہی سے میری طبیعت میں کچھ

گھبراہٹ تھی۔ دل کا ہلکا ہلکا درد شدت

اختیار کر رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے محسن اور

احسن سے بات ہوئی تھی۔ وہ بتا رہے

تھے مصروفیت کے باعث اس سال

پاکستان کا چکر لگانا مشکل ہے۔۔۔ میں

نے ٹیک تیناؤں کے ساتھ فون رکھ دیا۔

کہ یہی زندگی کا پھیر ہے۔۔۔ اور سارے

منظر نامے میں مجھے ارحم یاد ہی نہ

رہا۔۔۔۔۔ اسی دوران مجھے لگا

کہ چلنا دو بھر ہو گیا ہے۔۔۔ میں نے

فون اٹھا کر نمبر ملا تا چاہا۔۔۔۔۔ پتہ

نہیں کہاں کا۔۔۔ پتہ نہیں کس کا؟؟؟

مگر میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا

۔۔۔ سب منظر دھندلا گئے۔۔۔ کسی نے بڑھ

کر مجھے تھام لیا تھا۔

مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال کے ایک کمرے میں

موجود تھا۔۔۔ ڈاکٹر ارحم اور اس کی ٹیم زندگی بچانے

کی اس کوشش میں کامیاب رہی تھی۔۔۔ مجھے اپنی

جانب دیکھتا پا کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں

۔۔۔۔۔ اس کے لبوں پر دعائیں تھیں۔۔۔ اور وہ سجدہ

شکر بجالا لیا۔۔۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل شرمندگی سے بھر

گیا۔۔۔۔۔ مجھ سے قریب رہنے والے مجھ سے بہت دور

تھے اور جس کو میں نے کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی وہ

میرے لیے مسیحا بن کر آیا تھا۔۔۔ میں نے ڈاکٹر ارحم کو

گلے لگا لیا، اس کا ماتھا چوما، یہی وہ وقت تھا جب

فاصلوں کی دیواریں گر گئیں اور یہی ایک لمحہ تھا جو ہم

دونوں کے لئے متاع حیات بن گیا۔۔۔۔۔



متاع حیات

پڑھائی میں بہت قابل تھا۔۔۔ مگر میرے نظریات

سے اسے اختلاف تھا۔۔۔ وہ ہر وقت ہم سب کی طرح

اپنے مرتبے کی فکر میں نہیں رہتا تھا۔ اس کو اپنے ملک

سے محبت تھی۔۔۔ اور وہ عام لوگوں کی طرح عام زندگی

گزاراتا تھا۔۔۔ اور ہم دونوں کے درمیان ہمیشہ

ٹھوڑے شکایتوں کی دیواریں حائل رہتی تھیں۔۔۔۔۔

میں نے ارحم کو میڈیکل میں داخلے کے بعد ہاسٹل بھیج

دیا تھا تا کہ وہ بہتر طریقے سے پڑھائی کر سکے

۔۔۔ آمنہ بیگم کچھ ناراض دکھائی دیتی تھی۔ مگر مجھے

جذبات سے زیادہ اس کا مستقبل عزیز تھا۔۔۔ ارحم کبھی

کبھار گھر آتا، اپنی ماں سے باتیں کرتا۔۔۔ اپنے

کہ میں گھر میں ایک سخت گیر باپ ہوں۔۔۔ اور میرے

بچے میری آمد پر ادھر ادھر کھسک جاتے۔۔۔ اور اپنی

باتیں اپنی ماں کے ذریعے مجھ تک پہنچاتے۔۔۔ میں

نے ان کو اچھا کھلایا، پلایا ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت پر

خرچ کیا ہے۔ اور ان کو ایک بہتر زندگی دی ہے۔۔۔

میرا خواب ہے کہ وہ اعلیٰ مقام حاصل کریں۔۔۔ اور

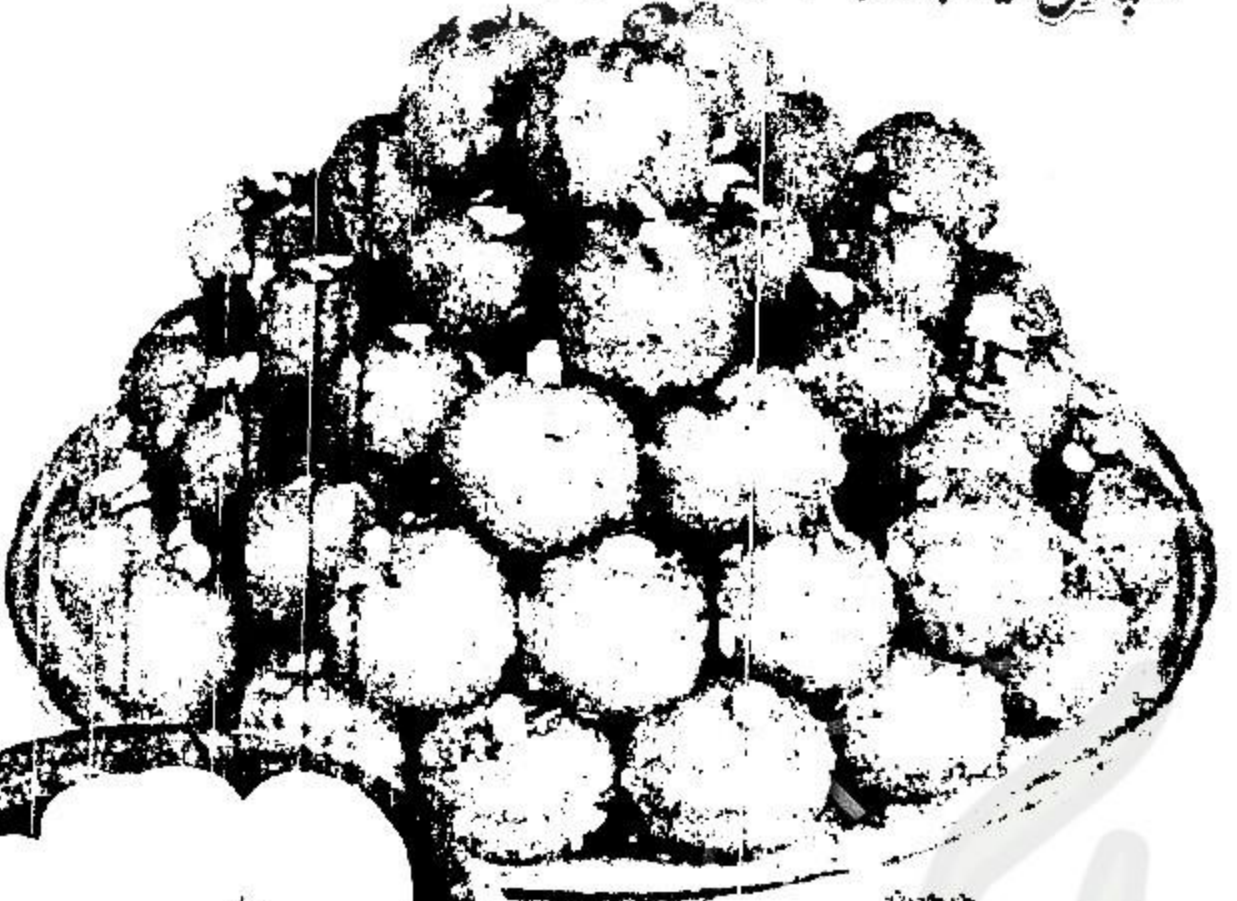
اسی بھاگ دوڑ میں، میں اتنا مصروف رہا کہ کبھی یہ ہی

نہ چل سکا کہ زندگی کب اپنا رخ بدل گئی۔۔۔۔۔

میرا تعلق گاؤں کے ایک سادہ لوح گھرانے سے تھا

۔ مگر میرے خواب بہت اونچے تھے۔۔۔ مجھے یاد ہی

نہیں تھا کہ میں کب اور کیسے گاؤں کے سرکاری سکول



رونی بھیا کہاں کا ارادہ ہے؟“ شرجیل نے رونی بھیا کو باواز بلند کیا۔
فرہی مٹھائی کی دکان تک جا رہے ہیں آج ہمارا انعام نکلا ہے۔“ رونی بھیا کی آواز خوشی سے کپکپا رہی تھی۔
”ہائیں، آپ کا انعام؟“
”ہاں ہاں یہ دیکھو“ انہوں نے پانچ ہزار کا نوٹ سامنے

مٹھائی

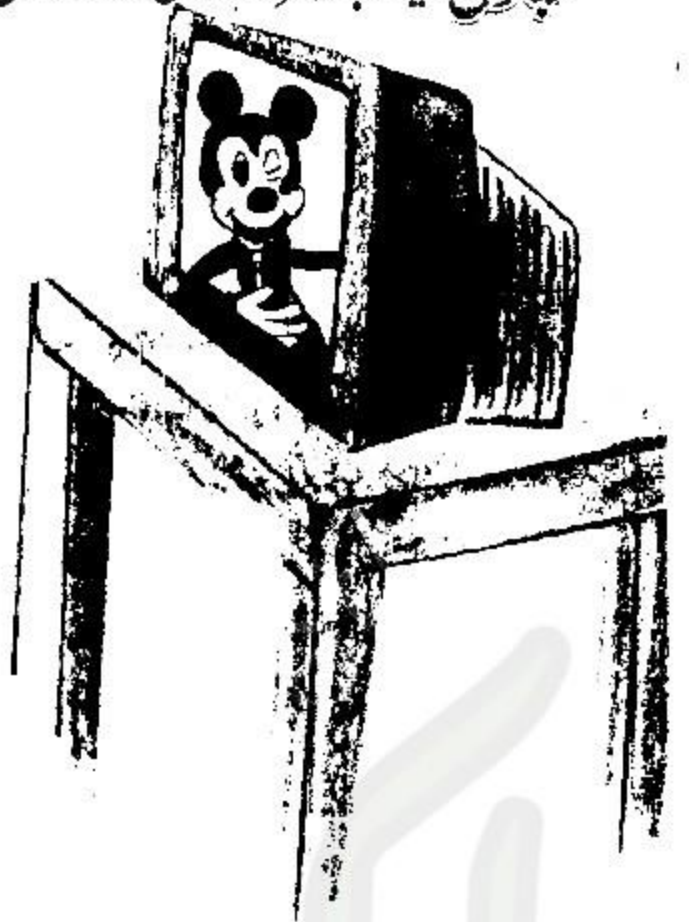
”کسی میگزین میں ایک مضمون لکھا تھا اس پر ملا ہے۔ انہوں نے تصدیق کی۔ ان کی آنکھوں میں ستارے جگمگا رہے تھے۔
”یقین نہیں آتا۔“ شرجیل نے بے یقینی سے سر سے پاؤں تک جائزہ لیتے ہوئے کہا۔
”کیوں اس میں یقین نہ آنے والی کون سی بات ہے۔ رونی بھیا نے اُمناتے ہوئے کہا۔
”نہیں نہیں، وہ میرا مطلب ہے کہ آج کل دھوکہ بازی بہت چل رہی ہے رونی بھیا، اور آپ بڑے سادہ انسان۔“ شرجیل نے گڑبڑا کر کہا۔
”دکھائیں تو ذرا نوٹ اصل ہے نا۔“ اُس نے نوٹ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔
”بالکل اصلی ہے ابا اماں چیک کر چکے ہیں۔ بنک سے تازہ بہ تازہ نکلا ہے۔“ رونی بھیا نے نوٹ کو سختی سے مٹھی

میں دبایا۔
”بنک سے بھی نوٹ نقلی مل سکتا ہے۔ بنک ہی ہے کدال تو نہیں۔ شرجیل نے محتاط لہجہ اختیار کیا۔ اتنے میں محلے کے دیگر لڑکے بھی ارد گرد جمع ہو چکے تھے۔
”دوستو! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے رونی بھیا نے میگزین میں زبردست مضمون لکھا ہے جس پر انہیں پہلا انعام ملا ہے اور اسی خوشی میں رونی بھیا مٹھائی لینے جا رہے ہیں۔
”واہ..... واہ بھی واہ تالیاں.....“ سب نے تالیاں پیشیں، جبکہ رونی بھیا کا سینہ فخر سے مھول گیا۔ ”بس بس پسلیوں کو ہونا نہ لگ جائے۔“ داؤد نے مداخلت کی۔
جواب میں رونی بھیا نے اپنا چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے داؤد کو گھورا۔ خوشی کی خبر ایک سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے اور پھر پورے محلے میں گونجنے لگی۔ اچھا خاصا جھوم سا جمع ہو گیا تھا۔ تمام لڑکے رونی بھیا چلیں پھر،

مٹھائی لینے۔ داؤد نے گویا دلدلایا۔
مکراتنے لوگوں کی کیا ضرورت تھی۔“ رونی بھیا پر اب گھبراہٹ طاری ہوئی۔
”بھیا پانچ ہزار کا معاملہ ہے کوئی عام بات نہیں۔ آپ کو نہیں معلوم حالات کیسے چل رہے ہیں۔ سب کا ساتھ ہونا ضروری ہے اور پھر ہم سب تو آپ کی خوشی میں شریک ہیں اگر آپ کہتے ہیں تو یہیں رک جاتے ہیں۔“ شرجیل نے مصیبت سے کہا۔
”ارے نہیں نہیں۔ کوئی بات نہیں۔“ نرم دل رونی بھیا فوراً گویا ہوئے۔ مگر یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اتنا بڑا جھوم دکان تک جائے۔ رونی بھیا نے دور تک نظر دوڑائی۔
”ہاں ہاں کسی دکاندار ہی دیکھ کر ڈر جائے کہ شاید دکان پر حملہ ہو گیا۔“ داؤد نے نکتہ پیش کیا۔ ”ہاں تو بھئی ایسا کرتے ہیں چار پانچ بندے رونی بھیا کے ساتھ ہوں گے باقی سب باہر کھڑے رہیں گے۔“
سب ہی باتیں کرتے کرتے رونی بھیا کو سراسیمہ علاقے کی سب سے مشہور مٹھائی کی دکان تک پہنچ گئے۔ شوکیسوں میں رنگ برنگ میٹھی خستہ مٹھائیاں دیکھنے والوں کے دل لپھار رہی تھیں۔
رونی بھیا لائیں جلدی سے نوٹ دیں ہم مٹھائی لے آئیں۔“ شرجیل اور داؤد ایک ساتھ بولے۔ رونی بھیا شش

وچ میں جلتا ہے۔

”ارے بھیا اچھا لگتا ہے کہ اتنا بڑا قلم کار مٹھائی کی دکان میں گھسے اور مٹھائی خریدتا پھرے۔ آخر ہم کس لئے ہیں۔“ ان میں سے ایک منو دہانہ انداز میں گویا ہوئے۔
اچھا لیکن بتایا دھیان سے لیتے آنا۔ رونی بھیا نے ہچکچاتے ہوئے نوٹ حوالے کیا۔ ”جی جی بالکل۔“
دونوں ہی نوٹ لے کر دکان کی طرف دوڑے جبکہ دیگر لڑکوں نے رونی بھیا کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ اتنے میں دونوں مٹھائی کے ٹوکروں کے ساتھ باہر آئے اور جلدی جلدی ایک ایک لفافہ لڑکوں کے ہاتھوں میں تھماتے رہے۔ لڑکے لفافہ تھامنے شکر یہ ادا کرنے اور یہ جاوہ جا۔
آخر میں ایک لفافہ رونی بھیا کے ہاتھ میں بھی تھمایا گیا۔ رونی بھیا منہ لٹکائے لفافے کی جانب دیکھ رہے تھے۔
”اور بھیا یہ لیں بتایا۔“ شرجیل نے کہتے ہوئے دس دس کے دو نوٹ اور چند سکے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ ”اچھا اجازت دیں بھیا امید ہے آئندہ بھی یاد رکھیں گے۔“ کہتے دونوں آگے بڑھ گئے جبکہ رونی بھیا دانت کچکاتے گھر کی جانب ہو گئے۔



اس پر بہت ظلم ہوئے لیکن۔۔۔

قریبانی

اس کے دوست شام کو اس کے گھر آ جاتے کچھ دیر پڑھائی کرنے کے بعد وہ بھی ٹی وی دیکھتے۔ وحید نے اب جوش و خروش سے پڑھائی شروع کر دی لیکن اس کی سوتیلی ماں اسے خوش دیکھ کر اندر ہی اندر جلتی رہتی اسے ہر طرح تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتی۔ ایک دن وہ اپنی ماں کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا کہ چائے کا کپ ہاتھ سے پھسل کر اس کی ماں کے کپڑوں پر گر اس طرح اس کے کپڑے خراب ہو گئے اور جسم کا تھوڑا سا حصہ جل گیا۔ اس پر اس کی ماں نے وحید کو خوب مارا اس دن وہ خوب رویا۔ اس نے خدا سے دعا کی کہ وہ اسے اس ظلم سے بچائے۔

جیسے تیسے گھر کا گزارہ ہو رہا تھا کہ وحید کی ماں بیمار پڑ گئی۔ اس کا باپ بھی گھر پر نہیں تھا۔ شروع شروع میں تو وحید کی ماں نے بیماری کی کوئی پروا نہیں کی کہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گی لیکن بخار تھا کہ اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ وحید بہت پریشان تھا وہ ماں کی خدمت کرتا رہا۔ حکیم صاحب کا علاج کرایا لیکن کوئی افادہ نہ ہوا۔ ماں کی حالت دن بدن خراب ہو رہی تھی گھر میں ایک پیسہ نہ تھا۔ وحید جانتا تھا کہ ماں کا علاج بہت ضروری ہے۔ قصبے میں

تو وحید کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا تھا۔ گھر میں سجاوٹ کا کوئی سامان نہ تھا گھر بالکل خالی تھا۔ وحید کا دل بھی چاہتا تھا کہ اس کے گھر میں صوفہ ہو اور اگر ٹیلی ویژن آ جائے تو اس کی زندگی میں بہار آ جائے لیکن وحید کی ماں اس کی ان خواہشات کو ہرگز پورا کرنے کیلئے تیار نہ تھی۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ وحید کو کوئی خوشی نہ حاصل ہو۔ ایک دفعہ وحید نے اپنی سوتیلی ماں سے شکایت کی کہ اسے کھانا پورا دیا جائے اور کپڑے جو جگہ جگہ سے پھٹ رہے ہیں انہیں بھی بدل دیا جائے لیکن اس کی ماں یہ کام کرنے کیلئے ہرگز تیار نہ تھی۔ وہ اسے طرح طرح سے ذلیل کرتی ایک دفعہ اس نے انگوٹھی کی چوری کا الزام وحید پر لگایا لیکن بہت جلد اصل بات معلوم ہو گئی ورنہ وہ اس الزام کے تحت اسے گھر سے نکال دیتی۔

وحید کے باپ کو اپنے بیٹے کی خواہشات کا علم تھا۔ اس نے کچھ عرصہ رقم جوڑنے کے بعد ایک سیکنڈ ہینڈ چھوٹائی وی، ایک صوفہ اور ایک میز کا انتظام کر دیا۔ وحید اب میز کرسی پر بیٹھ کر پڑھتا اور فارغ وقت میں ٹی وی دیکھتا وہ بہت خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش پوری کر دی اس طرح اس کے دن ہنسی خوشی گزرنے لگے۔

وحید آنٹھویں جماعت کا طالب علم تھا اپنے ماں باپ کے ساتھ ایک قصبے میں رہتا تھا اس کا باپ محنت مزدوری کر کے جو تھوڑے سے پیسے لاتا اس سے ان کے گھر کا چولہا جلتا۔ وحید کی ماں کی وفات کے بعد اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی۔ وحید کا باپ جو بھی کما کر لاتا اپنی بیوی کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔ وہ اپنے بیٹے کیلئے بھی کچھ نہ کچھ خرید کر لاتا۔

وحید خوش رہتا تھا وہ پڑھائی میں بھی محنت کر رہا تھا لیکن وحید کی سوتیلی ماں اس سے اچھا سلوک نہیں کرتی تھی اسے وحید سے سخت نفرت تھی اسے کھانا بھی اچھا نہیں دیتی تھی۔ کپڑے بھی سال میں ایک آدھ بار بنا کر دیتی۔ وہ اکثر مہنگائی کا بہانہ بنا کر اس کا حق مار لیا کرتی تھی۔ ویسے بھی ان کے گھر میں غربت تھی لیکن دو وقت کی روٹیاں چل رہی تھی۔

وحید قصبے کے سکول میں ہی تعلیم حاصل کر رہا تھا اس کے ارادے بہت بلند تھے وہ پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بننا چاہتا تھا۔ اور بڑے بڑے کام کرنا چاہتا تھا۔ وحید کے باپ کو قصبے میں مزدوری مشکل سے ہی ملتی تھی اس لیے وہ پریشان رہتا تھا۔ آخر اس نے شہر جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے اس فیصلے سے اس کی بیوی پریشان تھی لیکن حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اپنے خاوند کو شہر جانے کی اجازت دیدی۔

وحید کا باپ ایک ہفتے کے بعد گھر آتا تھا جب وہ گھر آتا



آپ کی تجاویز

ہمارے لیے اہم ہیں

”پھول“ آپ کا اپنا میگزین ہے۔ آپ اسے پسند کرتے ہیں۔ آپ ہمارے لیے اہم ہیں اور آپ کی رائے بھی۔ سال 2015ء کے دوران آپ ”پھول“ کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپ کے پسندیدہ سلسلے کون سے ہیں؟ کیا کوئی ایسا مستقل سلسلہ بھی ہے جو آپ چاہتے ہوں کہ بند کر دیا جائے۔ کیا کوئی نیا سلسلہ شروع کرنا چاہیے؟ تو کیا؟

”پھول“ کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے آپ کی تجاویز کا انتظار رہے گا اور ہاں غلطو میں تجاویز نہ لکھنے کا بلکہ الگ صفحہ پر اپنی تجاویز لکھ کر بھجوائیں۔ آپ کی قابل عمل تجاویز پر عمل ہوگا کیونکہ آپ کی آراء اور آپ ہمارے لیے اہم ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کسی اچھی تجویز پر آپ کو انعام بھی مل جائے۔ تو جلدی سے اپنی تجاویز بھجوائیں۔



امی ابو سے مجھے کچھ کہنا ہے

مبین عالم

☆ مجھے اچھی اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق ہے اس سے میں اچھے اچھے الفاظ، جملے، خیالات سیکھوں گا۔ اس لیے جب آپ میرے لیے کتابیں لائیں گے میں بہت خوش ہوں گا۔

☆ اگر ممکن ہو تو مبین بھر کا جیب خرچ اکٹھا کر دے دیا کریں تاکہ میں اسے منصوبہ بندی کے ساتھ خرچ کر سکوں۔

☆ اگر میں سکول کا کام اچھے طریقے سے نہ کر پاؤں تو براہم ہونے کی بجائے میری مدد کریں۔

☆ بات کو اس انداز سے شروع نہ کریں جب میں تمہاری عمر کا تھا تو کیونکہ ہر کوئی ہر عمر میں مختلف صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔

☆ آپ آپس میں مت جھگڑیں کیونکہ میں اس سے متاثر ہوتا ہوں۔

☆ جب میں کوئی اچھا کام کروں تو مجھے شاباش ضرور دیں۔ اس سے میری حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

☆ اپنے وعدے کو پورا کریں کیونکہ جب آپ کسی اچھے کام پر مجھے انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں مگر نہیں دیتے، تو میری نظروں میں آپ با اصول نہیں رہتے۔

☆ جب کوئی غلطی ہو جائے تو میرے ساتھ جیچ چلا کر بات نہ کریں۔

☆ کبھی کبھی چھٹی کے دن مجھے اپنے ساتھ سیر و تفریح کے لیے لے جائیں۔

☆ مجھے نکلا، بے وقوف اور کام چور کہہ کر نہ پکارا کریں۔

☆ کیا آپ کی لفت میں میرے لیے اچھے الفاظ موجود نہیں؟

☆ مجھے اپنے رشتہ داروں کے بارے میں معلومات دیں اور وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات کا بھی اہتمام کر دے۔

☆☆☆

☆☆☆



قرۃ العین خرم ہاشمی



گلی تو وہ کھانے پینے کے مختلف اسٹالز کی طرف آگئی۔ میٹ کھلنے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی اچیرہ نے چھ سال کے گول مٹل سے ایک بچے کو کونے میں کھڑے بڑی طرح روتے ہوئے دیکھا۔ ”کیا ہوا؟“

چیرہ نے اس بچے کے پاس جا کر پوچھا تو وہ بتانے لگا کہ وہ اپنی بڑی بہنوں کے ساتھ آیا تھا مگر رش میں ان سے چھڑ گیا ہے۔ اب اسے شدید بھوک بھی لگی ہے اور پیٹس بھی نہیں مل رہی تھیں۔ چیرہ نے اسے چپ کر دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر برگوالے شال پر لے آئی۔ بچے کو اس کی پسند کا مٹکے والا برگر لے کر دیا تو اس کے پاس تھوڑے ہی بچے تھے جس سے

چیرہ سکول سے واپس آئی تو اس کا موڈ بہت خراب تھا۔ گھر کے اندر داخل ہو کر اس نے غصے سے بیک صوفے پر پھینکا اور خود بھی منہ بناتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔ فرح نے کچن سے باہر نکلتے ہوئے، نو سالہ چیرہ کو لاؤنچ میں بیٹھ دیکھا تو گہری سانس لے کر رہ گئی۔ فرح نے چیرہ کے پاس آ کر کہا۔ ”چیرہ! یہ کیا طریقہ ہے؟ گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے نہ تو تم نے سلام کیا ہے اور بیک بھی اس کی جگہ پر رکھنے کے بجائے صوفے پر پھینک دیا ہے!“

”سوری ماما!“ چیرہ منہ بناتے ہوئے اٹھی اور بیک کو اس کی جگہ پر رکھ کر فرح کے پاس آ کر بولی۔

”اسلام علیکم ماما! اب ٹھیک ہے؟“ چیرہ نے فرح کے سامنے کھڑے ہو کر پھولے منہ کے ساتھ کہا تو فرح بے ساختہ مسکرا دی۔ ”چلو جلدی سے یونیفارم تبدیل کر کے آؤ۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔“ چیرہ سر ہلا کر اندر کمرے میں چلی گئی۔ اپنا من پسند مشرقیہ کھا کر چیرہ کا موڈ کافی بہتر ہو گیا تھا۔ وہ اب بتاؤ! تمہارا موڈ کیوں آف تھا کیا سکول میں کسی سے لڑائی ہوئی ہے تمہاری؟“

چیرہ کے کمرے میں بیک ریک کے پاس پڑے کٹن پر بیٹھتے ہوئے فرح نے اپنی بیٹی سے پوچھا۔ جو فچے قالین پر بیٹھی ماں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ”ماما! کیا میں خوبصورت نہیں ہوں؟“ چیرہ نے کچھ سوچتے ماں سے سوال کیا تو فرح نے چونک کر اس کے معصوم چہرے کی طرف دیکھا جس پر سوچ کی پرچھائیاں رقصاں تھیں۔ ”میری بیٹی! بہت پیاری ہے۔“ فرح نے محبت بھرے لہجے میں کہا تو چیرہ بے ساختہ ہلکی۔ ”ماما! پیاری تو میں ہوں کیا میں خوبصورت بھی ہوں؟“ ”کیا ہوا چیرہ کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟“ فرح نے پریشانی سے سوال کیا۔ ”ماما! کچھ دنوں بعد ہمارے سکول میں سالانہ فنکشن ہے اور ہر باری طرح، اس بار بھی ٹیبلو میں پری کا رول کرن کو ہی ملا ہے۔ کبھی اُسے سنو ڈانس، ہٹا دیتے ہیں، کبھی سینڈل، پلا، سب ٹیچرز کہتی ہیں کہ کرن بہت خوبصورت ہے اس لئے ہر سال اسے مین رول ملتا ہے ٹیبلو میں۔ ماما میرا بھی دل کرتا ہے کہ مجھے بھی ایسے رول ملیں اور جب میں نے یہ بات کرن سے کہی تو اس نے میرا مذاق اڑایا۔ ماما کیا میں پری ٹیچر، بن سکتی ہوں۔ کرن کی طرح۔“

چیرہ نے معصومیت سے سوال کیا تو فرح اُسے دیکھ کر رہ گئی۔ کرن، چیرہ کی ماموں زاد سہیلی۔ دونوں میں ایک سال کا فرق تھا۔ تین دنوں ایک ہی کلاس میں پڑھتی تھیں۔ کرن ایک سال بڑی تھی چیرہ سے۔ کرن سرخ و سفید رنگت کی، بہت پیاری، بچی تھی۔ جبکہ چیرہ سانولی سلونی مگر خوش شکل تھی۔ کرن کو ہر سال

سالانہ فنکشن میں آگے دیکھ کر، چیرہ احساس کتری کا شکار ہونے لگی تھی۔ اس کا دل بھی چاہتا تھا کہ اُسے سنو ڈانس، سینڈل پلا یا پری جیسے رول ملیں مگر ہر سال کرن ہی منتخب ہوتی تھی۔

”چیرہ! آج میں تمہیں دوبارہ سے سینڈل پلا، سنو ڈانس کی کھانیاں پڑھ کر سناتی ہوں۔“ فرح نے کچھ سوچ کر بیک ریک میں ترتیب سے لگی چیرہ کی پسندیدہ سنوڈیز بکس نکالیں اور باری باری پڑھ کر سناتے لگی۔ چیرہ چہرہ دونوں ہتھیلیوں پہ اٹکائے بہت غور سے سننے لگی۔

”اچھا بتاؤ! ان سب کھانوں میں مشترک چیز کیا ہے؟“ فرح نے سنوڈیز بکس بند کرتے ہوئے چیرہ سے سوال کیا۔ ”ماما! وہ سب بہت خوبصورت ہوتی ہیں، اس لئے؟“ چیرہ نے جلدی سے جواب دیا۔ ”نہیں چیرہ! ان کو سب لوگ اس لئے پسند کرتے ہیں کیونکہ ان سب کے دل بہت خوبصورت اور اچھے ہوتے ہیں، پری ہو یا سنو ڈانس یا سینڈل پلا کوئی اور اچھی شہزادی، سب کو ان کے لوگوں کے کام آتا اور مدد کرتا اچھا لگتا ہے۔ چیرہ دل کی خوبصورتی جس کے پاس ہوتی ہے وہ سب سے زیادہ خوبصورت اور اچھا ہوتا ہے جیسے پری ہوتی ہے اس سب کی مدد کرنے والی! سب کے لئے اچھا سوچنے والی! اگر کرن ڈرامہ میں پری بن سکتی ہے تو آپ عام زندگی میں بھی یہ کردار ادا کر سکتی ہو بس اس کے لئے شرط ہے دل کا خوبصورت ہونا! اب آئی سمجھ میں؟“ فرح نے پیار سے بیک، چیرہ کے سر پر ہلکے سے ہاتھ دے رہے ہوئے سوال کیا تو چیرہ کچھ سوچتی اثبات میں سر ہلانے لگی۔

سالانہ فنکشن والے دن سکول میں بہت گھما گھمی اور رش تھا۔ کرن پری کے لباس میں بہت خوبصورت اور چمک چمک کی پری لگ رہی تھی۔ وہ سب میں اتراتی پھر رہی تھی۔ چیرہ کو بھوک،

اس نے سو سے لے لئے اور اس بچے کو لے کر اپنی کلاس پیچھے کے پاس آگئی اور انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے مائیک پر اعلان کر دیا۔ ”بچہ خاموشی سے برگر کھانے میں گن تھا۔ کچھ فاصلے پر کرن پری بنی، اپنی دوستوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی تیرہ اور چودہ سال کی دو لڑکیاں بھاگتی ہوئی آئیں۔ بچہ انہیں دیکھ کر خوشی سے چلایا۔ ”بائی!“ دونوں لڑکیوں نے بچے کو گلے سے لگایا جس نے جلدی جلدی سارا واقعہ انہیں بتایا تو وہ چیرہ کو پیار کر کے شکریہ کہتی واپس جانے کو مڑیں۔ جب بچے نے رُک کر اپنی بہن کا ہاتھ ہلایا اور پیچھے مڑ کر چیرہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھنے لگا۔

”بائی! ایسہ ہی پری ہے نا جو سب کی مدد کرتی ہے جیسی سنوڈیز بک میں ہوتی ہے؟“ ہاں! یہ وہ ہی پری ہے۔ اس کی بہن نے ہنستے ہوئے چیرہ کو دیکھ کر کہا اور وہ تینوں وہاں سے چلے گئے۔ چیرہ نے حیرت اور خوشی سے انہیں جاتے ہوئے دیکھا۔ پاس کھڑی کرن نے حیرانی سے سب دیکھا اور ستا تھا۔ پری کے گٹ آپ میں کرن تھی مگر بچے نے پری چیرہ کو کہا تھا۔ ”مجھے بھی تمہاری جیسی پری بننا ہے!“ بے ساختہ کرن کے منہ سے نکلا تھا۔ چیرہ نے چونک کر اُسے دیکھا اور پھر مسکرا کر بولی۔ ”ہاں! تم بھی بن سکتی ہو! بس تمہیں بھی دل کی خوبصورتی چاہیے!“ چیرہ نے پیار سے کہتے ہوئے اُسے گلے سے لگالیا۔ گھر واپس آ کر اس نے بریانی کھاتے ہوئے، نے اپنی امی فرح سارا ماجرا سنایا اور اپنے کمرے میں بڑے سے شیشے کے سامنے فرائڈ کو پکڑ کر محول محول گھومتے ہوئے، خوشی سے چلا رہی تھی!

”پری ہوں میں!“

”ہاں! آج میں میری پری ہی ہوں؟“ فرح نے مسکراتے ہوئے مائیک کو دیکھا اور کمرے کا دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1



پچھول اور شاندار انعام بھی آپ کا

اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ ”پچھول“ میں شائع کردہ کوپن پر اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں اور انعام پائیں

